

Scanned By Sand

لیڈی ہلرز

(میل)

www.urdufan.com

منظر ہلرز

فیاض صاحب بھی وہاں موجود ہیں۔ آج صبح سے ہی ان کو جھاڑیں پڑ رہی ہیں۔ بڑے صاحب شدید غصے میں ہیں۔ چپڑاسی نے مزید معلومات مہیا کرتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ اچھا اب ایک نہ شدہ دوشدہ۔ چلو اسے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ سنسے کہ جھاڑیں کھانے کے بعد اس کا حسن نکھر آتا ہے۔ جس طرح فلفلی ستاروں کا حسن ایک مخصوص صابن سے نکھرتا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بوڑھا چپڑاسی عمران کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

اچھا ایک بات تاؤ اللہ بخش! جب فیاض کو جھاڑیں پڑتی ہیں تو تمہیں نطف کیوں آتا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ فیاض صاحب اکڑتے بھی تو بہت ہیں۔ بڑے صاحب نے سامنے تو جھگی بلی بنے رہتے ہیں۔ لیکن وہ یوں چلتے ہیں جیسے ساری خدائی کے مالک ہوں۔ میرا تو دل چاہتا ہے کہ بڑے صاحب سارے دفتر کے سامنے ان کو جھاڑا کریں تاکہ انہیں اپنی حیثیت کا تو علم ہو۔ بوڑھے چپڑاسی نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔ اور عمران ہنس پڑا۔ اب وہ سر رحمان کے دفتر کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ اس نے دروازے پر پڑا پردہ اٹھایا اور اندر داخل ہو گیا۔

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا بڑے وچھوٹے صاحبان! کیا بندہ صاحبان کی خدمت اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کر سکتا ہے۔ عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی رکوع کے بل جھکتے ہوئے بڑے بیغ و فیغ عربی لہجے میں کہا۔

کیا تم انسانوں کی طرح اندر نہیں آسکتے؟ — سر رحمان نے استہائی غصے لہجے اور مینہ پر ٹمکے مارتے ہوئے کہا۔

انسان کس طرح اندر آتے ہیں ڈیڈی! — میرے خیال میں صرف فیاض کو ہی آپ انسان سمجھتے ہیں — اب مجھے فیاض سے آپ کے دفتر میں داخل ہونے کا طریقہ سیکھنا پڑے گا۔ — ویسے ڈیڈی! — اب آجکل کی خود غرض دنیا میں اب انسان کہاں باقی رہ گئے ہیں — اب لوگ ابوں میں انسانوں کا ذکر ملتا ہے۔ — عمران نے بڑے مودہ باد لہجے میں جواب دیا اور بڑے اطمینان سے آگے بڑھ کر مینر کے سامنے بڑی کرسی کو زور سے گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی فیاض کرسی پر اکڑوں بیٹھا ہوا تھا اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

تو سینڈ آپ نانس — سر رحمان نے شدید غصے سے مینر پر ٹمکے مارتے ہوئے کہا۔

سوری ڈیڈی! — آپ کو تو پتہ ہے کہ میں انگریزی میں ہمیشہ کمزور رہا ہوں — اور جب بھی میں نے آپ سے انگریزی کا کوئی سوال پوچھنے کی کوشش کی — آپ نے ہمیشہ نانس کہہ کر؟

بات ٹال دی — عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا اور سر رحمان کا چہرہ غصے سے مزید سبز ہو گیا۔ انہوں نے ہونٹ بچھینچ لئے۔ وہ یقیناً اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ڈیڈی! — میں پرسوں کو بھی گیا تھا تو ثریا بتا رہی تھی کہ آپ کا بلڈ پریشر بڑا ہائی رہتا ہے تو میں نے اسے یہی مشورہ دیا تھا کہ سو پر فیاض کو منتقل گھر میں رکھ لیں — یہ بھی ایک اچھا علاج ہے —

ویسے آپ دفتر میں تو یہ علاج کرتے رہتے ہیں۔ گھر پر بھی ہے؟ — عمران نے بڑے مخلصانہ انداز میں کہا۔

تو تم میرا مضحکہ اڑا رہے ہو۔ ہونہہ — سر رحمان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

ڈیڈی اتنے ثقیل لفظ نہ بولا کریں — ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے اور پھر آدمی کو چورن کی تلاش میں مارا مارا پھرن پڑتا ہے۔ — عمران نے مزید مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں آئے کیوں ہو۔ — اور پھر تم نے کار کی اتنی قوت سے بریکیں کیوں لگاتی ہیں۔ — یہ دفتروں کے یا کوئی بھنگڑ خانہ۔ — سر رحمان اصل موضوع پر آگئے۔ انہوں نے شاید جان بوجھ کر موضوع بدلا تھا تاکہ عمران کو جھاڑ پلانے کا موقع مل سکے۔ ورنہ وہ عمران کی عادت جانتے تھے کہ وہ فیاض کی موجودگی کا بھی لحاظ نہ کرے گا۔

ڈیڈی! — پہلے سوال کا جواب تو میں صرف سو پر فیاض کو ہی دے سکتا ہوں — دراصل ڈیڈی! — آپ نے تو کبھی پوچھا ہی نہیں کہ میرے ساتھ کیا گذرتی رہتی ہے۔ — وہ سلیمان ہی جان نہیں چھوڑا

بادرہی خانے کا بل روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اس لئے مجبوراً مجھے دلانی کرنی پڑتی ہے۔ — عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

دلانی — کیا بھروسہ کر رہے ہو؟ — سر رحمان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

دلانی — کیا بھروسہ کر رہے ہو؟ — سر رحمان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

دلانی — کیا بھروسہ کر رہے ہو؟ — سر رحمان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

دلانی — کیا بھروسہ کر رہے ہو؟ — سر رحمان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

ہے۔ عمران نے منہ باتے ہوئے کہا۔
لیکن تم کس قسم کی معلومات مہیا کرتے ہو۔ فیاض نے تو
مجھے کبھی نہیں بتایا۔ کیوں فیاض۔ سر رحمان نے کہا اور
فیاض سے مخاطب ہوئے۔

لیس سر۔ لیس سر۔ معلومات سر۔ لیس سر۔ فیاض
نے اچانک مخاطب ہو جانے کی وجہ سے بوکھلا کر کہا۔
کی لیس سر۔ لیس سر کی رٹ لگا رکھی ہے۔ کیسی معلومات
خریدتے ہو تم اس بد معاش سے۔ سر رحمان نے انتہائی غصے

لہجے میں کہا۔
چھوٹا بھی کہیں ساتھ ڈیڑی! بڑے تو آپ ہیں۔ عمران
نے آہستہ سے کہا تو سر رحمان کے جیسے تن بدن میں آگ لگ گئی وہ اچھل
کر کھڑے ہو گئے۔

نکل جاؤ۔ ابھی اسی وقت دفع ہو جاؤ۔ میری نظروں سے
دور ہو جاؤ بے ادب۔ گستاخ۔ ورنہ میں گولی مار دوں گا۔

سر رحمان نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔
گولی کیوں ضائع کرتے ہیں ڈیڑی!۔ اچکل بہت مہنگی آری
ہے۔ اس کی رقم مجھے فے دیں تو میں اسے سلیمان کے حوالے کر کے
خود کشی کر لوں گا۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں

کہا اور پھر کلینت اچھل کر اٹھا اور بے اختیار دوڑتا ہوا دروازے سے
باہر نکل گیا۔ کیونکہ اس نے سر رحمان کو میز کی دراز کھولتے دیکھ لیا تھا
اور وہ جانتا تھا کہ سر رحمان سے کوئی بعید نہیں کہ وہ واقعی گولی مار دیں۔

آہستہ بولتے ڈیڑی!۔ اس میں آپ کی بھی بے عزتی ہے۔
آخر میرے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی تو آتا ہے۔ پھر اسی باہر
کھڑا ہے بسن لے گا تو کیا کہے گا کہ سر رحمان کا اکلوتا لڑکا دلالی کر کے
پیٹ پالتا پھر رہا ہے۔ عمران نے کہا اور سر رحمان نے ایک
بار پھر ہونٹ پیسٹ لئے۔ اب ان کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا
کہ وہ اس لمحے کو سچپتا رہے ہیں جب انہوں نے عمران کو اپنے دفتر
بلایا تھا۔

میں پوچھتا ہوں یہ دلالی سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ اور پھر
سو پر فیاض کے پاس دلالی کے لئے آنا۔ سر رحمان کی آنکھوں
سے شعلے نکل رہے تھے جب کہ سو پر فیاض بیچارے کا برا حال ہو رہا
تھا۔ اس کی جان پر بن گئی تھی اس کے ذہن میں شاید یہ خیال آ رہا
تھا کہ عمران اس کے معاشقوں کی تفصیل بتانی شروع کر دے گا اور
پھر سر رحمان نے جو حشر فیاض کا کرنا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔
مخبری کو دلالی ہی کہنا چاہیے ڈیڑی!۔ ادھر کی معلومات
ادھر اور نہ تم ادھر۔ عمران نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا تو سو پر
فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے زرد پوشے چہرے
پر تیزی سے اطمینان کے آثار اُبھر آئے تھے۔

ہوں تو تم سو پر فیاض کو معلومات فروخت کرتے ہو۔ سر رحمان
نے ہونٹ جھنجھتے ہوئے کہا۔ یہ ایک فیکٹورس آدمی
فروخت کہاں کرتا ہوں ڈیڑی!۔ یہ ایک فیکٹورس آدمی
ہے۔ ڈھیروں معلومات دو تب جا کر دو چار روپے ڈھیلے کرتا

”بکو اس مت کرو۔ میں تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں دے سکتا۔“
 فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”تمہاری مرضی۔ میں وہ معلومات ڈیڈی کو بیچ دوں گا۔ مجھے
 تو رقم ملنی ہی نہیں۔ چلو حکومت کا ہی فائدہ ہو جائے گا۔“ عمران
 نے بھی فیاض کی طرح ہی منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
 ”معلومات!۔۔۔ کیسی معلومات؟“ سوپر فیاض نے چونکتے

دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ بڑے اطمینان سے سوپر فیاض کے
 کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سر رحمان اب فیاض کو بھی
 وہاں سے بھگا دیں گے۔ کیونکہ جب ان کا غصہ لانی گرڈ پر پہنچتا ہے
 تو پھر اس کا علاج یہی ہے کہ وہ تنہا ہو جائیں اور ہوا بھی ایسے ہی
 عمران سوپر فیاض کے دفتر میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ سوپر فیاض کمرے
 میں داخل ہوا۔

”یہ آخر تمہیں مصیبت کیا ہے۔ تم مذاق کرنے سے باز رہنا۔“
 فیاض نے سر رحمان کا غصہ عمران پر چھاڑنے کی کوشش
 کرتے ہوئے کہا۔
 ”باز کامیاب کیا کام سوپر فیاض!۔۔۔ وہ بیچارہ تو آسمان پر اڑتا ہے کہ یہ نام تمہاری والدہ ماجدہ کا تھا جنہیں وفات پانے بھی عرصہ
 چڑھاں تلاش کرتا پھر راموگا۔ البتہ یہاں تو گدھ وغیرہ پانی جا سکتی ہو گیا ہے۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور
 میں۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 ”تم آج صبح صبح ادھر کہاں آچکے۔ سوپر فیاض نے اپنی محبوبت بیٹھا ہو۔“

”یہ تباہ عمران!۔۔۔ آخر تمہیں یہ معلومات کیسے مل جاتی ہیں؟“
 ”یہ تباہ عمران!۔۔۔ سوپر فیاض کا لہجہ واقعی ایسا تھا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ عمران کوئی بہت
 بڑی منت خوشامد کی۔ لیکن تم جانتے ہو کہ وہ آخر ڈیڈی کا باورچا رہا ہو جی ہے۔“

”بس اگر گیا تو اگر کسی گیا۔“ مجبوراً مجھے ہی ہار مان
 باہر نکلا پڑا۔۔۔ کار میں پٹرول بھی کم تھا بس تمہارے دفتر تک آنے
 اور پھر یہاں سے کسی پٹرول پمپ تک جانے کا تھا۔ میں نے اس کھاتے پر ضمانت جس بنک افسر کی درج کرائی ہے۔ وہ افسر
 سوچا کہ چلو مشکل وقت میں دوست ہی کام آتے ہیں۔۔۔ عمران اور دوست ہے۔ کل اس سے ہوٹل شیران میں ملاقات ہو گئی
 نے مسے سے لہجے میں کہا۔

بات بھی سامنے آگئی۔ اب اس غریب کو کیا پتہ کہ میرا تو پیشہ ہی لالائی ہے۔ عمران نے کہا۔ اور سو پر فیاض ایک طویل سانس

لے کر کسی کی پشت سے ٹپک گیا۔ کہ جہاں بھی جا کر کوئی کام کرو۔ وہاں ایک تو یہ بڑی مصیبت ہے کہ جہاں بھی جا کر کوئی کام کرو۔ وہاں تمہارا کوئی نہ کوئی دوست بھی نکل آتا ہے۔ اور پھر وہ تم سے مل بھی لیتا ہے اور سب کچھ تمہیں بتا بھی دیتا ہے۔ آخر آدمی کرے کیا؟ سو پر فیاض نے واقعی رو دینے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

منازع بخش دھندہ معلومات خرید لیا کرے اور کیا کرنا ہے۔ منافع بخش دھندہ ہے۔ اب دیکھو کہ جیسے ہی ڈیڑی کو پتہ چلے گا۔ اکاؤنٹ میں موجود لاکھوں روپے حکومت کو ٹرانسفر ہو جائیں گے۔ تمہارے خلاف نوکری سے ڈسمس ہو جاؤ گے۔ انکوائری شروع ہو جائے گی۔ چپڑاسی بھی کسی نے نہیں رکھنا۔ آجکل شرکیں ناپتے پھرو گے۔ اس سے بہتر یہ سودا نہیں ویسے بھی بے روزگاری کا دور ہے۔ کار کی ٹینگی پٹرول سے فل کراؤ۔ اور بس کہ ٹنگڑا سا ناشتہ کراؤ۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

معاملہ ختم۔ تم مجھ سے رقم لے لو اور جا کر ناشتہ بھی کرو اور ٹھیک ہے۔ میری جان چھوڑو۔ فیاض نے دانت پٹرول بھی ڈلواد۔ بٹوہ نکال لیا۔ میں اکیلا ناشتہ کرنے کا قائل نہیں۔ پیتے ہوئے کہا اور جیب سے بٹوہ نکال لیا۔ میں اکیلا ناشتہ کرنے کا قائل نہیں۔ سو پر فیاض! میں اکیلا ناشتہ کرنے کا قائل نہیں۔ اور پھر بٹول میں ناشتہ۔ میری تو بیل کے بار

میں سوچ سوچ کر بھوک ہی ختم ہو جائے گی۔ ہر اینٹیم کا ریٹ مینو کارڈ پر پڑھتا ہوں گا اور حساب جوڑتا رہوں گا۔ اور اتنا تو تم جانتے ہی ہو کہ میں حساب میں بڑا کمزور ہوں۔ اس لئے تمہارا ساتھ جانا ضروری ہے کہ میں اطمینان سے ناشتہ کروں اور تم بل جوڑتے رہنا۔ کیا خیال ہے؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن میں نہیں جاسکتا۔ تمہارے ڈیڑی نے میری جان کھا رکھی ہے کہ فوراً رپورٹ تیار کر کے پیش کر دو کہ کتنی عورتیں پچھلے ایک ہفتے میں شہر میں ایسی فوت ہوئی ہیں جن کی لاشیں غیر محالک کو بھیجی گئی ہیں۔ سو پر فیاض نے منہ بنا تے ہوئے جواب دیا۔

عورتیں مری ہیں اور لاشیں غیر محالک کو بھیجی گئی ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا ڈیڑی نے ریٹائر ہونے کے بعد عورتوں کے کفن و دفن کے انتظامات کا ادارہ کھولنے کا پروگرام تو نہیں بنالیا۔ عمران نے واقعی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

تمہیں نہیں معلوم کہ ہم کس عذاب میں آئے رہتے ہیں۔ ایک ہفتہ پہلے ولیٹرن کارمن میں ایک ایسی لاش پکڑی گئی ہے جس کے پیٹ کے اندر منشیات بھری ہوئی تھی۔ اور یہ عورت کی لاش تھی اور اسے پاکیشیا سے ولیٹرن کارمن بھجوا یا جا رہا تھا۔ عورت بھی ملکی تھی۔ جب اس رپورٹ پر یہاں تحقیقات کی تو کچھ پتہ نہ چل سکا۔ نہ اس عورت کے کوائف کا۔ اور نہ اس کے بھینچنے والوں کا۔ اب پتہ فرضی نکلے۔ سو پر فیاض نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ عورت تو اصلی تھی؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

ہاں! — وہ اصلی تھی — لیکن یہاں کہاں رہتی تھی — کون تھی؟
 بہت مر رہا۔ لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا۔ اور اب سر رحمان نے جان
 عذاب میں ڈال رکھی ہے کہ فوراً اس گروہ کو تلاش کرو۔ اب تم
 خود تباؤ کرو میں انہیں کہاں سے تلاش کروں۔ فیاض نے تقریباً
 رو دینے والے لمحے میں کہا۔
 "اگر تگڑا ناشتہ کراؤ تو حل میں تبا دیتا ہوں۔" — عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"حل! — اوہ — تم ناشتہ کب رہے ہو۔" — میں تمہیں ڈنر کھلا
 سکتا ہوں۔ — جلدی تباؤ اس کا حل۔" — فیاض نے بڑی طرح
 چونکتے ہوئے کہا۔
 "فی الحال تو میرے پیٹ میں نجومی چر رہے مہدوک کے مارے قلاباز مال
 کھا رہے ہیں۔ — ناشتے کے بعد وہ اطمینان سے بیٹھیں گے رات
 بنائیں گے۔ پھر ہی پتہ لگ سکتا ہے۔" — عمران نے پیٹ
 پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔
 "خراؤ تو نہیں کر رہے۔" — سوپر فیاض نے ہونٹ بھینچتے
 ہوئے کہا۔

"خراؤ! — کیسا خراؤ۔" — اگر لہتیں نہ آئے تو ایک آدھ چوہا منتفخ
 کروں تمہاری طرف۔" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
 "ٹھیک ہے آؤ۔" — سوپر فیاض نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے
 کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سٹینڈ پر لٹکی ہوئی پی کیپ اتار کر اس
 نے سر پر رکھی اور دفتر سے باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار اسے لئے ہونے ہیڈ کوارٹر کی عمارت
 سے باہر نکل آئی۔

"یہاں قریب ہی ایک ریسٹورنٹ ہے وہاں ناشتہ اچھا ملتا
 ہے۔" — فیاض نے ایک سستے سے قریبی ریسٹوران کا نام لیتے
 ہوئے کہا۔

"ارے نہیں! — میرے چوہے صرف شارٹن کا ناشتہ پسند
 کرتے ہیں۔ — ورنہ ان کے نجوم میں گر بڑھ ہو جاتی ہے۔" — عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سوپر فیاض نے یوں سیٹ کی پشت سے
 سر نکرا دیا جیسے اس کی ساری جائیداد حکومت نے ضبط کر لی ہو۔
 "تم میرا بیڑہ غرق کر اگر ہی دم لو گے۔" — غضب خدا کا شارٹن
 والے ٹولیسٹرے ہیں۔ — وہ تو دس ڈنر کی قیمت میں ناشتہ دیتے
 ہیں۔ — اور پھر اس کا مالک تمہارے ڈیڈی کا گہرا دوست ہے۔
 "پھر فضل چودھری۔" — اس لئے میں بھی اس کا گلا نہیں دبا سکتا۔"
 فیاض نے رو دینے والے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب دیکھو نا سوپر فیاض! — میں تو تمہارے نقصان میں راضی
 نہیں ہوں۔ آخر تم میرے دوست ہو۔" — مشکل وقت میں
 کام آتے ہو۔ لیکن ان چوہوں کا کیا کروں۔ — بڑے مہذب چوہے
 ہیں۔ شارٹن سے کم پر راضی ہی نہیں ہوتے۔" — عمران نے
 مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لعنت ہے تمہارے ان چوہوں پر۔" — سوپر فیاض نے
 دانت پیتے ہوئے کہا۔

میں کہا۔ کبھی شیر دیکھا ہے۔۔۔۔۔؟ عمران نے خشک لبھے میں پوچھا۔
 "یس سر۔ یس سر۔ دیکھا ہے۔۔۔۔۔" سپروائزر کی آنکھیں
 بھی ویدر کی طرح پھیلنے لگی تھیں۔
 "کہاں دیکھا ہے۔۔۔۔۔" عمران نے پوچھا۔
 "س۔ س۔۔۔۔۔ چڑیا گھر میں۔ سرکس میں۔۔۔۔۔" سپروائزر
 نے بے اختیار سر پر ہاتھ پھرتے ہوئے جواب دیا۔
 "اُسے ناشتہ کرتے دیکھا ہے۔۔۔۔۔؟" عمران نے تیسرا سوال
 کیا۔ فیاض ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔
 "ناشتہ کرتے۔۔۔۔۔ نہیں۔ نہیں سر۔۔۔۔۔" سپروائزر اب
 پوری طرح بوکھلا گیا تھا۔
 "تو تمہیں یہاں سپروائزر کس نے بنا رکھا ہے۔۔۔۔۔" جاؤ پہلے

۱۸

”ارے ارے انہیں غصہ آگیا تو زاپچے میں گڑ بڑ کر دیں گے۔“

عمران نے کہا اور فیاض نے اتنے زور سے ہونٹ کاٹے کہ خون رس آیا۔

عمران اس کی حالت اچھی طرح سمجھ رہا تھا اس لئے وہ اسے مزید چھڑے جا رہا تھا۔ لیکن پھر شارٹن آگیا اور اس نے کار کی پارکنگ میں موڑ دی۔

مقوڑی دیر بعد وہ شارٹن کے خوبصورت ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”یس سر“۔ باوردی ویٹر نے انتہائی مہذبانہ انداز میں قریب آکر کہا اور ساتھ ہی مینو بھی رکھ دیا۔

”چوہوں کا ناشتہ لے آؤ“۔ فیاض نے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا۔

”جی!۔ کیا فرمایا آپ نے“۔؟ ویٹر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

”دفعہ ہو جاؤ۔ ناشتہ لے آؤ ایک آدمی کا۔ اور سنو! ناشتہ لانا ناشتہ ڈرنہ لے آنا“۔ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس سر“۔ ویٹر نے مڑتے ہوئے کہا۔

”سنو ویٹر!۔“ عمران جواب تک خاموش بیٹھا تھا اچانک بول پڑا۔

”یس سر“۔ ویٹر نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

صاحب کے لئے تو چوہے کا ناشتہ لے آؤ۔ اور میرے لئے شیرکا۔ آج ہماری دوستی ہوگئی ہے اور ہم سرکس والوں سے چھپ کر یہاں آگئے ہیں“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی۔ جی۔“ ویٹر کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔ وہ اس طرح عمران اور فیاض کو دیکھ رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو کہ یہ دونوں کہیں

سے منشیات نکلی ہیں تو اپنی فائل سے اس کا نام و پتہ تلاش کر کے
ڈیڈی کے آگے رکھ دینا۔ عمران نے کہا۔
بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ۔ فیاض نے غصے

بجے میں کہا۔

سیدھی طرح۔ تو ایسا کرو کہ کارپوریشن کے دفتر میں جا کر بیٹھ جاؤ۔
شہر میں جتنی لڑکیاں پیدا ہوں۔ ان کی فائل بناتے رہو۔ کبھی تو
میں لگی۔ پھر رپورٹ بھی بن جائے گی۔ عمران نے کہا اور
فیاض نے ہونٹ پھینچ لئے۔

ٹھیک ہے۔ میں جارہا ہوں۔ تم ناشتہ کرو اور بل بھی دو۔

فیاض نے دھکی دیتے ہوئے کہا۔

کوئی بات نہیں۔ ناشتہ میں کر لوں گا۔ بل ڈیڈی کے

دفتر پہنچ جائے گا۔ آخر تم دردی میں ہو اور تمہاری وردی سب

پہچانتے ہیں۔ عمران کے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے

جواب دیا۔

تم سے واقعی کچھ بعید نہیں۔ سبجانے کس لمحے تم سے ملاقات

ہوتی تھی۔ فیاض نے بڑی طرح دانت پستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا میز کے قریب پہنچ گیا اور اس نے

پلیٹیں میز پر رکھنا شروع کر دیں۔ ان پلیٹوں کی تعداد اتنی تھی کہ سر پلیٹ

پر فیاض کا چہرہ بگڑتا جا رہا تھا۔ لیکن عمران اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

بس اتنا ہی مینو ہے۔ کمال ہے۔ اب شارٹن والے بھی

کنجوس ہو گئے ہیں۔ عمران نے آخری پلیٹ رکھنے پر منہ بناتے ہوئے کہا۔

شیر کو ناشتہ کرتے دیکھ کر آؤ۔ اس کے بعد سپر وائزری کرنا۔ عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

لیکن تمہارے پیٹ میں تو چوہے دوڑ رہے تھے۔ یہ شیر

کہاں سے آپ کا۔ فیاض نے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔

یہ شارٹن ہے سوپر فیاض! اس کا نام شش سے شروع

ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں پہنچتے ہی چوہے بھی شیر بن جاتے ہیں۔

اور ابھی تو شک کرو۔ ایک شیر بنا ہوا ہے۔ ورنہ سارے شیر بن گئے

تو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ اچھا اچھا! سپر وائز جاؤ۔ ناشتے میں جتنا بھی مینو

ہے تمہارے پاس۔ ایک آدمی کے لئے آؤ۔ جلد ہی کرو۔

اباؤٹ ٹرن۔ ورنہ میں تو مارا جاؤں گا۔ سوپر فیاض نے

بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور سپر وائز سر ہلاتا ہوا واپس ٹر گیا۔

چلو تم نے بچت ہی کرنی ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میں تو

سوچ رہا تھا کہ سپر وائز کے بعد میجر آئے گا۔ پھر چیف میجر۔

پھر مالک۔ اور اتنی دیر میں سارے چوہے شیر بن جائیں گے۔

عمران نے کہا اور فیاض باوجود غصے کے ہنس پڑا۔

ہاں! اب بتاؤ کہ تمہارے پاس کیا عمل ہے۔ فیاض

نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

بغیر زائچے کے بتاؤں۔ تو ایسا کرو کہ چور ابے پر کھڑے ہو جاؤ

جو عورت نظر آئے۔ اس کا نام دپتہ نوٹ کرتے جاؤ۔ اس کا نوٹ

یکھتے جاؤ۔ پھر جب باہر سے اطلاع آئے کہ اس عورت کی لاش

عمران نے بڑے مخلصانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور فیاض اس طرح جھٹکے سے اٹھا کہ کرسی ایک دھماکے سے پیچھے جاگرمی اور دوسرے لمحے وہ پر زور زور سے پٹختا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا اور عمران مسکرا دیا۔

”سوچ لو۔۔۔ مجھے اس عورت کے کوائف کا علم ہے جس کی لاش سے منشیات ملی ہیں۔“ عمران نے اونچی آواز سے کہا تو سو پر فیاض بیکفخت ایک جھٹکے سے مڑا۔ وہ چند لمحے ہنٹ بھنٹے کھڑا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور ڈھیلے قدموں سے واپس آ کر کرسی پر بارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھ گیا۔

”میں کسی روز خود کشتی کر لوں گا۔“ یہ بات یاد رکھنا۔۔۔ فیاض نے انتہائی افسردہ سے لہجے میں کہا۔

”اچھا!۔۔۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔۔۔ یہ تو سارا ناشتہ کھا لو۔ امید ہے دوپہر تک فائنٹ خوانی کی نوبت آجائے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس نے ویٹر کو بلایا۔

”یہ سب لے جاؤ۔“ عمران نے کہا۔
”ہاں۔۔۔ لیکن صاحب یہ تو سارا۔۔۔ ویٹر نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں یہ سارا۔۔۔ ایک ایک چیز اٹھا کر لے جاؤ۔ تم نے مجھے انسان سمجھ رکھا ہے یا ہاتھی۔“ غضب خدا کا اتنا ناشتہ ایک آدمی کر سکتا ہے۔۔۔ بلاؤ کہاں ہے تمہارا میجر۔“ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”مم۔۔۔ مم۔۔۔ مگر سربا۔۔۔ آپ نے خود تو آرڈر دیا تھا۔“ ویٹر نے اوزر زیادہ گھبراتے ہوئے کہا۔
”اگر میں آرڈر دوں کہ اپنے میجر کو روک کر کے لے آؤ تو لے آؤ گے؟“ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

ویٹر نے اس بار کوئی جواب دیئے بغیر خاموشی سے پلیٹیں اٹھا اٹھا کر واپس ٹرالی پر رکھنی شروع کر دیں۔ جب وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس لے گیا تو فیاض بُری طرح پھٹ پڑا۔

”اگر تم نے کھانا نہیں تھا تو میری اتنی رقم انہیں دلانے کا فائدہ؟“ سو پر فیاض نے دوبارہ بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تو کیا کرتا۔۔۔ تمہارا بیٹو اتنا پھولا ہوا تھا کہ جیسے کسی مہاجن کا پیٹ اور مجھے ایسے پھولے ہوئے لوگوں سے بے حد نفرت ہے۔“ مجھے یوں لگتا ہے جیسے نبھانے اندر کتنے بے گناہ پھٹک رہے ہوں گے؟“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس سے تو اچھا تھا کہ تم خود لے لیتے۔“ فضل چوہدری کے موٹے پیٹ میں تو نہ گھس جاتے۔“ فیاض اپنا مسند بھول کر اس چکر میں پڑ گیا۔

”موٹے پیٹ۔۔۔ کیا مطلب!۔۔۔“ فضل چوہدری تو بڑا سمارٹ آدمی ہے۔“ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”خاک سمارٹ آدمی ہے۔“ کب دیکھا تھا تم نے اسے۔؟“ فیاض نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

”یہی کوئی چار پانچ سال تو ہو گئے ہوں گے۔“ عمران نے کہا۔

تو اب دیکھو۔ ایسے لگتا ہے جیسے پیٹ میں پورے ایک درجن بچے ہوں۔۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔
 یہ بات ہے۔۔۔۔۔ پھر تو واقعی رقم اس کے پیٹ میں نہیں جانی چاہیے؟
 عمران نے کہا اور اس نے اتنے زور سے میز پر ہاتھ مارا کہ ہال میں بیٹھا ہوا ہر شخص چونک پڑا۔

عمران نے دوسری بار پہلے سے بھی زیادہ زور سے مکہ مارا اور ہال میں موجود ہر شخص کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار اُبھر آئے۔ ظاہر ہے اعلیٰ سوسائٹی کے لوگ اس قسم کی حرکت کو کیسے پسند کرتے اور وہ بھی شارٹن جیسے اعلیٰ ترین ہوٹل میں۔ لیکن عمران تھا کہ مسلسل میز پر مکے مارے جا رہا تھا۔
 ”سر۔۔۔۔۔ سر!“ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہ اعلیٰ سوسائٹی کا ہوٹل ہے۔۔۔۔۔ اسی لمحے ویٹر نے دوڑ کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔
 اس بار اس کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار تھے۔ اور چہرے سے ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا ہے ورنہ عمران کو کچا چبا جاتا۔

ہوٹل چاہے اعلیٰ سوسائٹی کا ہو یا ادنیٰ سوسائٹی کا۔ جب رقم دے دی جاتے تو مجھے حق ہے کہ میں اسے جس طرح چاہوں استعمال کروں میں اردوں گا۔۔۔۔۔ آخر اتنی بڑی رقم دی ہے ہم نے۔۔۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے میز پر مکوں کی بارش کر دی۔
 پلیز!۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔ ویٹر نے ہوٹل دانٹوں سے کاٹتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے اس میں اتنی ہمت تو نہ تھی کہ وہ معزز گاہک کو زبردستی روک دے۔ جب کہ اس کے ساتھ پولیس کا اتنا بڑا افسر باوردی

بیٹھا ہو۔
 اسی لمحے سپروائزر اور اس کے پیچھے منیجر بھی بھاگتے ہوئے آگے آئے۔
 ”کیا بات ہے سر!“ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ سپروائزر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میز پر مکے مار رہا ہوں۔ کیا شارٹن میں آنکھوں سے نظر نہ آنے والوں کو سپروائزر رکھا جاتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن ہجے میں کہا۔

”چھوڑو عمران!۔۔۔۔۔ ختم کرو۔۔۔۔۔ فیاض جو بے بسی سے بیٹھا ہونٹ کاٹ رہا تھا آخر بول پڑا۔ اسے لوگوں کی نظروں سے جھکنے والی حقارت صاف نظر آ رہی تھی۔

”کیوں ختم کروں۔۔۔۔۔ رقم نہیں حلال کرنی۔۔۔۔۔ جتنی رقم ناشتے میں دی ہے اس سے اس جیسی دس میزیں آسکتی ہیں اور ناشتے میں نے صرف ایک پائے جتنا کیا ہے۔۔۔۔۔ لہذا دس میزیں اسی طرح مکے مار مار کر توڑوں گا۔۔۔۔۔ البتہ ایک پایہ چھوڑ دوں گا۔ آخر انصاف بھی تو کوئی چیز ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی زور زور سے مکے مارنے شروع کر دیتے۔

”ختم کر دے بکواس!“ کیا تم نے اس ہوٹل کو جنگل خانہ سمجھ لیا ہے۔ اتنے میں منیجر نے قریب آ کر زبردستی طرح چیتے ہوئے کہا۔

”تم منیجر ہو۔۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھا۔
 ”ہاں!“ میں منیجر ہوں۔۔۔۔۔ اور اب اگر تم نے میز پر مکہ مارا تو دھکے دے کر باہر نکلاؤں گا۔۔۔۔۔ یہ شارٹن ہوٹل ہے شارٹن۔۔۔۔۔ منیجر

نے حلق کے بل چختے ہوئے کہا۔ اس کے سینے پر منجر کا بیج لگا ہوا تھا۔
 "شارٹن کے معنی جانتے ہو۔ ہماری زبان میں شارٹن بھنگڑ خانے
 کو کہتے ہیں اور اس کے منجر کو بھنگی کہا جاتا ہے۔ سمجھے بھنگڑ خانے
 کے بھنگی۔" عمران نے کہا اور اُدھیر عمر منجر کا چہرہ اس قدر تیزی سے
 مسخ ہوا کہ جیسے ابھی پھٹ پڑے گا۔

اکرم۔ منجر نے مڑ کر بڑی طرح چختے ہوئے کہا۔
 "آہستہ بولو بھنگی! کیوں گلا پھاڑ رہے ہو۔ اور سنو! اپنے
 اس بڑے بھنگی کو بلاؤ۔ ہیڈ بھنگی۔ واہ جیسے ہیڈ ماسٹر ہوتا ہے۔"
 عمران نے بات کا مزہ لیتے ہوئے کہا۔

اور منجر غصے کی شدت سے بڑی طرح ناچنے لگا۔ اُسی لمحے ایک
 سینڈ و سائو جران دوڑتا ہوا منجر کے قریب آیا۔ تنگ اور آدھے بازوؤں
 والی بنیان میں اس کے بازوؤں کی مچھلیاں پھڑک رہی تھیں۔ اور چوڑا
 سینڈ چٹان کی طرح نظر آ رہا تھا۔

"یس باس۔" اکرم نے قریب آکر کہا۔

"اس بھنگی کو اٹھا کر ہٹل سے باہر پھینک دو۔ اور سنو! جا کر
 سرفضل چوہدری سے کہو کہ علی عمران آیا ہے اور وہ تمہیں ہال میں بلارہا
 ہے۔ جلدی جاؤ۔" اباؤٹ ٹرن اینڈ کوئٹ مارچ۔ عمران
 نے منجر کے بولنے سے پہلے دھاڑتے ہوئے کہا اور اس کے لمبے میں
 نجانے کیا بات تھی کہ اکرم بے اختیار مڑ کر دوڑنے لگا۔

"علی عمران!۔ اوہ!۔ تو تم سر رحمان کے بیٹے ہو۔" اچانک
 منجر نے لمبہ بدلتے ہوئے کہا۔

"نہیں!۔ سر رحمان میرے والد ہیں۔ سمجھے۔" عمران نے
 غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ!۔ تو اس لئے آپ ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ دیکھیے پلینر!
 یہ اعلیٰ سوسائٹی کا ہٹل ہے۔" منجر کھینچتے ہوئے نہ صرف آپ پر
 آگیا بلکہ اب پلینر کا لفظ بھی فقرے کے آخر میں لگ گیا۔

"تم دارالحکومت میں نہ آتے ہو۔ اس لئے اڑا رہے ہو۔ بہر حال
 ابھی وہ تمہارا ہیڈ بھنگی آجائے۔ پھر میں اس سے پوچھتا ہوں کہ
 اس نے تم جیسے منجر کیوں بھرتی کر رکھے ہیں جنہیں معزز لوگوں سے
 گفتگو کا بھی سلیقہ نہیں ہے۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری جناب!۔ مجھے آپ سے تعارف نہ تھا۔ میں
 واقعی پہلی بار دارالحکومت آیا ہوں۔ اس سے پہلے میں غیر مالک
 میں رہا ہوں۔ ویسے آپ کا تعارف میرے کانوں تک پہنچ چکا
 ہے۔" منجر نے اس بار گھٹکیا بے ہوتے لہجے میں کہا۔

"کیا تعارف تمہارے کانوں تک پہنچا ہے۔" عمران نے
 کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یہ کہ آپ بہت احمق۔ اوہ سوری!۔ مطلب ہے کہ آپ
 مسخرے۔ بچ۔ جی۔ ویری سوری!۔ میرا مطلب ہے کہ آپ
 بڑی شوخ طبیعت کے مالک ہیں۔" منجر نے بڑی طرح پھنسنے
 ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس سے تعارف ہے۔ یہ سنٹرل ایشیائی جنس بورڈ کا پرنسپل
 مڑ گھامڑ ہے۔ دیکھو! کس طرح اپنی بے عزتی کروانے کے باوجود

منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھا ہے۔ عمران نے سو پر فیاض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو سبجانے کیوں خاموش اور مطمئن بیٹھا ہوا تھا شاید وہ نفسیاتی طور پر اسے اپنی رقم کا انتقام سمجھ رہا تھا۔

اسی لمحے ایک انتہائی موٹا آدمی چھری نیکتا ہوا ایک راہداری سے اندر داخل ہوا۔ اس نے بچہ قیمتی لباس پہن رکھا تھا اور چال ڈھال اور شکل و صورت سے ہی انتہائی متمول نظر آ رہا تھا۔ چھری کے پکڑنے والا حصہ خالص سونے کا بنا ہوا تھا۔

اس موٹے آدمی کے پیچھے وہ سینڈ واکرم بڑے موڈ بانہ انداز میں چل رہا تھا۔ یہ شارٹن جیسے عظیم الشان ہوٹل کا مالک اور دار الحکومت کا مشہور آدمی سرفضل چوہدری تھا جس کے متعلق مشہور تھا کہ اس کے تعلقات صدر مملکت سے اس طرح کے ہیں کہ اگر وہ صدر کو اشارہ کر دے تو صدر، وزیر اعظم سے استغفار مانگ لیں۔

کیا بات ہے مشرینجر! — آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ — سرفضل چوہدری نے بڑے کڑکدار لہجے میں کہا۔

یہ مجھے میز پر منکد مارتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ زور زور سے میز پر منکد مارنے شروع کر دیئے۔

ادہ یہ کیا کر رہے ہو تم۔ کیا پاگل ہو گئے ہو؟ — سرفضل چوہدری نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

پاگل نہ ہوں تو اور کیا کروں۔ تین سلاٹیں اور ایک انڈے کا بل پانچ ہزار روپے آئے تو پھر پاگل پن میں کوئی شک رہ جاتا ہے۔

عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔
پانچ ہزار کا بل۔ تین سلاٹیں اور ایک انڈے کا۔ کیا مطلب۔؟ میں سمجھا نہیں۔ سرفضل چوہدری واقعی حیران رہ گئے۔

پوچھ لیجئے اپنے دیڑرے۔ میں نے تین سلاٹیں اور ایک انڈا کھایا ہے۔ اور اس نے پانچ ہزار روپے وصول کئے ہیں یا نہیں؟ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں منیجر! — کیا تم میرا ہوٹل بند کرنا چاہتے ہو؟ — سرفضل چوہدری کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

جناب! — انہوں نے پانچ ہزار روپے کے ناشتے کا آرڈر دیا تھا اور پھر کھایا صرف تین سلاٹیں اور ایک انڈہ۔ باقی ناشتہ واپس کر دیا۔ دیڑرے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

یہ تمہارے مالک تو شاید پانچ ہزار کا ناشتہ کر سکتے ہیں۔ ان کا پیٹ دیکھا ہے۔ میں کیسے پانچ ہزار کا ناشتہ کر سکتا ہوں۔ میرا پیٹ تو کمر سے لگا ہوا ہے۔ عمران نے برا سامنے بیٹاتے ہوئے کہا۔

منیجر! — عمران کو ساری رقم واپس کر دو۔ یہ ہمارے بہترین دوست کا بیٹا ہے۔ گونا لائق اور بے ادب ہے۔ لیکن ہمیں سر رحمان کا منہ دیکھنا ہے۔ اور آئندہ بھی جو یہ کھایا کرے اس کا بل نہ لیا کرو۔ سرفضل چوہدری نے منہ بناتے ہوئے بڑے سختی سے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس ٹر گئے۔

پانچ کی بجائے دس لاکھ روپے دینے پڑیں گے۔ اور جب میں نے زیر و پوائنٹ کا ذکر ڈیڈی سے کر دیا تو آپ کی بجائے ڈیڈی آپ کا منہ دیکھنے دوڑے آئیں گے۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور سرفضل چوہدری اس قدر تیزی سے مڑے جیسے انہیں لاکھوں دو لیٹج بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

”لگ۔ لگ۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم اٹھو یہاں سے اور میرے دفتر میں آؤ۔“ سرفضل چوہدری کی آواز بیکھت بھیک مانگنے جیسی ہو گئی۔ وہ انتہائی خوفزدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ ان کی حالت ایسی تھی جیسے چور ہے پر ان کا بھانڈا پھوٹ گیا ہو۔

”نہیں۔ یہیں سودا ہو گا نہیں۔ اسی میز پر۔“ بولو! دس لاکھ روپے دیتے ہو۔ یا پھر ڈیڈی آپ کا منہ دیکھنے آئیں۔ یہ تو آپ کو پتہ ہی ہو گا کہ ایسے معاملات میں ڈیڈی اپنی اولاد کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔ آپ تو صرف دوستی ہی کلیم کرتے ہیں۔“ عمران کاٹ کھانے والے لمبے میں کہا۔

”سس۔ سس۔ سنو!۔ تم میرے بھتیجے ہو۔ پیارے جتنے چاہے پیسے لے لو۔ پلین منجر!۔ جلدی سے دس لاکھ پاؤ کاٹ کر لے آؤ۔ اس کا تو پورا ہونٹل ہے۔“ سرفضل چوہدری نے بوکھلائے ہوئے لمبے میں کہا اور جلدی سے کرسی گھیسٹ کر عمارت کے پاس بیٹھ گئے۔

فیاض حیرت سے آنکھیں مھاڑے یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا وہ اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ اس نے سرفضل چوہدری کی حالت دیکھ

لی تھی اور اس کا ذہن بار بار زیر و پوائنٹ کی گردان کر رہا تھا وہ سبجانے کب سے موقع کی تاڑ میں تھا۔ اور آج اس کے ہاتھ سرفضل چوہدری کی کمزوری آگئی تھی۔ اور اسے معلوم تھا کہ اب سرفضل چوہدری کے موٹے پیٹ میں موجود تمام دولت خود بخود اس کے بینک میں پہنچنے لگ جائے گی۔

ت۔ ت۔ ت۔ تمہیں زیر و پوائنٹ کے متعلق کیا معلوم ہے۔ اور کیسے معلوم ہے۔“ سرفضل چوہدری نے اب اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا اس لئے ان کے لمبے میں ہلکی سی سنہتی تھی۔

”بڑی اچھی فلم ہے۔ میں نے خود دیکھی ہے اور میں نے آپ کو بھی دیکھا تھا۔ آپ اپنی لیڈی سیکرٹری کے ساتھ باکس میں بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ اور آپ کا یہ ہاتھ لیڈی سیکرٹری کی نازک کمر میں تھا۔“

”ویسے میرا دل تو چاہتا تھا کہ بڑی بیگم کو فون کر کے بلالوں۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ چلو ڈیڈی کے دوست ہیں۔ معاف کر دو۔ ویسے کسی تھی۔“ سنا ہے کہ بڑی پٹاخہ فلم تھی۔ عمران نے اتے ہوئے کہا اور سرفضل چوہدری کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا تھا۔

”سو پر فیاض کا چہرہ بھی ٹٹک گیا تھا۔“

”اے تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔“ سرفضل چوہدری ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”اسی لمحے مینجر چیک لے کر ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔“

”اب ضرورت نہیں۔ صرف ان کی رقم انہیں واپس کر دو۔“

”سرفضل چوہدری نے خشک اور سپاٹ لمبے میں کہا اور چٹیک لے کر اپنی جیب میں ڈال کر واپس مڑ گئے۔“

تو ٹھیک ہے۔ بڑی بیگم کو وہ فلم پہنچا دیتا ہوں۔ کمرہ نمبر چالیس پہلی منزل والی۔ عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سرفضل چوہدری ایک بار پھر جھٹکے سے مڑے۔

تت۔ تم۔ تم کیا بلا ہو۔ کیا مصیبت ہو۔ سرفضل چوہدری کے لہجے میں شدید بے بسی نمایاں تھی۔

مجھے معلوم ہے یہ ہوٹل اور باقی جائیداد آپ کی والدہ بڑی بیگم کی ملکیت ہے۔ اور وہ مزاج کی اتنی سخت نہیں کہ جب وہ فتنم دیکھیں گی تو آپ کو زندہ دفن کرنے سے بھی نہ چوکیں گی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تم۔ تم۔ تم زندہ رہنے کے قابل نہیں ہو۔ یہ لوچیک اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ اور سنو! آئندہ اگر میں نے تمہارے منہ سے ایسے الفاظ سنے یا تم نے کوئی حرکت کی تو یقین رکھو دوسرا سال نہ لے سکو گے۔ سرفضل چوہدری نے انتہائی قہقیر لہجے میں کہا۔

اؤہ تو دھمکی بھی ساتھ دی جا رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے اب کوئی نمبر تین سو تیرہ کی نشاندہی بھی کر دینی چاہیے۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سرفضل چوہدری کی آنکھیں خوف سے پھلتی چلی گئیں۔ ان کا چہرہ یکلخت اس طرح زرد پڑ گیا تھا جیسے وہ صدیوں کے مریض ہوں۔

یہ لیجئے اپنا چیک۔ عمران نے چیک کو بھاڑ کر سرفضل چوہدری کے سینے پر اچھالا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سپروائزر

اس دوران پانچ ہزار کی رقم لے آیا تھا۔ سو پر فیاض نے جھپٹا مارا اور رقم اس کے ہاتھ سے لے کر جلدی سے عمران کے پیچھے چل پڑا۔

رک جاؤ۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ۔ اچانک سرفضل چوہدری حلق کے بل دھاڑے۔ یہ رعب اپنے ملازموں پر جھاڑا کیجئے سرفضل چوہدری! میں آپ کا ملازم نہیں ہوں۔ سمجھے! اور سنو! آج شام سے پہلے خودکشی کر لینا۔ ورنہ۔ عمران نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں مڑ کر کہا اور تیزی سے مین گیٹ پر اس کر کے باہر نکل آیا۔ فیاض بھی اس کے پیچھے تھا۔

یہ تمہیں آخر اس قدر معلومات کیسے مل جاتی ہیں۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ جلدی سے پلیز۔ میں اس موٹے کا ایسا پیٹ بھاڑوں گا کہ۔ فیاض نے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

جلدی سے نکل چلو۔ تمہاری رقم مل گئی اور میں نے ناشتہ مفت کر لیا ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ فیاض نے دوسری طرف کی سیٹ سنبھال لی اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ ہوٹل کے گیٹ سے نکل کر وہ تیزی سے دائیں طرف کو مڑ گیا۔

سرفضل چوہدری ناجائز دھندوں میں ملوث ہے، اور تمہیں سب اطلاعات ہیں۔ پلیز مجھے بتاؤ۔ فیاض باقاعدہ خوشامد

موجود ایک رستوران میں گھس گئی
 "لیس میڈم" — ویٹر نے مودبانہ انداز میں پوچھا۔ ظاہر ہے
 جولیا شکل و صورت سے غیر ملکی تھی اور ویسے بھی اس وقت اس
 نے ایک شوخ رنگ کا سکرٹ پہن رکھا تھا۔

"چائے لے آؤ اور کچھ سینڈویچ بھی" — جولیا نے اردو میں
 جواب دیا تو ویٹر اس طرح حیران ہو کر دیکھنے لگا جیسے اُسے یقین
 نہ آ رہا ہو کہ یہ غیر ملکی عورت واقعی اتنی صاف اردو بول رہی ہے۔
 "جو میں نے کہا ہے وہ کرو — میری شکل بعد میں دیکھ لینا۔
 بلکہ میں تمہیں اپنا نوٹو دے دوں گی۔ جی بھر کر دیکھتے رہنا" —
 جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 "اوہ لیس میڈم" — ویٹر نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر
 تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں" — اچانک ایک بھاری سی آواز
 سنائی دی تو جولیا نے چونک کر دیکھا۔ میز کے قریب ایک لمبا بڑا لگا
 اور خاصا شکیل و وجہہ غیر ملکی کھڑا ہوا تھا اس کے چہرے پر بڑی
 فلرٹ قسم کی مسکراہٹ تھی۔

"اوہ! — تو تم یہاں بھی آ پہنچے — ٹھیک ہے بیٹھ جاؤ اور
 مجھے بتاؤ کہ تم اتنی دیر سے میرے پیچھے کیوں چکرتے پھرتے ہو
 ہو" — جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ واقعی وہ کافی
 دیر سے اس غیر ملکی کو اپنے تعاقب میں دیکھ رہی تھی۔ لیکن اس
 نے اُسے اس لئے نظر انداز کر دیا تھا کہ شاید وہ اُسے غیر ملکی عورت

سمجھ کر اس سے دوستی کرنا چاہتا ہے۔
 "شکر یہ میں" — غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کرسی پر بیٹھتے
 ہوئے کہا۔

"جولیا نافٹر ڈائر" — جولیا نے اپنا نام بتایا۔
 "اوہ تو آپ سولس ہیں — میرا نام جیمز مرنی ہے اور میں
 آگ لینڈ کا رہنے والا ہوں — یہاں ایک انٹرنیٹنگ فرم سے
 متعلق ہوں — آپ کو میں نے دیکھا تو یقین کیجئے میرا دل زور
 زور سے دھڑکنے لگا" — جیمز مرنی نے بڑے کھلے لہجے
 میں کہا۔

"اچھا! — تو آپ نے ای۔سی۔جی کرائی" — جولیا نے
 مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ای۔سی۔جی — کیا مطلب میں جولیا — میں سمجھا نہیں۔
 جیمز نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جب دل زور زور سے دھڑکنے لگے تو اس کا مطلب یہ بھی
 ہو سکتا ہے کہ آپ پر دل کا دورہ پڑنے والا ہے — چنانچہ
 بہتر یہی ہے کہ آپ فوراً کسی ہارٹ سپیشلسٹ سے رجوع کریں۔
 سمجھے مسٹر جیمز مرنی! — اور دوسری بات یہ کہ میں فلرٹ نہیں
 ہوں اس لئے پلیز! — آپ یہاں سے اٹھ کر کسی دوسری میز پر
 بیٹھ جائیں" — جولیا کا لہجہ سخیخت سرد پڑ گیا۔

اسی لمحے ویٹر نے چائے اور سینڈویچ لا کر رکھ دیئے اور
 یوں انتظار میں کھڑا ہو گیا جیسے وہ جیمز کے متعلق آرڈر لینا چاہتا ہو۔

"یہ دل کے مرض میں اس لئے ڈاکٹر نے انہیں کھانے پینے سے منع کر دیا ہے۔ تم جاؤ۔" جولیانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ویٹر سر ملاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"آپ کی شگفتگی مجھے بے حد پسند آتی ہے مس جولیانا۔ ویسے مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ آپ چائے پی رہی ہیں جب کہ سولس لڑکیاں تو شیری پانی کی طرح پیتی ہیں۔" جیمز بھی شاید پرلے درجے کا ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔

"میں سولس لڑکی نہیں ہوں مسٹر جیمز مرنی! — پاکیشیائی ہوں۔ یہاں کی شہری ہوں۔ سمجھ گئے۔" جولیانا نے کہا اور پھر اطمینان سے سینڈوچ کھانے میں مصروف ہو گئی۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ لیکن یہاں آپ کیا کرتی ہیں؟" جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں میں ایک فرم میں سٹینوگرافر ہوں۔" جولیانا نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی رہائش گاہ پر آ سکتا ہوں۔ یقین کیجئے مجھے سولس لڑکیاں بھی پسند ہیں۔ میں کافی عرصہ سوئٹزر لینڈ میں رہا ہوں۔" جیمز واقعی ایک نمبر ڈھیٹ ثابت ہو رہا تھا۔ یا پھر ان کی معاشرت ہی ایسی تھی۔

"کتنی لڑکیوں سے آپ کی دوستی رہی ہے؟" جولیانا نے پوچھا۔

"بے شمار لڑکیاں — میں بے حد اچھا دوست ثابت ہوتا ہوں۔ جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ ویری گڈ! — لیکن اتنی لڑکیوں سے دوستی کے بعد تو آپ کا دل بھر جانا چاہیے۔" جولیانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بھی اب لطف لینے کے موڈ میں آگئی تھی۔

"آپ کو دیکھنے سے پہلے مجھے بھی یہی محسوس ہوتا تھا۔ لیکن جیسے ہی میں نے آپ کو دیکھا۔ یقین کریں دل پوسے کا پورا خالی ہو گیا۔" جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ ویری گڈ! — تو آپ جلتے ہیں کہ میں آپ سے دوستی کروں۔" آپ کو اپنی رہائش گاہ پر بلاؤں۔" جولیانا نے دوسرا سینڈوچ کھاتے ہوئے پوچھا۔

"یہ میری خوش قسمتی ہوگی مس جولیانا۔" جیمز نے خوشی سے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"اور کے! — آپ شام کو کنگ روڈ فلیٹ نمبر دو سو پر آجائیں وہاں میرا ملازم علی عمران اور باورچی سلیمان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور موجود ہوگا۔ اگر میں نہ موجود ہوں تو آپ وہاں میرا انتظار کریں گے۔ میں بہر حال آ جاؤں گی۔" جولیانا نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"کنگ روڈ فلیٹ نمبر دو سو — ٹھیک ہے۔ لیکن کیا یہ فلیٹ بہت بڑا ہے کہ آپ کا ملازم بھی وہیں رہتا ہے؟" جیمز نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”اے چھ کمروں والا لکڑی فلیٹ ہے۔ ملازم بے چارہ تو احمق سا آدمی ہے۔ پڑا رہتا ہے ایک کونے میں۔ اور باورچی ظاہر ہے کچن میں ہوتا ہے۔ لیکن ہاں! ایک بات بتا دوں کہ میرا ملازم علی عمران عقل سے بالکل خالی ہے۔ وہ ہر وقت یہی کہتا رہتا ہے کہ میں اس فلیٹ کا مالک ہوں اور سلیمان میرا باورچی ہے۔ آپ اس کی باتوں پر کان نہ دھریں بلکہ اس سے سختی سے پیش آئیں۔ جیسے ہی آپ سختی کریں گے وہ یدھا ہو جائے گا۔ آخر آپ میرے دوست ہیں۔“ جولیانے پورا ڈرامہ مکمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”کتنے بکے پہنچوں۔“ جمیز نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”میں ڈیوٹی سے آٹھ بجے فارغ ہوتی ہوں۔ آپ ساڑھے سات بجے پہنچ جائیں۔ کیونکہ اگر میں پہلے فلیٹ پر پہنچ گئی تو پھر میری عادت ہے کہ میں بعد میں آنے والے سے کسی صورت نہیں ملتی۔ بس یہ میری عادت ہی ہے۔ اور ہاں! اگر آپ پہلے وہاں پہنچ گئے تو پھر خوب گپیں ہوں گی اور ہو سکتا ہے کہ میں رات کو بھی آپ کو واپس نہ جانے دوں۔ کیونکہ کل دفتر سے چھٹی ہے۔“

جولیا اب پوری طرح شرارت پر آمادہ ہو چکی تھی۔

”اوہ شکریہ مس جولیا! آپ واقعی بہت اچھی ہیں۔ آپ کے ہاں بیٹھنے کے بعد جانے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ بہر حال میں ٹھیک ساڑھے سات بجے پہنچ جاؤں گا۔ اوسکے۔ تھینک یو۔“

جمیز نے خوشی سے دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر آٹھ کر تیزی سے

گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا چائے پیتی ہوئی شرارت بھرے انداز میں اُسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ وہ تصور ہی تصور میں اس سچویشن سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ جب جمیز عمران کے پاس پہنچے گا اور پھر اس سے سختی سے بھی پیش آئے گا اور اپنے آپ کو جولیا کا دوست بھی بتائے گا۔ پھر صبح لطف آئے گا۔ اس نے ویسے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ٹھیک ساڑھے سات بجے پکھلے دروازے سے اندر داخل ہو کر ان کی باتیں چُھپ کر سنے گی۔ یہ سوچتی ہوئی وہ اٹھی اور اس نے بل ادا کیا اور پھر رسیٹوران سے باہر نکل کر وہ اس پارکنگ کی طرف بڑھ گئی جدھر اس کی کار موجود تھی۔ اس نے جمیز کو کُن انکھیوں سے تلاش کیا لیکن وہ وہاں موجود نہ تھا۔ اس نے کار نکالی اور سیدھی اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔

کار جولیانے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج میں بند کی اور پھر ٹریہیاں چڑھتی ہوئی اوپر چل دی۔ لاک کھول کر وہ فلیٹ میں داخل ہوئی اور پھر لباس بدلنے کے لئے باتھ روم میں چلی گئی۔ اور پھر باتھ روم سے واپس آ کر اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ صرف یہ کنفرم کرنا چاہتی تھی کہ عمران آجکل شہر میں بھی موجود ہے یا نہیں۔ تھوڑی دیر تک گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا۔

”کون صاحب ہیں۔“ سلیمان کی آواز رسیور پر ابھری۔

”سلیمان! میں جولیا بول رہی ہوں۔ عمران کہاں ہے؟“

جولیانے کہا۔

"معلوم نہیں میں صاحبہ! — آجکل بس وہ آوارہ گردی کرتے رہتے ہیں۔ — صبح ناشتہ کر کے نکلے ہیں۔ پھر ان کی کوئی اطلاع نہیں۔" — سلیمان نے جواب دیا۔
 "شام کو کتنے بجے تک آجائے۔" — جولیانے پوچھا۔
 "میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مرضی کے مالک ہیں۔" — سلیمان نے اکتاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور کہے۔ — اچھا سنو! — آج شام ساڑھے سات بجے ایک شخص جیمز مرنی آئے گا عمران سے ملنے۔ — مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے۔ — وہ کوئی تھوڑا کلاس ٹائپ آدمی ہے اس لئے اس کو فلیٹ سے بھگا دینا۔ — جولیانے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
 اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ اب ڈرامہ پوری طرح مکمل ہو چکا ہے۔ اب جیمز انہیں ملازم سمجھے گا اور وہ اس کو بھگانے کی کوشش کریں گے۔

ابھی جولیانے سوچ ہی رہی تھی کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سن کر جولیانے چونک کر اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کون ہے؟" — جولیانے سخت لہجے میں پوچھا۔
 "آپ کا ٹیلیگرام ہے مس۔ — سوئٹزر لینڈ سے۔" — باہر سے ایک مودبانہ سی آواز سنائی دی۔

"سوئٹزر لینڈ سے میرا ٹیلیگرام۔" — جولیانے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے چٹخنی کھول کر دروازہ کھول دیا۔

دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑی۔ دروازے پر جیمز ہاتھ میں مشین گن لئے کھڑا تھا۔
 دروازہ کھلتے ہی جیمز انتہائی تیزی سے جولیانے کو دھکیلتا ہوا اندر آیا تو اس کے پیچھے ایک اور غیر ملکی بھی اندر آ گیا جس کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا پسٹول تھا۔

"ہوں تو تم یہاں رہتی ہو۔ — اور مجھے ڈانچ دے کر کہیں اور بھیجنا چاہتی تھی۔" — جیمز نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت ایسی سختی اور سفاکی تھی کہ جولیانے لمحے میں سمجھ گئی کہ جیمز کا تعلق کسی مجرم تنظیم سے ہے۔

"کیا مطلب! — تم اس طرح یہاں کیوں آئے ہو؟" — جولیانے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔
 "مجھے سوئٹزر لینڈ میں تمہارے رشتے داروں کا پتہ چلے۔" — جیمز نے انتہائی کدخت لہجے میں کہا۔

"لیکن کیوں؟ وجہ؟" — جولیانے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 وجہ اور کیوں کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔ — جو کچھ میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ تو شاید میں تمہیں کچھ کہے بغیر واپس چلا جاؤں۔ — ورنہ میں زبردستی بھی کر سکتا ہوں۔" — جیمز کے لہجے میں بے پناہ کدختی عود کر آئی تھی۔

سنو جیمز! — یا جو بھی تمہارا نام ہے۔ — تم مجھے کوئی عام لڑکی نہ سمجھ لینا۔ میں زندہ رہنے کے گرجا جانتی ہوں۔ البتہ اگر تم اپنے سوال کی کوئی معقول وجہ بتاؤ تو شاید میں پتہ بھی بتا دوں۔" — جولیانے

بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
 "تو تم نہیں بتانا چاہتی۔ مارکر۔۔۔ جیمز نے کہا اور ساتھ ہی
 وہ اپنے ساتھ کھڑے ساتھی سے مخاطب ہوا۔
 "لیس مارٹر۔۔۔ مارکر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا
 سنبھلتی، مارکر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے لپستول کا ٹریگر چشم زدوں
 میں دبا دیا۔

ریوالور سے نہ کوئی دھماکہ ہوا اور نہ ہی کوئی گولی نکلی بلکہ دھوئیں
 کا ایک مرغزاہ سا نکل کر یہ ہا جولیا کی ناک سے ٹکرایا اور پھر ٹپک
 جھپکنے میں جولیا کا جسم یکجہت شل سا ہو گیا۔ اسے یوں محسوس
 ہونے لگا جیسے وہ ریت کی خالی ہوتی بوری کی طرح اپنی ٹانگوں پر
 نیچے گر رہی ہو۔

دوسرے لمحے مارکر نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اسے
 سنبھالا اور اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔ جولیا کا جسم مفلوج ہو چکا تھا
 گو اس کی آنکھیں کھلی تھیں ذہن کام کر رہا تھا لیکن وہ نہ خود
 اپنے جسم کو حرکت دے سکتی تھی اور نہ بول سکتی تھی۔

"تم اسے لے جا کر دیگن میں ڈالو۔۔۔ میں یہاں کی تلاشی لیکر
 آرہا ہوں۔۔۔ شاید ہمیں اپنے مطلب کی چیزیں یہیں مل جائیں۔"
 جیمز نے کہا اور مشین گن کاندھے سے لٹکا کر وہ الماری کی طرف بڑھ گیا
 مارکر جولیا کو کاندھے پر ڈالے فلیٹ سے باہر نکلا اور تیزی
 سے سیڑھیاں اتر کر سڑک پر آیا جہاں ایک بند باڈی کی دیگن موجود
 تھی۔ دیگن کا پچھلا دروازہ کھلا ہوا تھا اور دیگن کو اس طرح پارک کیا

گیا تھا کہ اس کا عقبی حصہ کھلا ہوا اور سیڑھیوں کے ساتھ بالکل ملحقہ
 تھا۔ مارکر جولیا کو اٹھائے دیگن کے عقبی حصے میں داخل ہوا
 اس نے اسے سیٹ پر لٹا کر ایک طرف پڑا کبل اٹھا کر اس پر
 ڈال دیا۔ صرف جولیا کا چہرہ کھلا ہوا تھا اور پھر وہ تیزی سے
 واپس پلٹا اور دیگن سے اتر کر اس نے عقبی دروازہ بند کر دیا۔
 جولیا مفلوج حالت میں پڑی یہ سوچ رہی تھی کہ آخر یہ لوگ
 کون ہیں اور کیوں سوئٹزرلینڈ میں اس کے رشتہ داروں کا پتہ
 پوچھنا چاہتے ہیں اس سے ان کا اصل مقصد کیا ہے اس کی
 سمجھ میں کوئی بات نہ آرہی تھی البتہ اسے اتنا ضرور معلوم ہو گیا
 تھا کہ مارکر اور جیمز کا تعلق کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم سے ہے
 کیونکہ مارکر نے جس لپستول سے اسے مفلوج کیا تھا وہ انتہائی
 جدید ترین تھا اور عام مجرم اس قسم کے ہتھیار نہیں خرید سکتے۔ اس
 کے ساتھ ساتھ اسے جیمز کی آنکھوں میں سے جھپکنے والی شیطانی
 چمک کا بھی احساس ہو رہا تھا اور اس چمک کی وجہ سے جولیا کا
 دل ڈوبا جا رہا تھا کیونکہ وہ مرد کی آنکھوں سے جھپکنے والی اس
 شیطانی چمک کے معنوں سے اچھی طرح واقف تھی۔

افراد کے بہوش ہوتے ہی ہم منصوبے کے مطابق فوراً پہنچے۔ اور انہیں اپنی ایمبولینس میں ڈال کر یہی ظاہر کر کے کہ ہمارا تعلق جنرل ہسپتال سے ہے۔ انہیں ساتھ لے کر بلیو ہاؤس پہنچ گئے۔ ہم نے تعاقب کا خیال رکھا۔ کوئی تعاقب میں نہ تھا۔ ایمرک نے منصوبہ کے مطابق کار کو ٹریفک ٹرک کے ساتھ باندھ کر ایک ویران علاقے میں چھوڑ دیا ہے۔ کار کی تلاشی لی گئی ہے لیکن اس میں کچھ موجود نہیں ہے۔“ ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور کے۔ انہیں سٹرائپ روم میں رکھو۔ میں تھوڑی دیر بعد پہنچ جاؤں گا۔ میں خود ان سے پوچھ گچھ کر دوں گا۔ سائے کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ کر اس نے پہلے اپنے سامنے بھلی ہوتی فائل بند کر کے میز کی دراز میں رکھی اور پھر دوبارہ رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

یس ہوٹل شارٹن۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔ سرفضل چوہدری سے بات کراؤ۔ میں ٹوک بول رہا ہوں۔ نے باوقار لہجے میں کہا۔

اوہ لیں سر! ہو لڈ ان کریں۔ دوسری طرف سے دوبانہ لہجے میں کہا گیا اور بس نے ہونٹ بھینچ لیتے۔

یس چوہدری سپیکنگ۔ چند لمحوں بعد سرفضل چوہدری کی آواز سنائی دی۔

ٹوک بول رہا ہوں مشر چوہدری۔ ٹوک نے کزخت لہجے

By Saad

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ایک بھاری چہرے والے غیر ملکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ یس۔ بھاری چہرے والے کے لہجے میں فطری کزخت کی موجود مہتی۔

ٹونی بول رہا ہوں باس! شارٹن ہوٹل والے دونوں افراد کو اغوا کر کے بلیو ہاؤس میں پہنچا دیا گیا ہے۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

تفصیل بتاؤ۔ باس نے اسی طرح کزخت لیکن سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

باس! آپ کا حکم ملتے ہی ہم نے پہلے ہی پلاننگ کر

مہتی۔ جیسے ہی ان کی گاڑی ہمارے مطلوبہ سپاٹ پر پہنچی ہم نے کار

ایکٹر وراڈ فائر کر دیا۔ اور کار جام ہوتے اور اس میں موجود دونوں

وہ سر! یہ سب کچھ ایک غلط فہمی کی بنا پر ہوا۔ زیرو پوائنٹ ایک فلم ہے جسے دیکھتے ہوئے اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ سر! وہ میری سیکرٹری سامعہ تھتی۔ اور سر! آپ جانتے ہیں کہ اگر میری والدہ کو علم ہو گیا تو وہ مجھے عاق کر دے گی۔ وہ بے حد سخت مزاج ہے۔ وہ اسی کی دھمکی دے رہا تھا۔ اور سر! کو مٹی نمبر تین سو تیرہ پہلے میری نشاط گاہ تھی۔ آپ کی تنظیم میں شامل ہونے کے بعد وہ کو مٹی میں نے تنظیم کے حوالے کی ہے۔ اُسے موجودہ پوزیشن کا علم نہیں ہے سر۔

سر فضل چوہدری نے تیز تیز لہجے میں جواب دیا۔
ٹھیک ہے۔ فی الحال تو میرا اطمینان ہو گیا ہے۔ لیکن میں اس کی مکمل انکوائری کراؤں گا۔ ویسے فوری طور پر میں نے زیرو پوائنٹ اور کو مٹی نمبر تین سو تیرہ کو بند کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ تم محتاط رہنا۔ ڈک نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

”یس باس! ایک مروانہ آواز سنائی دی۔

”رالف کو حکم دے دو کہ سر فضل چوہدری کا خاتمہ کر دے۔ اور ایکسیڈنٹ شو کیا جائے تاکہ انکوائری نہ ہو سکے۔“ ڈک نے کمرخت لہجے میں کہا۔

سر فضل چوہدری سر۔ ہوٹل شارٹن والا سر۔ دوسری طرف

میں کہا۔
”اوہ یس باس! حکم باس۔“ سر فضل چوہدری کا لہجہ
پچھنت بھیک مانگنے جیسا ہو گیا۔
”مجھے اطلاع ملی ہے کہ آج صبح تمہارے ہوٹل میں دو افراد آئے تھے جن میں سے ایک سنٹرل ایشیائی جنس کا سپرنٹنڈنٹ تھا اور دوسرا کوئی علی عمران۔ انہوں نے وہاں کچھ عام زیرو پوائنٹ اور کو مٹی نمبر تین سو تیرہ کا ذکر کیا۔ اور پھر تم نے انہیں نہ صرف زندہ سلامت بچر دیا۔ بلکہ مجھے رپورٹ ہی نہیں کی۔“ ڈک کا لہجہ بے پناہ کمرخت ہو گیا۔

”اوہ! اوہ! سر میں سوچ رہا تھا کہ آپ کو تفصیلات بتاؤں۔ لیکن ایک پارٹی آ جانے کی وجہ سے بات نہ ہو سکی۔ وہ سر! علی عمران یہاں کی سنٹرل ایشیائی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا لڑکا ہے۔ ناخلف اور احمق سانو جوان ہے۔ سر رحمان نے اُسے گھر سے نکالا ہوا ہے اور وہ سو پر فیاض سے دوستی کر کے اس سے خرچہ وغیرہ لے کر گزارہ کرتا ہے۔ سر! وہ بالکل قطعی غیر اہم اور لا ابالی سانو جوان ہے۔ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے سر۔“ سر فضل چوہدری نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

”اگر اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ تو اسے زیرو پوائنٹ اور کو مٹی نمبر تین سو تیرہ کا کیسے علم ہو گیا سر چوہدری۔“ ڈک نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

سے چمکتے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔
 "ہاں وہی۔۔۔ اس کا آج ہی خاتمہ ضروری ہے۔ لیکن
 جس طرح میں نے کہا ہے بالکل اسی طرح۔۔۔ ڈک نے
 کرخت لہجے میں کہا اور مٹن آف کر دیا۔
 اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور ڈک نے
 رسیور اٹھا لیا۔

"لیں۔۔۔ ڈک نے کرخت لہجے میں کہا۔
 "جیمز بول رہا ہوں باس!۔۔۔ میں نے ایک نیا شکار منتخب
 کر لیا ہے باس!۔۔۔ سوئس لڑکی ہے۔۔۔ دوسری طرف سے
 جیمز کی آواز سنائی دی۔
 "سوئس لڑکی!۔۔۔ پوری تفصیل بتاؤ۔۔۔ ڈک نے چمکتے

ہوئے پوچھا۔
 اور جیمز نے اسے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح ایک لڑکی اسے
 بازار میں نظر آئی اور پھر اس نے گنگ روڈ پر ایک فلیٹ کا پتہ
 بتایا کہ وہاں اس کا ملازم علی عمران اور باورچی سلیمان رہتا ہے۔
 اس کی اس بات سے میں کھٹک گیا کہ ایک غیر ملکی عورت ایک
 مقامی ملازم عام طور پر نہیں رکھا کرتی۔۔۔ چنانچہ میں نے مارکر کی
 مدد سے اس کا تعاقب کیا تو وہ ایک اور فلیٹ میں رہتی تھی۔ میں
 اور مارکر اسے وہاں سے اغوا کر کے لے آئے ہیں۔۔۔ میں
 نے اس کے فلیٹ کی تلاشی لی ہے۔۔۔ وہ غیر شادی شدہ ہے
 اور اکیلی رہتی ہے۔ اس کے فلیٹ سے اسلحہ بھی ملا ہے۔۔۔ میں

اسے الیٹروڈ سے مفلوج کر کے بلیو ہاؤس لے آیا ہوں۔ میرے
 خیال میں یہ بہترین شہمنٹ رہے گی۔۔۔ سوٹر لینڈ سے ہمیں
 آرڈر بھی ملا ہوا ہے۔۔۔ جیمز نے کہا۔
 "تم نے کیا نام لیا تھا ابھی۔۔۔ علی عمران۔۔۔ ڈک نے بری طرح
 چمکتے ہوئے پوچھا۔

"لیں باس!۔۔۔ اس نے یہی نام بتایا تھا۔۔۔ جیمز نے جواب دیا۔
 "اوہ!۔۔۔ یہ معاملہ تو انتہائی گڑبڑ لگ رہا ہے۔۔۔ یہ علی عمران
 ہر طرف سے ٹپک رہا ہے۔۔۔ تم ایسا کرو کہ فوراً اس فلیٹ سے
 جہاں علی عمران رہتا ہے، تفصیلات پتہ کرو کہ وہ علی عمران کون
 ہے۔ کیا یہ شخص وہی ہے جو یہاں کی سنٹرل انٹیلی جنس کے
 ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے۔ یا کوئی اور ہے۔۔۔ ڈک
 نے تیز لہجے میں کہا۔

"بہتر باس۔۔۔ جیمز نے جواب دیا۔
 "فوراً تفصیلات معلوم کر کے مجھے اطلاع دو۔ اس کے بعد
 میں بلیو ہاؤس پہنچوں گا تاکہ اس بات کا جائزہ لے سکوں کہ کیا واقعی
 یہ لڑکی شہمنٹ کے لئے مناسب ہے یا نہیں۔۔۔ ڈک نے کہا
 اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر سوئس سی ابھر آئی تھیں وہ علی عمران
 کی وجہ سے بری طرح الجھ گیا تھا۔

یہ ایک بڑا مال کمرہ تھا جس کی سائیڈول میں الماریاں موجود تھیں ایک آدمی اُمّتہ میں انجکشن سرخ اٹھائے پیچھے ہٹ رہا تھا۔ عمران نے سر جھکا کر اپنا جسم دیکھا تو وہ صحیح سلامت تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ دھماکے میں کار تباہ نہیں ہوئی بلکہ کسی مخصوص انداز میں بیہوش کیا گیا ہے اور اب انجکشن لگنے کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف کی جو تیز لہر دوڑی ہے اس کی وجہ سے اس کا شعور بیدار ہو رہا ہے۔ انجکشن لگانے والا مڑ کر تیزی سے باہر نکل گیا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر گیا۔

عم — عمران! — ہم کہاں ہیں؟ — سوپر فیاض نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

فی الحال تو بہ جہنم ہی لگتا ہے۔ شکر کرو کہ قبر میں آنکھ نہیں کھلی۔ سیدھے جہنم میں ہی پہنچ گئے ہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ درد کی شدت ویسے بھی اب کافی کم ہو گئی تھی۔ لیکن عمران تو ظاہر ہے کہ شدت کے باوجود بھی اپنے آپ پر کنٹرول کرنا جانتا تھا۔ اوه! — یہ کون لوگ ہیں — دھماکہ تو اتنا خوفناک ہوا تھا کہ میں یہی سمجھا تھا کہ میرے جسم کے پرچھے اڑ گئے ہیں۔ فیاض نے آہستہ سے کراہتے ہوئے کہا۔

ہو سکتا ہے اڑ گئے ہوں اور انہوں نے اکٹھا کر کے انہیں گوند سے جوڑ دیا ہو۔ اور یہاں ہمیں باندھ بھی اسی لئے دیا ہوتا کہ گوند سنجھتا ہو جائے۔ عمران نے کہا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے عمران

عمران نے کی آنکھیں کھلیں تو درد کی ایک تیز لہر اس کے جسم میں دوڑتی چلی گئی۔ یہ درد اتنا شدید تھا کہ بے اختیار عمران کے منہ سے سسکی سنی نکل گئی۔ اسی لمحے اسے قریب ہی سوپر فیاض کے چیخنے کی آواز سنائی دی تو اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا جسم ایک ستون سے بندھا ہوا تھا۔ لیکن اس طرح کہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر کے اوپر ستون سے منسک لوہے کے کنڈول میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور اسی طرح اس کے دونوں پیروں کو بھی ستون کے ساتھ منسک کنڈولوں سے جکڑ دیا گیا تھا۔

اس نے سر گھما کر دیکھا تو پاس ہی دوسرے ستون سے سوپر فیاض بھی اسی طرح بندھا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے منہ سے اب کراہیں نکل اور اٹھتیں۔

کی آنکھیں حیرت سے مھصلتی چلی گئیں۔ کیونکہ ایک آدمی ایک اسٹریچر
دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا تھا اور اسٹریچر پر جویا لیٹی ہوئی تھی۔ جویا کی
آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور چہرے پر اس طرح اطمینان تھا جیسے وہ خود
اپنی مرضی سے لیٹی ہوئی ہو۔

”جویا! — یہ تو جویا ہے“ — اسی لمحے فیاض کی چیختی ہوئی آواز
سنائی دی۔

لیکن جویا پر اس آواز کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور نہ ہی وہ چونکی اور نہ
اس نے سر موڑا۔

عمران حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس وقت واقعی اس
کا ذہن بھونچال کی زد میں تھا۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ حکم
چل رہا ہے۔

اسٹریچر کو لانے والے نے اسٹریچر کو ایک سائیڈ پر لگایا اور عمران
اور فیاض کے سامنے ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے
بڑے اطمینان سے چلتا ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
چونکہ اب جویا کا چہرہ سائیڈ پر ہو گیا تھا اس لئے اس کی
عمران کی نظریں ملیں اور دوسرے لمحے جویا کی آنکھوں میں شد
حیرت کے آثار ابھرے لیکن اس کی زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا
اور نہ کوئی حرکت کی۔ تو عمران سمجھ گیا کہ جویا کے جسم کو کسی مخصوص
یا گیس سے مفقود کر دیا گیا ہے۔

عمران نے بجائے کچھ کہنے کے فوراً ہی پلکیں تیزی سے اور مختصر
انداز میں جھپکنا شروع کر دیں وہ آئی کوڈ میں جویا سے پوچھ رہا تھا

یہ سب کچھ کیا ہے۔

جواب میں جویا نے بھی پلکیں جھپکنا شروع کر دیں اور پھر کچھ
دیر تک ان کے درمیان آئی کوڈ کے ذریعے باتیں ہوتی رہیں۔ اور
جویا نے مختصر طور پر اپنے ساتھ گزرنے والے واقعات آئی کوڈ میں
عمران کو بتا دیئے اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ جویا کے
بتائے ہوئے واقعات نے اُسے ایک مخصوص انداز میں سوچنے پر
مجبور کر دیا تھا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا ٹرنگا اور
خاصے لمبے چوڑے اور ٹھوس جسم کا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ
اس قدر بھاری تھا کہ وہ بلڈاگ کی طرح لگتا تھا۔ اس کے پیچھے
تین افراد تھے جن میں سے دو کے پاس مشین گنیں تھیں وہ بڑے
مردانہ انداز میں اس بلڈاگ کے پیچھے چل رہے تھے۔ عمران کو
اس بھاری چہرے والے شخص کی شکل کچھ جانی پہچانی سی لگتی تھی
لیکن ذہن میں کوئی واضح بات نہ آ رہی تھی۔

”ان میں سے عمران یہ ہے۔“ ڈاکٹر بیکٹر جنرل سر رحمان کا
بیٹا۔ بلڈاگ چہرے والے نے عمران کی طرف سخت نظروں
سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”لیں باس! — یہی علی عمران ہے۔“ اور میں نے تحقیقات
کر لی ہے باس! — جویا نے واقعی اس شخص کو اپنا ملازم ظاہر
کیا تھا۔ یہی کنگ روڈ کے فلیٹ میں رہتا ہے۔ اور
یہ دوسرا پرنٹنٹ فیاض ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا پرنٹنٹ

بلڈاگ کے "جھے خالی ہاتھ کھڑے شخص نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
اسی لمحے عمران کو جولیا کی پلکیں مخصوص انداز میں جھپکتی نظر آئیں
تو اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جولیا اُسے بتا رہی تھی کہ یہ بولتے والا ہی
جیمز مرفی ہے جو اُسے رستوان میں ملا اور پھر اُسے اغوا کر کے لے
آیا تھا۔

"اور یہ سولس لڑکی ہے جولیا نافر واٹر"۔ بھاری چہرے والے
باس نے جولیا کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔
"یس باس!۔ مارکر نے انکواری کر لی ہے۔ یہ اکیلی ہی
اس فلیٹ میں رہتی ہے۔ اور شاید یہ عمران اس کا بولتے فریڈ
ہے"۔ جیمز مرفی نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"اس کی فلیٹ کی تلاشی لی۔ سوٹزر لینڈ میں اس کے
رشتہ داروں کا اتہ پتہ"۔ باس نے جولیا کی طرف بڑھتے
ہوئے پوچھا۔

"میں نے خود مکمل اور تفصیلی تلاشی لی ہے باس۔ لیکن ایسا
کوئی پتہ دستیاب نہیں ہوا"۔ جیمز مرفی نے جواب دیا۔
"ہوں۔ تو سپمنٹ کس پتے پر بھیجا جائے گا"۔ باس
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس!۔ پارٹی کا ڈائریکٹ نام ہی کیوں نہ دے دیا جائے"
جیمز مرفی نے کہا۔
"نہیں!۔ یہ تنظیم کے اصولوں کے خلاف ہے۔ پتہ اس

کے اپنے رشتہ داروں کا ہی ہونا چاہیے۔ وصول بیشک پارٹی
ہی کرے گی"۔ باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"تو پھر اس سے پوچھ لیتے ہیں باس!۔ اگر آپ اجازت
دیں تو میں اس سے خصوصی پوچھ گچھ کر لوں"۔ جیمز مرفی نے امید
لہجے میں کہا۔

"نہیں!۔ اس لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا۔ مجھے یہ
لڑکندہ اتنا سیدھا نظر نہیں آ رہا۔ جتنا تمہیں دکھائی دے رہا ہے۔
لے پل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ حکم کریں باس"۔ جیمز نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔
اسے ایون زیر و محترمی کا انجکشن لگا دو۔ یہ طوطے کی
طرح بول پڑے گی۔ اور میں خود اس سے سوال جواب کرنا چاہتا
ہوں"۔ باس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
"ٹھیک ہے باس"۔ جیمز مرفی نے کہا اور اس نے ٹرکر اپنے
پچھے کھڑے دو مسلح افراد میں سے ایک کو اشارہ کیا تو وہ تیزی سے
دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"یار!۔ کیوں اتنا قیمتی انجکشن ضائع کرنا چاہتے ہو۔ مجھ سے
پوچھو۔ میں بتا دیتا ہوں۔ انجکشن کی ادھی قیمت مجھے دے دینا۔
چلو کچھ روز وال روٹی چل جائے گی"۔ عمران نے پہلی بار زبان
کھولی۔ لہجے میں وہی مخصوص حماقتیں جلوہ گر تھیں اور باس اس کی آواز
عین کر تیزی سے مڑا اور قدم بڑھا کر عمران کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔
"تم سے اور باتیں پوچھنی ہیں۔ پہلے یہ بتا دو کہ سر فضل چوہدری

ادہ! — تم تو ضرورت سے کچھ زیادہ سی باخبر لگتے ہو۔ اور سنو! مجھے ان باتوں پر غصہ نہیں آیا کرتا — یہ واقعی میرا اپنا آئیڈل ہے اور آج تک انتہائی کامیاب بھی رہا ہے۔ لیکن اب تمہیں مرنے سے پہلے یہ ضرور بتانا ہوگا کہ تمہیں یہ سب تفصیلات کیسے معلوم ہوئیں؟ — ڈاک نے جواب دیا۔

”بڑی معمولی سی اور سیدھی سی بات ہے۔ تمہاری ایک شہینڈ بکری گئی — اس کے بعد تیس انکوائری کے لئے سنٹرل انٹیلی جنس کے پاس آگیا۔ فیاض آجکل اسی کیس پر تحقیقات کر رہا ہے اور تمہارا آدمی جیمز مرفی جس طرح جولیاء کو اغوا کر کے لے آیا ہے اور یہاں تم نے جو باتیں کی ہیں ان سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ تم جولیاء کو بھی اسی مقصد کے لئے اغوا کر کے لائے ہو — اور جہاں تک ڈاک مین اور تمہارا تعلق ہے میں نے تمہیں ایک بار ڈاک مین کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس لئے مجھے تمہاری کچھ کچھ شکل یاد آرہی تھی لیکن جب تم نے اپنا نام بتایا تو مجھے یاد آگیا کہ ڈاک مین نے تمہارا تعارف اس نام سے کرایا تھا۔ اور یہ کہا تھا کہ یہ میرا اسسٹنٹ ہے“ — عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”تم ڈاک مین سے کب ملے تھے اور کس حیثیت سے؟“

”یہ تو ڈاک مین زناہ ہوتا تو وہ تمہیں بتاتا کہ میری کیا حیثیت ہے۔ اتنا باتوں کہ جب ڈاک مین سونے کی تلاش کے چکر میں بیرونی مقرر ہوا تو میں نے اپنی جان پر کھیل کر اس کی جان

ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا ہے۔ اور میں سرفضل ہو چکا ہوں۔ منہیں ہوں کہ تمہاری فلم والی بات سے بہل جاؤں۔ — بریرا نام ڈاک ہے ڈاک“ — اس نے چھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ڈاک! — اوہ تو تم وہی ڈاک ہو ڈاک مین کے اسسٹنٹ“ — عمران نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا اور ڈاک کو عمران کو بات کر اس طرح جھٹکا لگا جیسے کسی نے اس کے جسم پر کوڑا مار دیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

”تم مجھے اور ڈاک مین کو کیسے جانتے ہو؟“ — ڈاک نے بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے ڈاک مین مر گیا ہے۔ ورنہ کم از کم وہ تمہیں اس قسم کی نیچ حرکتوں کی اجازت نہ دیتا“ — عمران کے لہجے میں یکلخت سنجیدگی عود کر آئی۔

”تمہارا یہ خیال تو درست ہے کہ ڈاک مین مر گیا ہے اور اب میں ڈاک مین تنظیم کا چیف ہوں۔ لیکن نیچ حرکتوں تمہارا کیا مطلب ہے؟“ — ڈاک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”یہی عورتوں کو ہلاک کر کے ان کے مردہ جسم میں منشیات بھرنے کا جرم ہے بلکہ انتہائی گھٹیا حرکت بھی ہے۔ کم از کم اس میں اس قسم کا آدمی نہ تھا۔ یہ تمہاری ایجاد لگتی ہے تمہاری اس حرکت سے مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم کسی گھٹیا خانہ کے آدمی ہو“ — عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

بچانی تھی اور ڈاگ مین نے میرے پیر چھو کر قسم کھائی تھی کہ وہ مجھے ہمیشہ اپنا محسن سمجھے گا۔ — عمران نے ساٹا لہجے میں جواب دیا۔
 "اوہ۔ — اوہ تم کہیں پرنس آف ڈھیب تو نہیں ہو۔ — مجھے یاد ہے کہ ڈاگ مین بلیو سٹار کا قصہ اکثر سنایا کرتا تھا اور وہ بتاتا تھا کہ پرنس آف ڈھیب نے اس کی جان بچانی تھی اس طرح کہ اسے آج تک یقین نہیں آتا کہ کوئی شخص دوسرے کی خاطر اس قدر خطرے میں اپنے آپ کو ڈال سکتا ہے۔ — ڈک کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔
 "یہ میرا پرانا نام ہے۔ — بہر حال میں نے سو پر فیاض سے وعدہ کیا تھا کہ اسے زائچہ بنا کر اس کیس کے بارے میں بتاؤں گا اور اب میں کم از کم اس سے شرمندہ ہو گیا ہوں۔ — زائچہ تو ایک طرف۔ — میں نے تو اصل مجرم مع ثبوت اس کے سامنے کھڑے کر دیئے ہیں۔
 عمران لے مسکراتے ہوئے کہا۔

سنو۔ — میرا نام ڈک ہے ڈک۔ — میں ایسے معاملات میں صرف بزنس پر نظر رکھتا ہوں۔ — اگر تم نے ڈاگ مین کی جان بچانی تھی تو ڈاگ مین مر چکا ہے۔ اس لئے ڈاگ مین کا نام لے کر مجھ سے کوئی رعایت حاصل نہیں کر سکتے۔ اور اب تمہارا زندہ رہنا چونکہ میرے اور میری تنظیم کے لئے خطرناک ہو گیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں اور تمہارے ساتھی سو پر فیاض دونوں کو موت کی سزا سناتا ہوں۔ — ڈک نے تیز لہجے میں کہا۔
 "تمہارا خیال غلط ہے۔ — میں نے کبھی کسی مجرم سے کوئی رعایت طلب نہیں کی۔ — اور تم تو ویسے بھی زلیل ترین اور کمینگی کی حد تک

گھٹیا مجرم ہو۔ — تم سے بات کرنا بھی میں اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ — عمران نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اور کے! — سزا پر عمل درآمد کیا جلتے۔ — ڈک نے یکلخت مڑ کر مسلح شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ ہیچڈ ٹنڈا تھا۔ وہ واقعی انتہائی سرد مزاج مجرم تھا اور عمران کے نقطہ نظر سے اس قسم کے مجرم سب سے خطرناک مجرم ہوتے ہیں۔
 "یس ہاس۔ — اس مسلح شخص نے کہا اور اس نے مشین گن کلکت سیدھی کر کے اس کا رنج عمران کی طرف کر دیا۔ اور اس کی انگلی تیزی سے ٹریگر کی طرف رہنگی۔

عمران اسی طرح بے بسی کے سے انداز میں بندھا ہوا مشین گن کی نال کے سامنے کھڑا تھا۔ فیاض اور جو دیا دونوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ دوسرے لمحے مشین گن چلنے کی آواز میں انسانی چیخ کی آواز بھی شامل ہو گئی۔

کہ وہ ہمیشہ اپنے پیروں پر کھڑا رہتا اور نظامِ تہذیب وادب بنائے رکھتا لیکن اس نے عملی طور پر ایسی کسی سرگرمی میں حصہ نہ لیا تھا جس سے وہ ملک و قوم کا مجرم بن جاتا۔ کیونکہ اسے پوری طرح علم تھا کہ اگر وہ کسی ایسی سرگرمی میں ملوث ہو گیا اور عمران کو اس کا پتہ چل گیا تو اس نے ایک لمحے میں اس کی گردن اپنے ہاتھوں سے توڑ دینی ہے۔ وہ عمران کی فطرت اور اس کے اصولوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ زیر زمین سرگرمیوں میں بھی وہ صرف اس لئے حصہ لیتا تھا کہ عمران کے کسی مشن کے لئے وہ کوئی کام کر سکے اور اس دنیا سے متعلق ہوسکے کی وجہ سے بعض اوقات ایسی باتیں اس کے ناپوں تک پہنچ جاتی تھیں جو باہر کا آدمی کسی صورت بھی نہ سن سکتا تھا۔

گزشتہ کئی ماہ سے وہ قطعی نارغ تھا۔ عمران نے اس سے رابطہ قائم نہ کیا تھا اور وہ جانتا تھا کہ عمران صرف ضرورت کے وقت ہی اس سے رابطہ قائم کرے گا۔ ورنہ وہ نارغ تھا۔ گزشتہ کئی سالوں سے بلیک کوبرا زیر زمین دنیا میں خاصا سرگرم تھا۔ آج بھی وہ کہ سب معمول رالنسن کلب میں وقت گزارنے آیا ہوا تھا۔ یہ کلب اسے اس لئے پسند تھا کہ یہاں زیادہ تر زیر زمین دنیا کے گرو گئے آتے جلتے رہتے تھے۔ اور بوڑھا رالنسن جو اس بار کا مالک تھا، وہ بلیک کوبرا سے خاصا متاثر تھا۔ اس لئے وہ اپنا زیادہ تر وقت رالنسن کلب میں ہی گزارتا تھا۔

باروم میں داخل ہوتے ہی وہ جیسے ہی اپنی مخصوص میز کی طرف

ٹائیگر نے اپنی موٹر سائیکل رالنسن بار کے سامنے روکی اور پھر اچھل کر نیچے اتر آ۔ اور تیزی سے قدم اٹھاتا بار کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس وقت وہ غنڈوں کے مخصوص لباس میں تھا۔ چست اور آدھے بازوؤں والی بنیان، جنینز کی تنگ پتلون اور گھٹے میں سرخ رنگ کا رومال اور پھر چہرے کا میک اپ ایسا کہ دیکھتے ہی محسوس ہو جائے کہ اس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ اس کی یہ عادت سی بن گئی تھی کہ وہ جب بھی نارغ ہوتا۔ زیر زمین دنیا کی سرگرمیوں میں باقاعدہ حصہ لیتا۔ اور اب تو اس نے یہ میک اپ مستقل طور پر اپنا لیا تھا اور اس میک اپ میں اس کا نام بلیک کوبرا تھا۔ اور کئی ماہ تک مسلسل اودھم مچانے کے بعد اب زیر زمین دنیا میں اس نے اپنی ایک باقاعدہ حیثیت منوالی تھی۔ اور اچھے اچھے لوگ اب بلیک کوبرا کے نام اور سرگرمیوں سے واقف ہو چکے تھے۔ لیکن یہ اور بات۔

بڑھا جو رالنسن کے حکم کے مطابق اس کے لئے مستقل طور پر ریزرو رہتی تھی، کہ ایک ڈیڑ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”آپ کو بڑے باس یاد کر رہے ہیں“ — ڈیڑ نے مودبانہ لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ بڑے باس سے اس کا مطلب رالنسن تھا۔

”اوہ اچھا! — کہاں ہیں وہ“ — ٹائیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”وہ اپنے دفتر میں ہیں — انہوں نے کہا تھا کہ جیسے ہی آپ آئیں۔ آپ کو پیغام دے دیا جائے۔“ — ڈیڑ نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا — ٹھیک ہے“ — ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی سائیڈ پر موجود راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے اختتام پر رالنسن کا دفتر تھا۔ دفتر کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو میز کے پیچھے بیٹھا بوڑھا رالنسن ٹیلیفون پر کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ ٹائیگر سائیڈ پر رکھی کرسی پر جا کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

اسی لمحے رالنسن نے گفتگو ختم کر کے ریور رکھ دیا اور پھر غور سے ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

”تم آگے کو برا! — میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا“ رالنسن نے دھیمے لہجے میں کہا۔

”بات کیا ہے؟“ — ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”بات بڑی گہری ہے۔ ایک شرط پر بتاتا ہوں کہ اگر تم سے یہ بات چیت نہ بن سکے تو تم نے اسے ایک آؤٹ نہیں کرنا“ — رالنسن نے اس طرح تذبذب بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ بات کرتے ہوئے ہچکچا رہا ہو۔

”تم کھل کر بات کرو رالنسن! — بلیک کو برا کا سینہ رازوں کا مدفن ہے“ — ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”یہاں ایک غیر ملکی پارٹی ایک نیا دھندہ کر رہی ہے اور وہ اس امر میں کافی کامیاب جا رہی ہے۔ اس کی مخالف پارٹی نے مجھ سے بات کی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ انہیں توڑ کر اس دھندے پر خود قبضہ کیا جائے“ — رالنسن نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اپنے کی طرف جھانک کر بڑے رازدارانہ انداز میں کہا۔

”تمہیں تو کسی جاسوسی فلم میں کوئی کردار ادا کرنا چاہیے رالنسن! تم اب خواستخواہ کا سنسپس پیدا کرنے کے عادی ہو گئے ہو۔ سیدھی طرح بات کرو۔ کیا دھندہ ہے — کونسی پارٹی ہے — ہم نے کیا کرنا ہے — کتنی رقم کی آفر ہے“ — ٹائیگر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ڈاگ مین کا نام سنچھی سنا ہے“ — رالنسن نے اور زیادہ دھیمے لہجے میں کہا۔

”ڈاگ مین! — وہ کون ہے؟ میں نے تو یہ نام کبھی نہیں سنا — اور ویسے بھی کچھ عجیب سا نام ہے“ — ٹائیگر نے چند لمحے سوچنے کے بعد انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کچھ عرصہ پہلے ڈاگ مین یورپ کا ایک نامی گرامی مجرم تھا۔ اس کی تنظیم کا نام بھی ڈاگ مین تھا۔ ہر قسم کے جرائم کا شہنشاہ سمجھا جاتا تھا۔ اب وہ مرچکا ہے اور ڈاگ منظم کا سربراہ اس کا اسٹنٹ ڈک بن چکا ہے۔ اور ڈک نے گذشتہ چند سالوں میں صرف منشیات کی سمگلنگ میں اپنے آپ کو مخصوص کر لیا ہے۔ اور وہ اس دھندے میں خاصا کامیاب بھی رہا ہے۔ اب اس نے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے منشیات کی سمگلنگ کا۔ انتہائی عجیب و غریب۔ رائسن نے کہا۔

”کیا طریقہ نکالو گے؟“ ہائیگر نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ یہ اس کے مطلب کی باتیں تھیں۔

”انتہائی عجیب و غریب اور انتہائی کامیاب۔ وہ ایسی عورتیں ڈھونڈتا ہے جن کا اتہ پتہ پوچھنے والے کم ہوں۔ پھر انہیں ہلاک کر کے ان کے پیٹ سے ہر چیز صاف کر دیتا ہے۔ اس کے بعد اس عورت کے پیٹ میں منشیات بھر کر پیٹ کو بڑے ماہرانہ انداز میں سی دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ لاش باقاعدہ غیر محاکک کو ڈنڈا ڈی کی صورت میں بھیجی جاتا ہے۔ جہاں اس کے ذمہ دار اُسے وصول کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد باقاعدہ تمام کارروائیاں کرنے کے بعد اُسے دفن کر دیا جاتا ہے اور دفن کرنے کے بعد رات کو قبر کھودی جاتی ہے، منشیات نکال لی جاتی ہیں اور قبر دوبارہ بند کر دی جاتی ہے۔ اس طرح کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی اور مال سمگل ہو جاتا ہے۔ اس تاہریت

میں کوئی مشتبہ چیز ہوتی ہی نہیں۔ پھر وہ عورت اصل ہوتی ہے اور تازہ سرودہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ کہ انسانی جلد کی وجہ سے منشیات کو چیک کرنے والے آلات بھی فیل ہو جاتے ہیں۔ اور آخری بات یہ کہ کسی کے تصور میں بھی یہ نہیں آسکتا کہ اس عورت کے پیٹ میں منشیات بھر کر باقاعدہ سمگلنگ کی جا رہی ہے۔ ہر شخص مروجے کو احترام دیتا ہے زیادہ سے زیادہ چکنگ بھی ہوتی ہے تو تابوت کی۔ اور بس۔ رائسن نے کہا اور ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھلتی چلی گئیں۔ واقعی اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس حد تک کمینگی پر بھی کوئی اثر سکتا ہے۔ ”اوہ!۔ بڑا ہی عجیب اور ظالمانہ طریقہ ہے رائسن۔“

”ہائیگر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔ کسی حد تک اسے ظالمانہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں کے لئے کسی کو مارنا یا خود مر جانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ انسانی جان کی بجائے مال ہماری نظر میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اور تم خود سوچ سکتے ہو کہ ایک شپمنٹ کے ذریعے کتنا بڑا مال آسانی سے سمگل ہو جاتا ہے۔“

رائسن نے کہا۔ بالکل ہو جاتا ہے۔ بڑا کامیاب اور محفوظ طریقہ ہے ان لیڈی کلرز کا۔“ ہائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیڈی کلرز!۔ اوہ اچھا نام ہے۔ بہر حال ڈاگ مین تنظیم آجکل یہی دھندہ کر رہی ہے اور انتہائی کامیابی سے۔ آج تک

اس کی ایک شیمنٹ بھی نہیں پکڑی گئی۔ ایک شیمنٹ پر ذرا سا مسئلہ ہوا تھا تو ڈاگ مین کے آدمیوں نے وہاں سارا معاملہ ہی صاف کر دیا تھا اور یہ بھی بتا دوں کہ ڈاگ مین یہ دھندہ یہاں پاکیشیا میں کر رہی ہے۔ رائسن نے کہا۔
 یہاں پاکیشیا میں۔ اچھا۔ ٹائیگر اس اطلاع پر واقعی چونک پڑا۔

ہاں یہاں!۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ یہاں سے اگر منشیات کی ایک بھاری کھیپ بھی یورپ یا ترقی یافتہ ممالک میں سمگل کی جائے تو کتنا بڑا مال بن جاتا ہے۔ رائسن نے کہا۔
 میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔ اب آگے بولو! ڈاگ مین یا ڈک تو یہ دھندہ کر رہا ہے۔ تم یا تمہاری پارٹی کیا چاہتی ہے کیا وہ بھی یہی دھندہ کرنا چاہتی ہے۔ ٹائیگر نے کہا۔
 میری پارٹی کو اس کامیاب دھندے کی اطلاعات مل گئی ہیں۔ گو وہ پارٹی بھی منشیات میں ملوث ہے۔ لیکن وہ ڈاگ مین تنظیم سے بہر حال کم درجے کی ہے۔ اس لئے وہ ڈاگ مین کے مقابلے میں یہ دھندہ نہیں کرنا چاہتی۔ کیونکہ بات ظاہر ہوتے ہی ڈاگ مین اسے پس کر رکھ دے گی۔ اس لئے وہ یہ چاہتی ہے کہ اس دھندے کی کسی سرکاری آدمی کو بھی اطلاع نہ ہو اور ڈاگ مین کا پتہ بھی صاف کر دیا جائے۔ اس کا خاتمہ ہوتے ہی اس دھندے پر میری پارٹی کام کرنا چاہتی ہے۔ رائسن نے جواب دیا۔

تمہارا مطلب ہے کہ ہم نے ڈاگ مین تنظیم کا اس طرح خاتمہ کرنا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں!۔ مطلب یہی ہے۔ ہماری پارٹی کا تعلق بھی یورپ سے ہے اور اس کا باس کسی زمانے میں میرا بہترین دوست رہا ہے اور وہ میری صلاحیتوں سے بھی اچھی طرح واقف ہے گو میں اب بوڑھا ہو کر خود عملی زندگی چھوڑ چکا ہوں۔ لیکن وہ جانتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ڈاگ مین کا خاتمہ کرا سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے مجھ سے بات کی ہے اور میں نے حامی بھر لی ہے کیونکہ یہ میرے مطلب کا کام ہے اور آخر بھی بہت لمبی ہے۔ اور کام بھی محدود سا ہے۔ رائسن نے کہا۔
 کام کیسے محدود ہو گیا۔ ڈاگ مین جیسی بین الاقوامی مجرم تنظیم کا خاتمہ محدود کام ہے۔ ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔
 اوہ!۔ پوری تنظیم کا خاتمہ تو ناممکن ہے۔ ہم نے تو صرف اس کے چیف باس ڈک کا خاتمہ کرنا ہے۔ ڈک کا خاتمہ ہوتے ہی اس تنظیم میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اکیلے اس تنظیم کو چلا سکے۔ چنانچہ تنظیم لامحالہ خود بخود ٹوٹ جائے گی۔ اور چونکہ میری پارٹی ڈاگ مین کے بعد نمبر ٹو ہے اس لئے لازماً اس کے علاوہ ڈاگ مین کے باقی دھندوں پر بھی وہ قبضہ کر لے گی۔ رائسن نے جواب دیا۔

"تو ڈک کا خاتمہ کرنا ہے" — ٹائیگر نے کہا۔
 ہاں! — صرف ڈک کا — لیکن یہ بھی بتا دوں کہ ڈک ڈاگ مین
 کا اسسٹنٹ رہا ہے — انتہائی ٹھنڈے دماغ کا سفاک ترین
 مجرم ہے — ذہنی طور پر حد سے زیادہ شاطر اور عیار آدمی ہے۔
 بڑے بڑے مجرم اور بڑی بڑی تنظیمیں اس سے ٹکرا کر ختم ہو چکی ہیں
 اس لئے ڈک کا خاتمہ کوئی معمولی بات نہیں — میرے خیال میں یہ
 دنیا کا سب سے کھٹن کام ہے — رائسن نے باقاعدہ
 ڈک کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ ہو گا۔ اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو" — ٹائیگر نے
 منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "بات یہ ہے کہ میں اس سلسلے میں کسی گھٹیا درجے کے آدمی کو
 بھی نہیں ڈالنا چاہتا۔ اور کسی گروپ کے ذمہ بھی یہ کام نہیں
 لگانا چاہتا — یہ ایسے آدمی کا کام ہے جو فری لانس بھی ہو۔
 اصول پسند بھی ہو۔ اور تیزی سے کام کرنے کی صلاحیتیں بھی رکھتا
 ہو۔ اور ان سب باتوں کو سوچتے ہوئے میرے ذہن میں تمہارا
 نام آیا ہے اس لئے میں نے تم سے بات کی ہے۔ اگر تم اس
 کام کی حامی بھر دو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ پھر میں اور کوئی لائحہ عمل
 سوچوں گا" — رائسن نے کہا۔

"کتنی رقم دو گے" — چند لمحے سوچنے کے بعد ٹائیگر نے پوچھا
 "ایک لاکھ ڈالر" — مجھے دو لاکھ ڈالر کی آفر ہوئی ہے۔ ایک
 لاکھ تمہارا ایک میرا — اور باقی جو کوئی بھی اخراجات ہوں گے۔ وہ

بھی میں ادا کروں گا — یوون منظور ہے" — رائسن نے کہا۔
 دیکھو رائسن! — آفر تو خاصی معقول ہے اور میں تمہاری
 طبیعت سے بھی واقف ہوں کہ تم کھرے اور صاف آدمی ہو۔ اس
 لئے تم جھوٹ بھی نہیں بول رہے — لیکن تم نے آفر ہی بہت
 کم قبول کی ہے — ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کے سربراہ کو ٹرلین
 کرنا ہی اصل مسئلہ ہے — وہ کوئی عالم یا مشہور آدمی تو نہیں
 ہے کہ بس جاکر اس کے سینے میں گولی مار دی جائے گی — اس
 لحاظ سے یہ آفر بہت کم ہے" — ٹائیگر نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے — لیکن مسئلہ صرف خاتمے کا
 ہے ٹرلین کرنے کا نہیں — میری پارٹی کا ایک آدمی ڈاگ مین
 تنظیم میں شامل ہے — تم جانتے ہو کہ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس
 لئے اس آدمی کے ذریعے یہ اطلاع مل چکی ہے کہ ڈاگ مین نے
 یہاں ماڈل کالونی کی ایک کونجی کو اپنا خفیہ اڈا بنا رکھا ہے اسے
 وہ لوگ بلیو ہاؤس کہتے ہیں — لیکن ڈک خود کہاں رہتا ہے۔
 اس کا علم نہیں ہے۔ البتہ وہ بلیو ہاؤس میں آتا جانا ضرور رہتا
 ہے۔ اس لئے اگر کسی طرح بلیو ہاؤس کو کور کر لیا جائے تو ڈک
 کو آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے" — رائسن نے کہا۔
 "اگر یہ اتنا ہی سیدھا کام ہے تو رائسن! — کم از کم ریوالور کا ریکرڈ
 دانا تو تم بھی جانتے ہو — پھر ایک لاکھ ڈالر کی رقم ضائع کرنے
 کا کیا فائدہ" — ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
 "یہ بات نہیں! — ڈک انتہائی شاطر آدمی ہے وہ ہر طرف

سے ہوشیار رہتا ہے۔ اس لئے اُسے ٹرپس کر لینے کے باوجود اُسے قتل کرنا آسان نہیں ہے۔ اس کیلئے زبردست اعصابی جنگ کی ضرورت ہے اور میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ بہر حال اگر تم یہ کام نہیں کرنا چاہتے تو مجھے تباہی — رائسن نے اس بار قدرے ساٹ بچے میں کہا — "لئے وقت کی پابندی تو نہیں ہے" — ٹائیگر

نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
"جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اگر تم نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا تو پھر یہ میرے تصور سے بھی جلد ہو جائے گا۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں کا اعتراف ہے" — رائسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور کہے! — ٹھیک ہے۔ اس کو مٹی کا پتہ تباہی — رقم میرے حوالے کرو۔ اور اس ڈاک میں تنظیم کے سربراہ ڈک کا حلیہ تباہی — میں اس کام کے لئے تیار ہوں — ٹائیگر نے ایک

طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"ویری گڈ! — مجھے یقین تھا کہ تم ضرور یہ کام کرنے کی حامی بھر گے۔ اور اب میں مطمئن ہوں کہ کام ہو جائے گا۔ میری ساری عمر اسی دھند سے میں گزری ہے۔ مجھے تمہاری ان صلاحیتوں کا بھی علم ہے جن کا شاید تمہیں بھی علم نہ ہوگا۔ بہر حال اصول کے مطابق آدھی رقم پہلے — اور آدھی کام ہو جانے کے بعد — اور یہ لو آدھی رقم — یہ اس کو مٹی کے پتے کا کارڈ — اور

یہ ڈک کا فوٹو — ویسے وہ میک آپ کا ماہر ہے۔ اور ہاں! — یہ بھی تباہی کہ اُسے آسان شکار سمجھنے کی کبھی غلطی نہ کرنا۔ اس کا نشانہ بے خطا ہے۔ اور وہ مارشل آرٹ کے ٹاپ ماہرین میں سے ایک ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کشت پر بھی آنکھیں رکھتا ہے" — رائسن نے میز کی دراز کھول کر ایک بریف کیس بائرن کالہ اور میز پر رکھ کر اسے کھول دیا۔ بریف کیس میں نوٹ بھرے ہوتے تھے۔

"کارڈ اور فوٹو اس کے اوپر رکھے ہوئے ہیں — مجھے وقتاً فوقتاً رپورٹ دیتے رہنا" — رائسن نے بریف کیس ٹائیگر کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

اور کہے! — ویسے بار بار رپورٹ دینے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ میرے خیال میں ایک ہی رپورٹ فائنل ہوگی — ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور بریف کیس بند کر کے وہ اٹھا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

بار سے باہر آکر ٹائیگر نے بریف کیس کو موٹر سائیکل کی سائیڈ میں بٹک کیا اور دوسرے لمحے وہ موٹر سائیکل لے کر آگے بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ منشیات کی سمگلنگ تو بہر حال جرم تھا ہی — لیکن اس طرح بے گناہ عورتوں کو قتل کر کے منشیات کی سمگلنگ اس کے نزدیک انتہائی گھٹیا اور ناقابل معافی جرم تھا۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ نہ صرف وہ اس ڈاک میں کا خاتمہ کرے گا۔ بلکہ بعد میں وہ رائسن کی پارٹی کے خلاف بھی کام کرے گا۔ لیکن

Scanned By Saad

وہ پہلے اس سلسلے میں عمران سے بات کر لینا چاہتا تھا۔ اگر عمران نے دلچسپی لی تو پھر ظاہر ہے وہ اس کی ہدایات کے تحت ہی کام کریگا لیکن اگر اس نے دلچسپی نہ لی تو پھر وہ اکیلا ہی یہ کام سرانجام دے گا۔ ایک سبک فون بومٹھ کے قریب جا کر اس نے موٹر سائیکل روکی اور نیچے اتر کر وہ بومٹھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے سکتے ڈال کر عمران کے فلیٹ کا نمبر گھمایا۔ لیکن دوسری طرف سے سلیمان نے اسے بتایا کہ عمران موجود نہیں ہے۔ تو وہ رسیوہ رکھ کر باہر آ گیا۔ پہلے تو اس نے موٹر سائیکل اپنے ہوٹل کی طرف موڑ دی تاکہ رقم بھی محفوظ کر لے اور پوری تیاری کر کے ماڈل کالونی جائے۔ لیکن پھر ایک خیال کے آتے ہی اس نے موٹر سائیکل کو ماڈل کالونی کی طرف موڑ دیا تاکہ پہلے اس کو مٹھی کو دیکھ لے اس کے بعد اطمینان سے پلاننگ کرے گا۔

عمران بڑے اطمینان سے ستون سے بندھا ہوا کھڑا ڈک کے سامنے کی انگلی مشین گن کے ٹریگر کی طرف بڑھتی دیکھ رہا تھا۔ کو سو پر فیاض اور جولیا دونوں نے خوف کی شدت سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ کیونکہ صورت حال ایسی تھی کہ اس صورت میں عمران کے رچ جانے کا ایک فیصد بھی امکان نہ تھا۔ لوہے کے کڑوں کو ہٹال ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں سے نہ کاٹا جاسکتا تھا۔ لیکن عمران کے چہرے پر اس طرح گہرا اطمینان تھا جیسے مشین گن کا رنج اس کی طرف ہونے کی بجائے کسی اور کی طرف ہو۔

ڈک بڑے حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا اور پھر عین اس لمحے جب عمران نے محسوس کیا کہ ڈک کے سامنے کی انگلی ٹریگر پر حرکت کرنے والی ہے تو عمران نے یکلخت دائیں پیر میں ہنسنے ہوئے لوٹ کے پچھلے حصے کو ستون سے مارا۔ اور عین اسی

کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھوں کو بازو کی طرح پلٹی دی اور
فضا میں اٹھا ہوا ڈک کا بھاری جسم بیکھنت کسی لٹو کی طرح گھومنا اور
ڈک کا جسم بیکھنت سیدھا ہو کر عمران کے سینے سے آگیا۔ اب وہ
عمران کے آگے اس طرح کھڑا تھا کہ عمران کا ایک بازو اس کی گردن
میں اور دوسرا اس کے پیٹ کے گرد مضبوطی سے جھا ہوا تھا۔
خبردار! اگر غلط حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا۔ عمران
نے بیکھنت غراتے ہوئے کہا اور گردن میں موجود بازو کو زور سے
جھٹکا دیا۔

لیکن دوسرے لمحے ڈک کا جسم اس طرح تڑپا جس طرح ٹھیلی پانی
سے ابھر نکلنے پر پہلی بار تڑپتی ہے اور وہ عمران سمیت اچھل کر
منہ کے بل نیچے فرش پر گرا۔ اس بار عمران کا جسم اس کے اوپر تھا۔
اسی لمحے جیمز بیکھنت حرکت میں آیا۔ اس نے تیزی سے ریلو اور
کال کر عمران کی پشت پر فائر کرنا چاہا۔ لیکن نیچے گرتے ہی بیکھنت
عمران کا جسم مڑ گیا۔ حالانکہ اس کے دونوں پیر دستور کندوں میں
بھنے ہوئے تھے۔ اس طرح اس کی ٹانگیں تو مڑ گئیں لیکن اس کا
جسم نیچے آگیا اور ڈک الٹ کر اس کے اوپر آگیا اور جیمز نے بیکھنت
تھوڑک لیا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے پوری قوت سے
عمران کی پسلیوں پر ضرب لگائی۔ عمران کے جسم نے تیزی سے
جھٹکا کھایا۔ لیکن بھرپور ضرب کے باوجود اس کے منہ سے کسی بھی
آواز نہ آئی اور اس نے ڈک کے گرد جمے ہوئے اپنے بازو بھی ڈھیلے نہ کئے
بلکہ بار بار تڑپ کر نکلنا چاہتا تھا۔ لیکن عمران اپنی ٹانگوں کے بری

لمحے مشین گن کا ٹریجر بھی دب گیا اور گولیوں کی تڑپا ہٹ کے ساتھ
ہی ڈک کا سامنے بیکھنت بڑی طرح چیخ پڑا۔ عمران کے بوٹ کی
ٹو سے نکلنے والی ایک باریک سی سوئی بندوں سے نکلنے والی گولی کی
طرح اس آدمی کی پنڈلی سے ٹکرائی تھی اور اچانک جھٹکا لگنے کی وجہ
سے مشین گن کا رخ بے اختیار ایک جھٹکے سے اوپر ہو گیا اور
مشین گن سے نکلنے والی گولیاں عمران کو لگنے کی بجائے چھت سے
جھٹکرائیں۔ جب کہ وہ آدمی بڑی طرح چیخا ہوا اچھلا اور پھر چلا کر
نیچے فرش پر جا گرا۔ مشین گن اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی تھی
اور وہ فرش پر پڑا بڑی طرح تڑپنے لگا۔
ڈک اور جیمز حیرت سے بت بنے اپنے سامنے کو فرش پر پڑے
تڑپتا دیکھ رہے تھے۔ ان کے ذہنوں نے اس سچوٹشن کو شاید
فوری طور پر سمجھنے سے انکار کر دیا تھا۔

عین اسی لمحے گھڑ گھڑا ہٹ کی آواز ابھری اور ڈک اور جیمز نے
بیکھنت چونک کر عمران کی طرف دیکھا تو عمران کے ہاتھ ان کندوں
سے آنا دھو چکے تھے اور دوسرے لمحے عمران کا جسم کٹے ہوئے
شہتیر کی طرح فرش کی طرف گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ڈک
کچھ سمجھتا، عمران کے آگے کی طرف پھسلے ہوئے ہاتھ جیسے ہی فرش
سے ٹکرائے، عمران کے جسم کو ہلکا سا آگے کی طرف جھٹکا لگا اور ڈک
بڑی طرح چیخا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ عمران نے اس کی
دونوں پنڈلیاں پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے گھسیٹ لیا تھا اور اس
کے ساتھ ہی عمران کا اکڑا ہوا جسم تیزی سے واپس سیدھا ہوا اور اس

طرح مٹ جانے اور ٹوٹ جانے کے خطرے کے باوجود ڈک کو بار بار
الٹا کر پھر اپنے اوپر لے آتا۔

اسی لمحے جیمز نے یکجہت جھک کر عمران کے سر پر ریو اور کا دستہ
مارا جا ہا۔ مگر عمران کا جسم یکجہت ڈک سمیت نیم دائرے کی صورت
میں گھوم کر جیمز کی ٹانگوں سے ٹکرایا اور جیمز نے اچھل کر بچنے کی کوشش
کی۔ لیکن پھر چیخا ہوا یہ بھیجے کی طرف گرا اور اس کے ہاتھ میں موجود
ریو اور اچانک فضا میں اچھلا اور نیچے گرنے لگا کہ یکجہت عمران
نے ڈک کے جسم کو الٹی طرف زور سے دھکیلا اور اس نے اس ہاتھ
کے فارغ ہوتے ہی جس سے اس نے ڈک کے نیچے جسم کو قابو میں کیا
ہوا تھا نیچے گرتا ہوا ریو اور جھپٹ لیا اور پھر کچے بعد دیگرے دودھاکے
ہوئے اور عمران کی پنڈلیوں کے گرد موجود کندھوں کی سائیس گولیوں
سے اڑ گئیں۔ صرف کندھے ہی رہ گئے اور عمران یکجہت قلابازی
کھا کر سیدھا کھڑا ہوا۔ مگر پھر اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا۔ کیوں
ڈک نے اپنے جسم کے آزاد ہوتے ہی یکجہت اچھل کر اس کے پیچھے
میں ٹکرا دی تھی۔ یہ ٹکرا اس قدر اچانک اور شدید تھی کہ عمران سنبھل
سکا اور وہ خود بھی پشت کے بل نیچے گرا۔ بلکہ ریو اور بھی اس کے ہاتھوں
سے نکل کر دوڑ جاگرا۔ لیکن پھر وہ سبلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر اٹھا
اور اس بار جیمز اس سے پہلے اٹھ کر مشین گن کی طرف بھاگا۔ ادھر
ڈک بھی عمران کی طرح ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر جیت سبلی چمکتی ہے
اس طرح عمران کا جسم فضا میں بلند ہوا اور اس کے ساتھ ہی ڈک
کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کا جسم کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا اسی ستون

سے جا ٹکرایا جس سے چند لمحے پہلے عمران بندھا ہوا تھا۔ عمران نے
فضا میں اچھل کر پوری قوت سے اپنے نیچے جسم کو فضا میں انٹی کلاک
صورت میں گھمایا تھا اور اس کی دونوں ٹانگیں جھپٹ کر پوری قوت سے
ڈک کے مہلو سے ٹکرائیں تھیں۔ یہ اس خوفناک اور حیرت انگیز ضرب
کا نتیجہ تھا کہ ڈک کا بھاری جسم کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا ستون سے جا
ٹکرایا تھا۔ عمران کا بچلا جسم لہرنے کے باوجود اس کا اوپر والا جسم کسی
پرندے کی طرح آگے بڑھتا ہوا جیمز پر جاگرا۔ جو اس وقت مشین گن
اٹھانے کے لئے جھکا ہوا تھا اور جیمز چیخا ہوا منہ کے بل گھسٹ
کر مشین گن کے اوپر ہی گر گیا۔

عمران کا بچلا جسم جیسے ہی توازن میں آیا۔ وہ لمبوں کے بل پر
قلا بازی کھا گیا۔ لیکن وہ اپنے ساتھ ہی جیمز کے جسم کو بھی اٹھاتا
ہوا لے گیا۔ اور پھر جب عمران کی پشت فرش سے لگی، جیمز بڑی
طرح چیخا ہوا الٹ کر سبلی دیوار سے جا لگا۔ اور عمران ایک لمحے
کے بزار ہوئے حصے میں اکڑوں بیٹھا اور پھر سبلی کی سی تیزی سے سیدھا
ہوا اور فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔ لیکن
اس دوران ڈک ستون سے ٹکرا کر نہ صرف فرش سے اٹھنے میں کامیاب
ہو چکا تھا بلکہ اس نے کسی عقاب کی طرح بیرونی دروازے کی طرف
چھلانگ بھی لگا دی تھی اور عین اسی لمحے جب اس کا جسم دروازے
میں پہنچا۔ اس کا وہ ساتھی جو جولیا کے لئے انجکشن لینے گیا تھا
دروازے پر نمودار ہوا اور عمران نے بھی اسی لمحے مشین گن کا ٹریجر
دبا دیا۔ لیکن ڈک واقعی حیرت انگیز ذہنی صلاحیتوں کا مالک تھا وہ

طرف کو مد گئی تھی۔
 عمران ایک لمحے کے لئے دانتوں سے ہونٹ کاٹے اور پھر ادھر
 ادھر دیکھ کر وہ واپس سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔ باقی کو مٹی خالی پڑی
 تھی۔ ٹوک فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

یکلخت اپنے ہی آدمی کو پکڑ کر تیزی سے گھوما اور عمران کی مشین گن
 سے نکلنے والی گولیاں آنے والے کے سینے پر پڑیں جب کہ ٹوک اس
 کی پشت پر ہونے کی وجہ سے بچ گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ
 عمران دوسرا برسٹ مارتا، ٹوک نے اپنے گولیاں کھائے ہوئے
 آدمی کو عمران کی طرف اچھالا اور عمران کا دوسرا برسٹ اپنی طرف
 اڑ کر آتے ہوئے ٹوک کے سامنے تھی کے جسم میں پوسٹ ہو گیا اور اس
 دوران ٹوک دروازے سے غائب ہو گیا۔ اڑ کر آنے والا ٹوک
 کا سامنے گولیوں کا دوسرا برسٹ کھار آدھے راستے میں ہی فرش
 پر گر گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے گھوما
 اور پھر دیوار سے ٹکرا کر نیچے فرش پر گھسٹری کی صورت میں پڑے
 جیمز کے جسم میں گولیوں نے راستہ بنالیا۔
 جیمز کا جسم پورا برسٹ کھا کر دیوار سے ٹکرایا اور پھر اس طرح
 کھل گیا جس طرح بندھا ہوا بستر کھلتا ہے۔

عمران ایک بار پھر گھوما اور دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ
 دروازے میں ایک لمحے کے لئے رکا۔ دوسرے لمحے اس نے
 راہداری میں برسٹ مارا اور اچھل کر راہداری میں آ گیا۔ اور بے تحاشا
 دوڑتا ہوا آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں
 دُور سے کسی کار کے انجن شارٹ مونس کی آواز سنائی دی۔ راہداری
 کا اختتام سیڑھیوں پر ہوتا تھا جو کافی بلندی تک چلی گئی تھیں عمران
 دو دو سیڑھیاں اکٹھی پھلاکتا ہوا جب اوپر پہنچا تو وہ برآمدے میں
 تھا۔ اور سامنے کھلے چھانک سے نیلے رنگ کی کار باہر نکل کر دائیں

دیا جلتے۔ یہ کوٹھی تو بعد میں بھی چیک کی جاسکتی ہے۔ اگر ڈک کسی اور ٹھکانے پر جا رہا ہے تو اس کا یہ ٹھکانہ پہلے معلوم کرنا چاہیے چنانچہ وہ بڑے محتاط انداز میں نیلے رنگ کی کار کے تعاقب میں مصروف ہو گیا۔ کار کی نمبر پلیٹ پر اس کی کئی بار نظریں پڑی تھیں وہ بار بار اُسے اس لئے دیکھ رہا تھا تاکہ اس کا نمبر ذہن میں اچھی طرح محفوظ کر لے۔

کار اب نارمل انداز میں دوڑ رہی تھی۔ ٹائیگر موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا کبھی اس سے آگے نکل جاتا اور کبھی اس کے پیچھے چلنے لگتا۔ ایک چوک پر پہنچ کر کار اچانک دائیں طرف مڑ گئی جب کہ ٹائیگر جو اس وقت آگے نکل چکا تھا اُسے ٹرن لینے میں کافی وقت لگ گیا اور پھر جب وہ ٹرن لے کر چوک سے اس سڑک پر مڑا جہاں وہ نیلے رنگ کی کار گئی تھی تو سیدھی جاتی ہوئی سڑک دودھ کی پٹی پر تھی یہ سڑک شہر سے باہر ویران کھنڈرات کی طرف جاتی تھی۔ یہ کھنڈرات حکمہ آثار قدیمہ کی تحویل میں تھے اور اس لئے کبھی کبھار اٹکاؤ کا کام اس طرف آتی جاتی رہتی تھیں۔ درندہ اور کوئی ٹریفک نہ ہوتی تھی۔ ٹائیگر موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا جا رہا تھا لیکن ڈک کی کار اُسے کہیں نظر نہ آ رہی تھی۔

یہ اچانک کہاں غائب ہو گیا۔ ٹائیگر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سڑک کی دونوں اطراف میں سوائے درختوں کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ اور اگر کار ان درختوں میں چھپی ہوئی، تب بھی اس کی جھلک تو بہر حال اُسے ضرور نظر آ جاتی۔

سیر کا یہ اسما

اصغر زمان

محترم شہید

ٹائیگر ماڈل کالونی کی اس کوٹھی کے قریب پہنچا جس کا پتہ رائن نے اُسے دیا تھا تو اس نے کوٹھی کا پھاٹک کھلتے اور پھر ایک نیلے رنگ کی کار کو انتہائی بے تحاشا انداز میں موڑ کاٹتے ہوئے دائیں طرف کو مڑتے دیکھا۔ وہ چونکہ اسی سائڈ سے آ رہا تھا جس طرف کو کار مڑی تھی۔ اس لئے چند لمحوں بعد کار تقریباً اڑتی ہوئی اس کے قریب سے آگے نکل گئی۔ اور ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ رائن نے جو نوٹس دیا تھا، کار چلانے والا ہو بہو ویسا ہی تھا۔ البتہ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور وہ خاصا ڈسٹرب معلوم ہوتا تھا۔ جب کار آگے جا کر ایک موڑ گھوم گئی تو ٹائیگر نے موٹر سائیکل موڑا اور اس کے پیچھے ڈال دیا۔ وہ یہ تو سمجھ گیا تھا کہ جانے والا ڈک ہے۔ لیکن چونکہ اُسے سوائے اس کوٹھی کے ڈک کے کسی اور ٹھکانے کا علم نہ تھا اس لئے اس نے سوچا کہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے

ابھی ٹائیگر بھی سوچتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا کہ اچانک اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کا جسم فضا میں قلابازیاں کھاتا ہوا اچھل کر ایک زوردار دھماکے سے نیچے سڑک پر گر کر جب کہ موٹر سائیکل اس کے پیچھے سے نکل کر پہلے تو اسی طرح تیز رفتاری سے دوڑتا چلا گیا۔ پھر وہ اچھل کر سڑک کے نیچے آیا اور اس کے بعد ایک زوردار دھماکے سے کسی گہرائی میں گر گیا۔

ٹائیگر اس قسم کے حادثے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہ تھا۔ اس لئے جب وہ نیچے گرا تو اس کا سر سڑک سے پوری قوت سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اندھیرے مچلتے چلے گئے۔ پھر درد کی ایک تیز لہر کی وجہ سے اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کیونکہ اس کا جسم ایک سڑک بچہ پر چڑھے کی بلیٹس سے بندھا ہوا تھا اور اس کے سر اور چہرے پر شفاف شیشے کا ایک بڑا سا خود موجود تھا۔ جس کے قریب ایک کافی بڑی اور قد سے چھید سی مشین موجود تھی اور ٹائیگر کے سر پر چڑھے ہوئے خود میں سے تاریں نکل کر اس مشین سے منسلک ہو رہی تھیں۔ ایک لمبا سا شخص سفید کوٹ پہنے اس مشین پر جھکا ہوا تھا۔ مشین کے بے شمار ڈانکوں میں سوئیاں تھڑک رہی تھیں اور مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔

”باس! — اب آپ پوچھ سکتے ہیں — اس کا ذہن اب پوری طرح بیدار بھی ہے اور کنٹرول میں بھی ہے“ — ایک

مجاری سی آواز سنائی دی۔
 ”تمہارا نام کیا ہے“ — اچانک ایک اور آواز ٹائیگر کے کانوں میں پڑی۔ یہ آواز پہلے سے مخالف سمت سے آرہی تھی اس لئے ٹائیگر نے نظریں موڑ کر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس طرف ڈک ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک عجیب سی ساخت کا مائیک تھا۔
 ”ٹائیگر“ — اچانک ٹائیگر کے منہ سے لفظ خود بخود پھسل گیا۔ حالانکہ وہ شعوری طور پر جواب میں اپنا نام بلیک کو برا بتانا چاہتا تھا۔
 ”تم کس لئے میرا تعاقب کر رہے تھے“ — ڈک نے دوسرا سوال کیا۔

”تمہارا نیا ٹھکانہ معلوم کرنے کے لئے“ — ٹائیگر کے منہ سے ایک بار پھر یہ الفاظ اس طرح پھسلے کہ وہ خود بھی حیران رہ گیا۔ حالانکہ وہ کہنا یہ چاہتا تھا کہ وہ اس کا تعاقب نہیں کر رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں حیران ہو رہا تھا کہ آخر الفاظ خود بخود اس کے منہ سے کیوں پھسل جاتے ہیں۔

”کیوں“ — ڈک نے پوچھا۔
 ”تاکہ تمہیں قتل کر سکوں“ — ٹائیگر نے جواب دیا۔ وہ واقعی بے بس ہو چکا تھا۔ اس کا ذہن سوچتا اس کی مرضی سے ضرور تھا لیکن اس کے منہ سے الفاظ اس کے سوچ کے مطابق نہ نکلتے تھے۔
 ”تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو“ — تفصیل بتاؤ — ڈک نے تیز لہجے میں پوچھا۔

جواب میں ٹائیگر نے ہلکم وکاست رائسن سے ہونے والی تمام بات چیت بتادی۔
 "ہونہہ! — تو ریڈ سرکل اب ان اوجھے ہتھکنڈوں پر اتہ آئی ہے — میں رائسن کو جانتا ہوں۔ وہ پہلے ریڈ سرکل میں ہی تھا۔ ڈک کی بڑبڑاہٹ اس کے کانوں میں پڑی، لیکن وہ خاموش پڑا رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔
 "تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے — کس کے ماتحت ہو تم؟ کیا رائسن کے ماتحت ہو؟ — ڈک نے پوچھا۔
 "میں علی عمران کا ماتحت ہوں" — ٹائیگر نے جواب دیا اور ڈک علی عمران کا نام سننے ہی یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اسے بچھونے کاٹ لیا ہو۔
 "کیا کہہ رہے ہو علی عمران — کون علی عمران —؟ تم تو رائسن کی بات کر رہے تھے" — ڈک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "میں رائسن کا ماتحت نہیں ہوں — صرف کبھی کبھار اس کے لئے کام کرتا ہوں — اور وہ بھی صرف اس لئے تاکہ زیر زمین گرمیوں سے واقف رہوں — میں ماتحت علی عمران کا ہوں۔ وہ میرا باس ہے — علی عمران جو ڈائریکٹر جنرل ایٹلی جنس سر رحمان کا بیٹا ہے — ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "کیا علی عمران اور رائسن کا آپس میں کوئی تعلق ہے؟ — ڈک نے پوچھا۔ وہ ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"نہیں! — علی عمران بہت بڑا آدمی ہے۔ وہ اس قسم کے چھوٹے موٹے بد معاشوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا" — ٹائیگر نے جواب دیا۔
 "کیا میرے متعلق تمہارے مشن کا علی عمران کو علم ہے؟ — ڈک نے پوچھا۔
 "نہیں! — یہ میرا ریویوٹ کام ہے — ویسے میں نے رائسن بار سے متعلق کر علی عمران کے فلیٹ میں فون کیا تھا۔ لیکن وہ موجود نہیں تھے" — ٹائیگر نے جواب دیا۔
 "ہوں — ٹھیک ہے" — ڈک نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی اور پھر ڈک نے اٹھ کر مایک اس سفید کوٹ والے کمرے دیا۔
 "سنو! — سپیشل لائننگ پر اس شخص سے علی عمران کے متعلق تمام تفصیلات ٹپ کرو کہ یہ علی عمران سے کس طرح ملتا ہے — کس طرح باتیں کرتا ہے — وہ اس سے کس طرح ڈیل کرتا ہے — مکمل تفصیلات — اس کا پتہ وغیرہ — کوری تفصیل ٹپ کرنے کے بعد اسے ہلاک کر دینا — اور پھر یہ سپیشل ٹپ میرے دفتر بھجوا دینا" — ڈک نے تیز تیز لہجے میں اس سفید کوٹ والے کو ہدایات دیں اور اس کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑ کر چلتا ہوا ٹائیگر کی نظروں سے غائب ہو گیا۔
 "مٹر ٹائیگر! — باس بے حد سخت آدمی ہے۔ اور تم نے سن

۹۰
 لی ہوگا کہ اس نے تمہیں ہلاک کر دینے کا حکم دیا ہے اور اس وقت
 تم قطعی بے بس ہو۔ تم اپنی مرضی سے اپنی انگلی بھی نہیں ہلا
 سکتے۔ لیکن اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ سکتا
 ہوں۔ سفید کوٹ والے کی آواز سنائی دی۔
 کس قسم کے تعاون کی بات کر رہے ہو۔ ٹائیگر نے

پوچھا۔
 صرف اتنا کہ جو کچھ میں پوچھوں اس کا تفصیل سے جواب دیتے
 جاؤ۔ سفید کوٹ والے نے کہا۔
 وہ تو تم ویسے بھی پوچھ سکتے ہو۔ میرا دماغ تمہارے کنٹرول
 میں ہے۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

تمہاری بات درست ہے۔ میں تم سے سب کچھ پوچھ
 سکتا ہوں۔ لیکن میں ایک اور لائن پر سوچ رہا ہوں۔ تمہیں شاید
 معلوم نہیں کہ تم نے رائسن کے متعلق تفصیلات بتاتے ہوئے یہ بھی
 بتایا ہے کہ ریڈ سرکل کا آدمی ڈاک مین میں سے ہے اور اسی نے ریڈ سرکل
 کو ڈک کا نوٹو بھی مہیا کیا ہے اور بیوہاؤس کا پتہ بھی اور سارا
 مشن بھی۔ میں اس آدمی کو ٹریس کرنا چاہتا ہوں۔ اور چونکہ
 رائسن نے تمہیں اس کے متعلق نہیں بتایا اور میرے خیال میں رائسن کو
 بھی اس کا علم نہیں ہے۔ لیکن اب چیف باس پاگل کتے کی
 طرح اس آدمی کو ٹریس کرنے میں لگ جاتے گا اور میں اس آدمی
 کو اس لئے ٹریس کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں خود ریڈ سرکل میں شامل
 ہونا چاہتا ہوں۔ لیکن خاص شرائط کے تحت۔ اس لئے اگر

میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں تو کیا تم میرے ساتھ ایک معاہدہ کرتے ہو
 کہ تم رائسن کے ذریعے اسے ٹریس کر کے مجھے اطلاع دے دو گے
 سفید کوٹ والے نے کہا۔

سو رہی! رائسن انتہائی با اصول آدمی ہے۔ وہ
 مر تو سکتا ہے۔ لیکن اپنی پارٹی کے مفاد کے خلاف کام نہیں کرے
 گا۔ اس لئے اس شرط کا پورا ہونا ناممکن سمجھو۔ باقی تم مالک
 ہو۔ جو چاہو کرو۔ اگر میری موت اسی طرح لکھی ہے تو مجھے منظور
 ہے۔ ورنہ تم کیا۔ تمہارا چیف باس کوئی بھی مجھے نہیں مار
 سکتا۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اس وقت اس کا ذہن مکمل طور
 پر آزاد تھا اور وہ جو سوچ رہا تھا وہی کچھ اس کے منہ سے بھی
 نکل رہا تھا۔

گڈ۔ بس میں یہی پوچھنا چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے تمہارے
 ذہن کو آزاد کر دیا تھا۔ کیونکہ تمہارے لاشعور میں رائسن کے
 متعلق یہ بات موجود نہ تھی۔ میں نے چیک کر لیا تھا۔ اس لئے
 میں تمہارے شعور کو کھنگالنا چاہتا تھا۔ سفید کوٹ والے
 نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کا
 اطمینان بھرا لہجہ سن کر ہی اچانک ٹائیگر کے ذہن میں خیال
 پیدا ہوا۔

تم بے فکر ہو سنا! تمہارا پتہ چیف باس نہیں لگا سکتا۔
 ٹائیگر نے اسی خیال کے تحت ایک داؤ کھینٹتے ہوئے کہا۔
 لگ۔ لگ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ سفید کوٹ والے

کی بکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔
 "میں مدست کہہ رہا ہوں۔ تم ہی وہ آدمی ہو جو رڈ سیرکل
 سے متعلق ہے۔" ٹائیگر نے خیال کا اظہار بڑے پُرعتین
 لہجے میں کیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہارے ذہن میں یہ بات کیسے آگئی؟
 سفید کوٹ والے کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے کوئی ناممکن لچانک
 ممکن ہو گیا ہو۔"

"تم ذہن کو کنٹرول کرنے والی مشین کے ماہر ضرور ہو گے۔ لیکن
 تم مہر حال ذہن پڑھنے کے ماہر نہیں ہو۔ تمہارے آخری فقرے
 سے جھکنے والے اطمینان اور تمہارے سوالات نے مجھے بتا دیا ہے
 کہ تم وہی آدمی ہو۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔
 "ہوں اب۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی اعلیٰ دماغ کے مالک
 ہو۔ اچھا اب میری بات سنو! اب جبکہ یہ بات سامنے آ
 رہی گئی ہے تو اب مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ اگر مجھے پہلے
 معلوم ہوتا کہ تم اس گروپ کے لئے کام کر رہے ہو تو میں یقیناً گھسیلا
 کر جاتا۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ تم اس چکر میں ہو۔
 سفید کوٹ والے نے کہا۔"

"تو سنو!۔ جہاں تک تمہارے چیف باس کے احکامات
 سے میں سمجھا ہوں۔ وہ دراصل میرے میک آپ میں اپنے کسی آدمی
 کو عمران کے پاس بھیجنا چاہتا ہے اور میرے تعلقات کو استعمال
 کر کے عمران کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ مجھے نہیں معلوم کہ

عمران کو وہ کیوں ختم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن علی عمران کا نام
 آنے پر وہ جس طرح کمری سے اچھلا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے
 کہ علی عمران نہ صرف اس کی راہ پر لگ گیا ہے۔ بلکہ وہ اس سے
 ٹکرا بھی چکا ہے۔ اور میری یہ بات لکھ لو کہ اب دنیا کی کوئی
 طاقت عمران کے ہاتھوں اس شخص یا اس تنظیم کو نہیں بچا سکتی۔
 باقی تم بے شک اس کی ہدایت کے مطابق تمام تفصیلات ٹریپ
 کر لو۔ اور اگر اس کے بعد تم مجھے آزاد کر دو تو میں تمہیں یقین
 دلاتا ہوں کہ میں اس وقت تک سامنے نہ آؤں گا جب تک عمران
 اور تمہارے پاس کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ اور ہو سکتا
 ہے کہ میں پہلے ہی تمہارے پاس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب
 ہو جاؤں۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"سوری!۔ میں یہ رسک نہیں لے سکتا کہ تمہیں چھوڑ دوں۔
 اس طرح تو میری ذات براہ راست سامنے آ جائے گی۔ اس
 لئے مجبوری ہے۔ تمہیں بہر حال سزا ہی پڑے گا۔ البتہ میں
 رائن کو خفیہ کال کے ذریعے تفصیلات بھی بتا دوں گا۔ اور
 تمہاری موت کی اطلاع بھی دے دوں تاکہ وہ اپنا بندوبست کر لے
 سفید کوٹ والے جواب دیا۔"

اچھا اگر یہ بات ہے تو میری آخری ایک خواہش ضرور پوری
 کر دینا۔ اور وہ صرف اتنی ہے کہ مجھے گیس یا کسی
 سانس آلات سے نہ مارنا۔ بلکہ میری لاش میں گولی یا گولیاں
 اتار دینا۔ تاکہ کل اگر میری لاش عمران کو ملے تو کم از کم میری روح

مُرخرو ہو کر میں نے پشت پر گولی کھائی ہے۔ ٹائیگر نے کہا۔
 "اوہ اچھا اچھا اب۔ میں تم مشرقیوں کی جذباتیت کو اچھی طرح سمجھتا
 ہوں۔ حالانکہ مرنے کے بعد تمہارا اس بات سے کوئی تعلق نہ ہے
 گا کہ گولی تمہاری پشت پر لگی ہے یا سامنے۔ یا تم کس طرح ہلاک
 ہوئے ہو۔ لیکن تم لوگوں کی جذباتیت کو چونکہ میں جانتا ہوں
 اور تم میری پارٹی کے لئے کام کر رہے تھے۔ اس لئے میں تمہاری
 آخری خواہش ضرور پوری کروں گا۔ سفید کوٹ والے
 نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے انداز میں ہنس کر کہا۔

"شکریہ! بس میں یہی چاہتا ہوں۔ چاہے تم اسے
 جذباتیت کا نام دے لو یا کچھ اور۔ کم از کم میری روح کو تو
 سکون حاصل ہو جائے گا۔" ٹائیگر نے واقعی بڑے پرسکون
 لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری آخری خواہش ضرور پوری ہوگی۔
 فی الحال میں اپنا کام پورا کر لوں۔" سفید کوٹ والے نے کہا اور
 اس کے ساتھ ہی وہ مشین پر جھک گیا۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر کے ذہن پر تخیل کی ایک پٹا خہ سا چھوٹا
 اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری کھائی
 میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ اور اس کے بعد اس کے حواس اس کا
 ساتھ چھوڑ گئے۔

پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں اور ہوش میں آیا تو وہ بدستور سرسبز
 بندھا ہوا پڑا تھا۔ لیکن اس کے سر سے وہ شفاف شیشے کا خود بہت

چمکا تھا۔ سفید کوٹ والا اب مشین کو بند کرنے میں مصروف تھا اس نے
 مختلف مٹن دباتے اور پھر ٹائیگر کی طرف مڑا۔
 "ہاں تو مسٹر ٹائیگر! میں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ اب
 باقی رہ گیا ہے تمہارے خاتمے کا مسئلہ۔ تو اگر تم یہ آخری
 خواہش نہ کرتے تو اسی بیہوشی میں ہی تمہارا خاتمہ ہو جاتا اور مجھے
 صرف ایک مٹن دبان پڑتا اور بس۔ لیکن اب چونکہ میں وعدہ
 کر چکا ہوں۔ اس لئے مجبور ہوں۔" سفید کوٹ والے نے
 ٹائیگر کے چہرے پر اپنا چہرہ جھکاتے ہوئے کہا۔
 "شکریہ مسٹر۔" ٹائیگر نے اسی طرح مطمئن لہجے
 میں کہا۔

"گڈ! تم واقعی ایک بہادر انسان ہو۔ اور مجھے
 خوشی ہے کہ میں ایک بہادر انسان کی آخری خوشی پوری کر رہا
 ہوں۔" سفید کوٹ والے نے کہا اور پھر وہ ایک
 الماری کی طرف مڑ گیا۔

اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک رسی نکالی اور ایک
 ریوڈر نکال کر واپس ٹائیگر کی طرف مڑ آیا۔

ٹائیگر خاموش پڑا رہا۔ سفید کوٹ والے نے ریوڈر ایک طرف
 رکھا اور پھر اس نے پہلے ٹائیگر کی پندلیوں پر بندھی ہوئی چمڑے
 کی بلیٹ کو ستر بچر کے نیچے سے کھولا اور اس کے بعد اس
 نے رسی ٹائیگر کی پستھلیوں کے گرد باندھ دی اس کے بعد اس
 نے درمیانی بلیٹ کھول لی اور باقی رسی ٹائیگر کے درمیانی جسم کے گرد

باندھ کر اس نے ٹائیگر کے سینے اور گردن کے گرد بندھی ہوئی بلیٹ کھول دی۔ اور سٹر پچر کے سائیڈ راڈر سے ٹائیگر کے کھپ شدہ بازو بھی آزاد کر دیتے۔

"اب امٹھ کر بیٹھ جاؤ۔ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پشت پر باندھ دوں۔" سفید کوٹ والے نے کہا اور ٹائیگر ایک جھٹکے سے امٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی ٹانگیں اور پیراب سٹر پچر کے ساتھ رسیوں سے جکڑے ہوئے تھے لیکن اوپر والا آدھا جسم آزاد تھا۔ سفید کوٹ والے نے جو ذرا سا پیچھے کھڑا ہوا آگے بڑھ کر اس کے بازو پکڑے تاکہ انہیں پیچھے کر کے باندھ سکے کہ اچانک وہ چنچٹا ہوا الٹ کر دور دیوار سے جا ٹکرایا۔ ٹائیگر نے اسی آواز کی وجہ سے ہی تو آخری خواہش کا اظہار کیا تھا اور وہ احمق اس کے داؤ میں آ گیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی اس نے ٹائیگر کے پکڑے۔ ٹائیگر نے یکلخت پوری قوت سے اپنے بازوؤں کا سامنے کی طرف جھٹکا دیا اور سفید کوٹ والا اچھل کر کسی کی طرح دیوار سے جا ٹکرایا۔

اسے اچھالتے ہی ٹائیگر کا جسم تیزی سے دائیں طرف کو جھکا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دیوار سے ٹکرا کر واپس ٹائیگر پر حملہ کرتا ٹائیگر نے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا ریو اور اٹھا لیا۔ "مجھے افسوس ہے سٹر!۔ تم دوسروں کے دماغ ٹھنڈا نہیں جانتے۔ صرف مشین آپریٹ کرنا جانتے ہو۔ اور تمہاری ہوی خالی آخر کار تمہیں لے ڈوبی۔" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیگر دبا دیا اور سفید کوٹ والا بری طرح چنچٹا ہوا کسی لٹو کی طرح گھوما اور پھر فرش پر گر گیا۔ فرش پر گرنے کے بعد اسے صرف ایک لمحہ ٹپنے کی مہلت ملی اور اس کے بعد اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے۔ ٹائیگر کے ریو اور سے نکلنے والی گولیاں سیدھی اس کے دل میں سوراخ کر گئی تھیں۔

ٹائیگر نے اس کے مرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھوں سے رسیاں کھولیں اور اچھل کر سٹر پچر سے نیچے اتر آیا۔ وہ واقعی اپنی ذہانت کے بل بوتے پر یقینی موت سے بچ نکلا تھا۔ ٹائیگر نے نیچے اتر کر ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اس بڑے کمرے کے دروازے کے پہنچ گیا۔ دروازے کو اس نے آہستہ سے دھکیلا تو وہ کھل گیا۔ ٹائیگر نے سر باہر نکال کر ادھر ادھر جھانکا۔ دروازے کے پر رکھب برآمدہ سامنے جس کے سامنے ایک وسیع لان اور آخر میں آگے بڑھ رہی تھی۔ برآمدہ اور لان خالی پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر واپس مڑا۔ سیدس نے ریو اور کی باقی گولیاں اس مشین پر چلا دیں دوسرے سیلہک دھماکا ہوا اور مشین کے پُرزے سے اڑنے لگے۔ روز کے رکتے ہی بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے دوڑتا ہوا برآمدہ ہوا ہوں کے لان میں آیا۔ اور پھر اسی طرح دوڑتا ہوا وہ چار دیواری سے رابطہ پہنچ کر رکھا اور پھر اس نے یکلخت جمپ لگایا۔ اس "ٹھیک" لمحے سے بھی کم عرصے میں رکا۔ دوسرے لمحے وہ باہر کر لیں۔ تھا۔ ٹک پر ٹریک آ جا رہی تھی۔ ٹائیگر قدر اطمینان

"اوہ ٹائیگر صاحب آپ! — اچھا پہلے میں دو غیر ملکی آکر پوچھ گئے ہیں — میں نے سمجھا کہ آپ بھی اسی گروپ کے ہیں —
 عمران صاحب واقعی موجود نہیں ہیں — سلیمان نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"سنو! — میری کسی طرح عمران صاحب سے بات کرادو —
 انتہائی امیر جنسی مسئلہ ہے اور اس میں انہی کا فائدہ ہے" —
 ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا آیتے! — کوشش کرتا ہوں" — سلیمان نے دروازے سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اندر داخل ہو گیا۔ سلیمان نے دروازہ بند کر کے چٹخنی لگائی اور پھر وہ ٹائیگر کو لئے ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

ابھی وہ دونوں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے ہی تھے کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سلیمان نے جلدی سے آگے بڑھ کر رسپونڈ کیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں" — سلیمان نے کہا۔

"سلیمان! — میں عمران بول رہا ہوں — تم ایسا کرو کہ کچھ روز کے لئے اپنے گاؤں چلے جاؤ۔ کیونکہ میں ایک مکشن میں پھنسا ہوا ہوں۔ اس لئے شاید میں کچھ روز تک نہ فلیٹ آؤں اور نہ تم سے رابطہ قائم کر سکوں" — عمران کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے صاحب! — یہ ٹائیگر صاحب سے بات کریں" — سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کے احاطے میں داخل ہو گیا۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ رش ٹائیگر چند لمحوں کے بعد وہاں کوئی آدمی بھی نہ تھا۔ کوئی رد عمل دکھائی نہ دیا تو وہ سمجھ گیا کہ کوٹھی خالی ہے۔ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کا موٹر سائیکل بجائے کہاں ٹیکسی نظر آئی تو وہ ٹیکسی میں سوار ہو گیا۔

پیدل عمران کے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ وہ بڑے محتاط انداز میں فلیٹ کی نگراں کر رہا تھا۔ اور پھر وہ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھ گیا۔

انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سلیمان کی بگڑی ہوئی شکل نظر آئی۔

"صاحب نہیں ہیں — ایک بار کہہ دیا کہ نہیں ہیں —
 نہیں آج کیا مصیبت ہے۔ ہر آدمی منہ اٹھائے صاحب کا پوچھنے چلا آ رہا ہے۔
 میں ٹائیگر بول سلیمان! — سلیمان کا لہجہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔
 کون پوچھنے آیا تھا" — ٹائیگر نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

ریسور رکھا اور واپس بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سلیمان جو ڈرائیگ روم میں ہی کھڑا تھا اس کے پیچھے چل پڑا اور جب ٹائیگر دروازہ کھول کر بیٹھے اترا تو سلیمان نے پیچھے سے دروازہ بند کر دیا۔ ریڑھیاں اتر کر ٹائیگر نے بڑے محتاط انداز میں ایک بار پھر نگرانی کرنے والوں کو چیک کیا۔ لیکن باوجود کوشش کے اسے ایسا کوئی آدمی نظر نہ آیا تو وہ اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھ گیا۔ اور پھر چوک سے خالی ٹیکسی ملتے ہی وہ اپنے ہوٹل روانہ ہو گیا۔ تاکہ میک اپ بدل کر وہ عمران کی ہدایات پر عمل کر سکے۔

ہوٹل کے کمرے میں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے ریسو اٹھایا اور رائسن کلب کے نمبر ڈائل کر کے شروع کر دیے۔

رائسن کلب: — چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔

بلک کو براہ سیکنگ! — رائسن سے بات کراؤ — ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا:

اوہ سر! — میں ڈکی بول رہا ہوں کاؤنٹر سے — ابھی تھوڑی دیر پہلے نامعلوم اشخاص نے یہاں حملہ کیا ہے۔ وہ باس کو اغوا کر کے لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن مزاحمت پر انہوں نے باس کو گولی مار دی ہے اور فرار ہو گئے ہیں۔ چار اور افراد بھی اس چکر میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ باس شدید زخمی ہوئے لیکن ہسپتال پہنچتے ہی ختم ہو گئے۔ ڈکی کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اوہ ویری بیڈ! — کون لوگ تھے وہ — رائسن کی تو کسی سے

ٹائیگر! — وہ کیسے فلیٹ پہنچ گیا۔ بہر حال اسے ریسور دو عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور سلیمان نے ریسور ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا اور جواب میں ٹائیگر نے عمران کو رائسن کلب میں جانے سے لے کر یہاں فلیٹ پر آنے تک تمام روئیداد تفصیل سے سنا دی۔

”لیکن تم فلیٹ پر کیوں آئے۔ جب کہ تم نے خود ڈک کو یہاں کا پتہ دیا ہے۔ — لازماً وہ فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہوگا۔“

عمران نے پوچھا:

میں یہ صورت میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ — اور میرا خیال تھا کہ سلیمان بہر حال آپ کو ڈھونڈ نکالے گا۔ ٹائیگر نے جواب دیا:

ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اب تم ایسا کرو کہ یہاں سے نکل کر انتہائی احتیاط سے اپنے ہوٹل جاؤ اور وہاں سے میک اپ بدل کر دوبارہ اسی کوٹھی میں جاؤ جہاں سے فرار ہوئے تھے۔ میں ڈک کی عادت سمجھ گیا ہوں۔ اس نے بے شمار ٹھکانے بنائے ہوتے ہیں۔ لیکن ہر ٹھکانے پر وہ صرف ایک دو آدمی رکھتا ہے۔ تاکہ پوری تنظیم سامنے نہ آ سکے۔ وہاں لازماً وہی آپ ریڑھی ہوگا۔ تم وہاں احتیاط سے تلاشی لو۔ اگر اس کے کسی اور ٹھکانے کا کوئی کلیو مل جاتے تو سپیشل فریکوئنسی پر ٹرانسمیٹر پر مجھ سے بات کر لینا۔ میں بھی اب ٹرانسمیٹر پر ہی تم سے بات کروں گا۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے

دشمنی نہ تھی۔۔۔ ٹائیگر نے رہا کیا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ حملہ آور یقیناً ڈاک مین کے آدمی ہوں گے۔
معلوم نہیں سر!۔۔۔ بہر حال وکثران لوگوں کو تلاش کر رہا ہے۔
ڈکی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ میں وکثر سے بات کروں گا۔۔۔ میں خود بھی اس تلاش میں نہ صرف اس کی مدد کروں گا۔ بلکہ رات کی موت کا بھرپور انتقام بھی لوں گا۔“ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور رپورڈ رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ اسے پہلے سے ہی اس بات کی توقع تھی جو پوری ہو گئی تھی۔

رپورڈ رکھ کر وہ ہاتھ روم میں گھس گیا اور پھر جب میک اپ اور لباس بدل کر وہ ہاتھ روم سے باہر آیا تو بڑی طرح چونک پڑا۔ سامنے چار مسلح افراد بڑے اطمینان سے کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک ڈک تھا۔ اس کے ہاتھ خالی تھے جبکہ باقی تین کے ہاتھوں میں ریواور تھے۔

”تم شاید یہ سمجھ رہے تھے کہ تم میرے ہاتھوں سے زندہ بچ جاؤ گے مگر ٹائیگر!۔۔۔ دیکھ لو میں موت بن کر تمہارے سامنے کھڑا ہوں! ڈک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

ٹائیگر نے حیرت سے دروازے کی طرف دیکھا۔ کیونکہ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اندر سے چٹخنی لگنے کے باوجود ان لوگوں نے باہر سے دروازہ کیسے کھول لیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو جھٹکا سا لگا کیونکہ چٹخنی بدستور بند تھی۔

حیرت کی کوئی ضرورت نہیں مگر ٹائیگر!۔۔۔ ہم کھڑکی کے راستے سے آتے ہیں۔۔۔ ڈک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ حماقت اس سے ہوتی تھی اس نے کمرے میں داخل ہو کر گھٹن سی محسوس کرتے ہوئے تازہ ہوا کے لئے خود ہی کھڑکی کھول دی تھی۔

”چلو یہ مسئلہ تو حل ہوا۔۔۔ میں واقعی پریشان ہو گیا تھا کہ تم لوگ اندر کیسے آتے ہو۔۔۔ بہر حال بدلو کیا چاہتے ہو؟“۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

”تم واقعی خالص بہادر آدمی ہو۔۔۔ نجانے تم کس طرح پر و فیر ڈیکر کو ہلاک کر کے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ تم قطعی بے بس تھے۔۔۔ بہر حال اگر تم عمران کے فلیٹ پر نہ جاتے تو شاید مجھے اتنی جلد تمہارے ذرا کا علم نہ ہوتا۔ تم نے عمران کے فلیٹ میں فون پر اس سے بات کی ہے میرے آدمی فون کر رہے تھے۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عمران جس فون پر بات کر رہا تھا اس کا نمبر ٹریس نہیں ہو سکا۔ حالانکہ وہ کسی پبلک بومٹ کا نمبر بھی نہ تھا۔۔۔ میں اس کی تحقیقات کر چکا ہوں۔۔۔ اب میں تم سے صرف یہ پوچھنے آیا ہوں کہ عمران جس فون سے بات کر رہا تھا اس کا نمبر کیا ہے اور وہ کس جگہ لگا ہوا ہے؟“ ڈک نے بڑے متشنج لہجے میں کہا۔
”تمہیں وہ نمبر قیامت تک نہیں مل سکتا۔ کیونکہ عمران تم سے زیادہ سمجھدار ہے۔ اس نے پہلے سے اپنے فلیٹ کے

فون میں ایسی ایڈجسٹمنٹ کر رکھی ہے کہ دوسری طرف کا نمبر ٹرلس نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ وہ یقیناً کسی پبلک بومٹ سے بات کر رہا ہوگا۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اب ظاہر ہے کہ وہ ڈک کو دالش منزل کا پتہ تو نہ بتا سکتا تھا۔ حالانکہ وہ نمبر ٹرلس نہ ہونے کی بات سے ہی سمجھ گیا تھا کہ عمران دالش منزل سے فون پر بات کر رہا تھا۔

”بہر حال مجھے عمران کا پتہ چاہیے ابھی اور اسی وقت۔۔۔۔۔۔ کہاں سے عمران؟“ — ڈک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
”اگر میری جیب میں ہے تو تلاش کر لو“ — ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہوں!۔۔۔ تو تم نہیں بتانا چاہتے۔۔۔ ٹھیک ہے۔ پھر چھٹی کرو“ — ڈک نے سپاٹ لہجے میں کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر ہٹا۔ اسی لمحے اس کے پیچھے کھڑے ہوئے تینوں ریلو اور برداروں نے سیکھت ٹریگر دبا دیئے۔ لیکن ٹائیگر ایسی صورت حال کے لئے ذہنی طور پر پہلے ہی تیار تھا۔ اس لئے ڈک کے ایک طرف ہٹتے ہی وہ سیکھت فضا میں اچھلا اور ریلو اور کی گولیاں تو اس کے پیروں تلے سے نکل گئیں۔ لیکن ٹائیگر نے انہیں دوسری بار فائر کرنے کی ہمت ہی نہ دی۔ اس کا جسم بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سیدھا کھلی ہوئی کھڑکی سے نکلتا چلا گیا۔ چونکہ ہٹل میں اس کا کمرہ چوتھی منزل کی بلندی پر تھا اس لئے کھڑکی سے اس طرح

اچھل کر باہر نکلنا خودکشی کے ہی مترادف تھا۔ لیکن ٹائیگر اتنا احمق نہ تھا۔ چنانچہ جیسے ہی اس کا جسم کھڑکی سے باہر نکل کر نیچے گرا اس نے جسم کو ہلکا سا جھکولادیا اور دوسرے لمحے اس کا جسم تیر کی طرح نیچے گرتا ہوا پہلی منزل کی کھڑکی کے اوپر باہر کو نکلے ہوئے شیڈ کی طرف گیا۔ اس کے دونوں پیر جیسے ہی شیڈ پر لگے اس نے قلابازی کھائی اور پھر اس شیڈ کے نیچے بنے موٹے لان کی سائیڈ مہندی کی اونچی باڑ سے ٹکرا کر وہ کھڑا ہو گیا۔ باڑ پر گرنے کی وجہ سے اس کے چہرے اور ہاتھوں پر خراشیں آئیں اور کپڑے بھی میلے گئے۔ لیکن اس کی نہ صرف جان بچ گئی بلکہ وہ ڈک اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے بھی فوری طور پر محفوظ ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی اس کا جسم کھڑکی سے باہر نکلے گا وہ سب تیزی سے کھڑکی کی طرف دوڑیں گے اور ان کی کوشش یہی ہوگی کہ وہ اسے فضا میں ہی ہٹ کر لیں لیکن اسے کھڑکی تک کے فاصلے کا اندازہ تھا۔ چنانچہ وہی ہوا جس لمحے اس کا جسم قلابازی کھا کر شیڈ کے نیچے مہندی کی باڑ سے ٹکرایا تھا اسی لمحے ڈک اور اس کے ساتھی کھڑکی پر پہنچے تھے چونکہ یہ ہٹل کی عقبی سمت تھی اس لئے اس طرف اس وقت کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

ٹائیگر کچھ دیر خاموشی سے اس شیڈ کے نیچے کھڑا ہوا تاکہ اوپر کھڑکی سے دیکھنے والے یلوس ہو کر پلٹ جائیں۔ اس کے بعد وہ باڑ کے پیچھے جھک کر رہ گیا ہوا آگے بڑھا اور پھر عقبی سمت میں فائر ڈور کی لوہے کی میٹھیاں چڑھتا ہوا تیزی سے واپس جانے لگا اسے مکمل

یقین تھا کہ ڈک اور اس کے ساتھی اب نیچے اتر کر اُسے ادھر ادھر تلاش کریں گے ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ٹائیگر واپس اسی کمرے میں پہنچ جاتے گا جو تھی منزل پر پہنچ کر اس نے فائر ڈور پر موجود مخصوص نمبروں والا تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس اپنے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ اس نے کھڑکی کی سائڈ میں ہو کر نیچے جھانکا تو اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ ڈک کے دو ساتھی اُسے عقبی باغ میں تلاش کرتے نظر آئے۔ وہ سمجھ گیا کہ ڈک ایک ساتھی کے ساتھ سامنے والی سمت پر ہو گا۔

ٹائیگر نے کھڑکی کو آہستہ سے بند کر دیا تاکہ وہ لوگ دوبارہ اندر داخل نہ ہو سکیں۔ اور پھر ٹکر دوبارہ ہاتھ دھو کر داخل ہو گیا اس نے جلدی سے لباس بدلایا اور میک اپ کے ٹچز سے لگا کر بڑے اطمینان سے کمرے کا دروازہ کھول کر لفٹ کے ذریعے نیچے ہال میں آیا۔ اور بیرونی گیٹ سے نکل کر باہر پارکنگ کی طرف آیا۔ اسی لمحے اس نے مین گیٹ سے ایک کار کو مڑتے دیکھا اور اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر اُسے ڈک کے ایک ساتھی کی جھلک دکھائی دی۔ وہ پارکنگ میں کھڑی اپنی سپورٹس کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کار کے تعاقب میں تھا۔ اس نے کار میں موجود ڈرائیور عمران کی سپیشل فوکلوسی سیٹ کی اور اُسے اس تمام واقعہ کی رپورٹ دینے میں مصروف ہو گیا۔

I Love You
جورج

مزید نمبر ۱۵

میں پر رکھے ہوئے ٹرائیڈ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتے ہی سامنے کھڑے ڈک نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہن بادیہ لیس ڈاک میں۔ اور — ڈک نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔
"زیرو سرکل کا ٹنگ چیف ڈک۔ اور — دوسری طرف سے ایک بھاری ہولی آواز سنائی دی۔
"نیں! — چیف ڈک اٹنڈنگ یو۔ اور — اس بار ڈک نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔
"مستر ڈک! — سپلائی نہیں پہنچ رہی۔ اور — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ابھی فی الحال سپلائی ملتوی کر دی گئی ہے — یہاں پاکیشا میں معمولی سی گڑ بڑ ہو گئی ہے — فی الحال میں نے پروگرام بنایا ہے کہ اس گڑ بڑ سے نمٹ لوں۔ اس کے بعد سپلائی کا سلسلہ شروع

کروں گا۔ اور۔۔۔ ڈک نے کہا۔
 "اوہ!۔۔۔ مسٹر ڈک!۔۔۔ کہنا تو نہیں چاہیے۔ کیونکہ ہمارا اور
 آپ کا سلسلہ تو صرف سپلائی تک محدود ہے۔ لیکن کہیں
 آپ پاکیشیا میں عمران سے تو نہیں ٹکرا گئے۔ اور۔۔۔؟
 دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا۔
 "عمران!۔۔۔ وہ کون ہے۔۔۔ میں تو نام بھی پہلی بار سن رہا
 ہوں۔ یہاں انٹیلی جنس کا ایک آدمی ذرا سی گڑبڑ کر رہا ہے۔
 میرے آدمی اس سے بات چیت کر رہے ہیں۔ جیسے ہی
 اس سے سودا طے ہو گیا۔ سپلائی بحال ہو جائے گی۔ اور۔۔۔
 ڈک نے جان بوجھ کر جواب دیا۔
 "اوہ پھر ٹھیک ہے۔ پاکیشیا میں سب سے بڑا خطرہ اگر
 کسی تنظیم کو ہو سکتا ہے تو وہ عمران ہے۔ اور مسٹر ڈک!۔۔۔
 میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ کسی طرح بھی عمران سے نہ ٹکرائیں۔
 اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "مگر معلوم تو ہو کہ یہ عمران صاحب ہیں کون۔۔۔؟ ان کا
 حدودِ اربعہ کیا ہے جس سے آپ ڈاک مین کو ڈرانے کی کوشش
 کر رہے ہیں۔ اور۔۔۔؟ ڈک نے جان بوجھ کر لہجے کو درشت
 کرتے ہوئے کہا۔
 "اوہ سوری مسٹر ڈک!۔۔۔ آپ کے جذبات کو مٹیس پہنچی ہے
 لیکن یقین کریں میرا اس سے یہ مقصد نہ تھا کہ میں ڈاک مین
 جیسی بین الاقوامی تنظیم کی توہین کروں۔ میں نے تو صرف

اس لئے کہا ہے کہ آپ مطلع رہیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے
 معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔
 "شکریہ!۔۔۔ بہر حال اب آپ نے بات کر ہی دی ہے تو
 پھر اس کے متعلق تفصیل بھی بتا دیں تاکہ میں اس سے پوری طرح
 ہوشیار رہوں۔" ڈک نے نرم لہجے میں کہا۔
 "عمران ایک بظاہر احمق سا نوجوان ہے۔ کنگ روڈ کے
 فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے اور پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس
 کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکڑتا بیٹا ہے۔ لیکن سر رحمان
 سے اس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہے۔ البتہ اس کا تعلق اگر ہے
 تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف انکسٹو کے ساتھ ہے۔ وہ اس
 کے لئے کام کرتا ہے۔ گو وہ براہِ راست سیکرٹ سروس میں
 ملازم نہیں ہے۔ یہ تو اس کے متعلق چند کوالف ہیں۔ ویسے
 وہ دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ بشمار بین الاقوامی
 مجرم تنظیمیں اور ورلڈ کلاس سیکرٹ ایجنٹ اس کے ہاتھوں اپنی
 گردنیں تڑوا چکے ہیں۔ انتہائی شاطر۔ ذہین۔ انتہائی حد
 تک خطرناک انسان ہے۔ میرے خیال میں اتنا ہی کافی
 ہے۔ مزید کچھ کہنے سے ہو سکتا ہے کہ آپ ناراض ہو جائیں۔
 اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "ٹھیک ہے۔ ہو سکتا تو میں اس سے خود ٹکرا کر اس کا خاتمہ
 کروں گا۔۔۔ بہر حال جب بھی سپلائی ہوتی۔ آپ کو باقاعدہ
 اطلاع کر دی جائے گی۔ اور۔۔۔ ڈک نے منہ بناتے ہوئے

کروں گا۔ اور۔۔۔ ڈک نے کہا۔
 "اوہ!۔۔۔ مشر ڈک!۔۔۔ کہنا تو نہیں چاہیے۔ کیونکہ ہمارا اور آپ کا سلسلہ تو صرف سپلائی تک محدود ہے۔ لیکن کہیں آپ پاکستان میں عمران سے تو نہیں ٹکرا گئے۔ اور۔۔۔؟
 دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا۔
 "عمران!۔۔۔ وہ کون ہے۔۔۔ میں تو نام بھی پہلی بار سن رہا ہوں۔۔۔ یہاں انٹیلی جنس کا ایک آدمی ذرا سی گڑبڑ کر رہا ہے۔
 میرے آدمی اس سے بات چیت کر رہے ہیں۔ جیسے ہی اس سے سودا طے ہو گیا۔ سپلائی بحال ہو جائے گی۔ اور۔۔۔
 ڈک نے جان بوجھ کر جواب دیا۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے۔ پاکستان میں سب سے بڑا خطرہ اگر کسی تنظیم کو ہو سکتا ہے تو وہ عمران ہے۔ اور مشر ڈک!۔۔۔
 میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ کسی طرح بھی عمران سے نہ ٹکرائیں۔
 اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "مگر معلوم تو ہو کہ یہ عمران صاحب ہیں کون۔۔۔؟ ان کا حدود دار لہجہ کیا ہے جس سے آپ ڈاک میں کو ڈر لے کر کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور۔۔۔؟ ڈک نے جان بوجھ کر لہجے کو درست کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری مشر ڈک!۔۔۔ آپ کے جذبات کو مٹھیں پہنچی ہے لیکن یقین کریں میرا اس سے یہ مقصد نہ تھا کہ میں ڈاک میں جیسی بین الاقوامی تنظیم کی توہین کروں۔ میں نے تو صرف

اس لئے کہا ہے کہ آپ مطلع رہیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔
 "شکریہ!۔۔۔ بہر حال اب آپ نے بات کر ہی دی ہے تو پھر اس کے متعلق تفصیل بھی بتا دیں تاکہ میں اس سے پوری طرح ہوشیار رہوں۔" ڈک نے نرم لہجے میں کہا۔

"عمران ایک بظاہر احمق سا نوجوان ہے۔ کنگ روڈ کے فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے اور پاکستان کی سنٹرل انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکڑتا بیٹا ہے۔ لیکن سر رحمان سے اس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہے۔ البتہ اس کا تعلق اگر ہے تو پاکستان سیکرٹ سروس کے چیف ایکٹو کے ساتھ ہے۔ وہ اس کے لئے کام کرتا ہے۔ گو وہ براہ راست سیکرٹ سروس میں ملازم نہیں ہے۔ یہ تو اس کے متعلق چند کوالف ہیں۔ ویسے وہ دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ بشمار بین الاقوامی مجرم تنظیمیں اور ورلڈ کلاس سیکرٹ ایجنٹ اس کے ہاتھوں اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں۔ انتہائی شاطر۔ ذہین۔ انتہائی حد تک خطرناک انسان ہے۔ میرے خیال میں اتنا ہی کافی ہے۔ مزید کچھ کہنے سے ہو سکتا ہے کہ آپ ناراض ہو جائیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہو سکتا تو میں اس سے خود ٹکرا کر اس کا خاتمہ کر دوں گا۔ بہر حال جب بھی سپلائی ہوتی۔ آپ کو باقاعدہ اطلاع کر دی جائے گی۔ اور۔۔۔ ڈک نے منہ بناتے ہوئے

جواب دیا اور دوسری طرف سے اور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"عمران — عمران — عمران — جدھر جاؤ یہی عمران — جس طرف جاؤ یہی عمران — آخر یہ بے کیا مصیبت" — ٹوک نے غصیلے انداز میں ٹرانسمیٹر کی چھت پر زور زور سے ٹکے مارتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کی آواز اس کی پشت پر سنائی دی اور وہ تیزی سے واپس مڑا۔ پاس ہی ایک چھوٹی سی میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ ٹوک میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

"لیس" — ٹوک نے کراخت اور بھاری لہجے میں کہا۔ "باس! — میں ٹارگم بول رہا ہوں — اوڈ نمبر تیس پر ایمل جنس نے چھاپہ مارا ہے۔ لیکن اس کے چھاپہ مارتے ہی ہم نے فوری طور پر سب کچھ ایڈون تھری میں منتقل کر دیا ہے — صرف ایک کار ان کے ہاتھ لگی ہے۔ لیکن وہ چوری کی ہے۔ اس لئے وہ اس سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے" — ٹارگم نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ "ایملی جنس نے چھاپہ مارا ہے — اوہ! اس کا مطلب ہے کہ یہ ٹائیگر ایملی جنس سے متعلق ہے۔ اس کار کے تعاقب میں وہی تھا اس کا پتہ چلا کہ وہ کہاں ہے" — ٹوک نے پوچھا۔

"نوسر! — راجر! — کھربھٹا تھا — ویسے اب راجر اس کے ہوٹل کی گمراہی کر رہا ہے" — ٹارگم نے جواب دیا۔ "ٹھیک ہے — اوکے" — ٹوک نے چند لمحے خاموش رہنے

کے بعد کہا اور پھر دھڑام سے ریسیور کرپڈل پر دے مارا۔ وہ چند لمحے دونوں اگھڑوں سے سر پکڑے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے چونک کر دوبارہ ریسیور اٹھایا اور نمبر ملانے شروع کر دیتے۔

"لیس — یعنی اینڈنگ" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ "ٹوک بول رہا ہوں" — ٹوک نے تیز اور کراخت لہجے میں کہا۔ "لیس باس!" — یعنی کے لہجے میں مودبانہ پن شامل ہو گیا۔ "سنو بیٹی! — اب یہاں کام کرنے کی صورت حال بدل گئی ہے اس لئے میں سارا مشن بریک کر رہا ہوں — ویسے بھی ریڈ سرکل ہمارے پیچھے لگ گئی ہے — وہ ہمیں ہٹا کر اس برنس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں — ان کی تو مجھے پرواہ نہیں ہے کیونکہ میں نے ہیڈ کوارٹر میں رالف کو احکامات دے دیئے ہیں کہ ریڈ سرکل کے تمام ہیڈز کو فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے — اور مجھے یقین ہے کہ وہ اب تک اپنا مشن مکمل کر چکا ہوگا — لیکن یہاں کی ایملی جنس اور سیکرٹ سروس اب آڑے آگئی ہیں اور ہم نادانستگی میں سارا پلان ان پر واضح کر چکے ہیں — اس لئے اب اس پلان کے تحت کوئی سپلائی ناممکن ہو گئی ہے — ایئر فورس پر لازماً تفصیلی چکنگ کی جائے گی" — ٹوک نے تیز تر لہجے میں کہا۔ "لیس باس! — میں بھی یہی سوچ رہا تھا — لیکن اب کیا کیا جائے — ہم واپس چلے جائیں" — یعنی نے کہا۔ "نہیں! — ایسا ہونا ناممکن ہے — ڈاگ مین سے ٹکرانے

تو پھر ٹھیک ہے تم ایسا کرو کہ ایک غیر ملکی عورت کے ساتھ چار مقامی عورتوں کو بھی ہلاک کر دو۔ مجھے یقین ہے کہ ایک دو غیر ملکی عورتوں کی ہلاکت تک ہی نوبت پہنچے گی کہ میں انہیں ٹریپ کر کے ان کا خاتمہ کر دوں گا اور اس کے بعد ہم سپلائی کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیں گے۔ ڈک نے کہا۔

”ہاں! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک تجویز پیش کروں۔“

یعنی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ہاں بولو!۔ تم میرے نمبر ٹو ہو اور میں نے تمہاری صلاحیتیں یہ سہی تمہیں یہ عہدہ دیا ہے۔“ ڈک نے جواب دیا۔

”تھینک یو ہاں!۔ دراصل میں نے اپنے طور پر اس ماری صورت حال پر غور کیا ہے۔ میرے نقطہ نظر سے

رہزنس ختم ہو گیا ہے۔“ ایشلی جنس اور سیکرٹ سروس کو اس کے اس دھندے کا پتہ چل گیا ہے اس لئے اب میرے خیال

ہیں یہ لوگ ختم بھی ہو جائیں۔ تب بھی کسی لاش کو بغیر تفصیلی چکنگ کے ایئر پورٹ کے کلیرنس نہیں مل سکتی۔ اس لئے کیوں نہ

ہم اپنا انداز بدل دیں اور کام کرتے رہیں۔ البتہ اس دوران آپ جن سے انتقام لینا چاہتے ہیں ساتھ ساتھ لیتے رہیں۔“ یعنی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”تم کیسا انداز اختیار کرنا چاہتے ہو؟“ ڈک نے سنجیدہ

والے زندہ رہ جائیں۔ ایسا سوچنا ہی ناممکن ہے۔ اس لئے اب میں نے پلان بدل دیا ہے۔ اب میں دوسرا کام کرنا چاہتا

ہوں۔ تم سپلائی گروپ کو فوری طور پر واپس بھیجوا کر ایکشن گروپ کو طلب کرو۔ اسے فوری طور پر یہاں پہنچنے کی ہدایات

دے دو۔ ایکشن گروپ کے دونوں سیکشنز، مارٹی سیکشن اور لائن سیکشن دونوں کو۔ مارٹی سیکشن کو تم سنبھالو گے جب کہ لائن

سیکشن میرے تحت براہ راست کام کرے گا۔ تمہارا اب کام یہ ہوگا کہ تم شہر میں جس قدر غیر ملکی عورتیں موجود ہیں انہیں قتل کر کے یہاں

دہشت پھیلا دو۔ بے دریغ قتل کرو۔ میں لائن گروپ کے ساتھ سیکرٹ سروس اور ایشلی جنس کے خلاف کام کروں گا۔“ ڈک نے کہا۔

”لیکن ہاں!۔ اس قتل و غارت سے ڈاک مین کو کیا فائدہ ہوگا۔“ یعنی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”میں اس قتل و غارت کے ذریعے ایشلی جنس اور سیکرٹ سروس ٹریپ کروں گا۔ وہ لازماً تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے

اور میں ان کا شکار کھیلوں گا۔ کیونکہ اگر میں براہ راست ان سے ٹکرایا تو مجھے گیم لمبی ہو جائے گی۔“ ڈک نے جواب دیا۔

”اوہ میں سمجھ گیا ہاں!۔ لیکن اس سے ایک نقصان ہوگا کہ بعد میں سپلائی ٹیم کے لئے ہمیں یہاں غیر ملکی عورتیں دستیاب نہ

ہو سکیں گی۔“ یعنی نے جواب دیا۔

”ہاں!۔ یہ بات تو ہے۔ ویسے بھی یہاں غیر ملکی عورتوں کی

کرنا شروع کر دیں۔ انہیں مردہ ظاہر نہ کیا جائے۔ بلکہ عورتیں انہیں اس طرح اٹھا کر لے جائیں جیسے سوتے ہوئے بچوں کو لے جایا جاتا ہے۔ اس طرح کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔

یعنی تمہارا مطلب ہے کہ بچہ اغوا کیا جائے اور اسے ہلاک کر کے اس کے پیٹ میں منشیات بھری جائیں اور پھر ایک عورت اسے اس طرح ساتھ لے کر جہاز میں بیٹھے جیسے بچہ سویا ہوا ہے آئیڈیا تو اچھا ہے۔ نیچے تو عام سی مل جائیں گے زیادہ تردد بھی نہ کرنا پڑے گا۔ لیکن اس طرح سپلائی بے حد کم ہو جاتی گی۔ ظاہر ہے ایک ایسا بچہ جسے ایک عورت اٹھا کر لے جاتی ہے بہت چھوٹا ہی ہو سکتا ہے اور اتنے چھوٹے بچے کے پیٹ میں کتنی مقدار جا سکتی ہے۔ بہت کم۔ کیا خیال ہے۔ ڈک نے کہا۔

”ہاں ہاں!۔ مقدار تو واقعی بے حد کم ہو جائے گی۔ لیکن بہر حال کام چلتا رہے گا۔“ یعنی نے جواب دیا۔
”منہیں!۔ ایک عورت کی بجائے دس نیچے لے جانے پڑیں گے۔ یہ خاصا پریشان کن مسئلہ بن جائے گا اس لئے وہ عورتوں والا مسئلہ ہی ٹھیک رہے گا۔ البتہ اس میں ایک ترمیم ہو سکتی ہے کہ ضروری نہیں کہ ہم غیر ملکی عورتوں کو ہی پارسل کریں۔ یہ کام مقامی عورتوں سے بھی لیا جاسکتا ہے۔“
ڈک نے کہا۔

”نوسرا!۔ مقامی عورتیں بے کار ہیں۔ کیونکہ مقامی عورتیں دفن کرنے کے لئے یہاں سے باہر نہیں بھیجی جاتیں۔ بلکہ باہر سے یہاں آ سکتی ہیں۔“ یعنی نے فوراً ہی جواب دیا۔
”اور واقعی!۔ مجھے اس بات کا خیال ہی نہ رہا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ بیرون ملک بھی تو مقامی عورتوں کے لواحقین روکتے ہیں۔“ ڈک نے منہ بندتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔ ویسے وہ بچوں والا مسئلہ رے گا ٹھیک۔ یا پھر سرے سے سارے آئیڈیے کو ڈراپ کر کے کوئی نیا آئیڈیا سیٹ کیا جائے۔“ یعنی نے کہا۔
”مثلاً بالکل نیا آئیڈیا کیا۔“ ڈک نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں!۔ ایک بالکل اچھا آئیڈیا ہے بالکل اچھوتا۔ اور کسی سزا کا علم بھی نہ ہو سکے گا۔“ بھیجا عورتوں کو ہی جائے لیکن عورتوں کے پیٹ میں منشیات بھرنے کی بجائے تابوت کی تہہ ڈبل سائیڈ بنا کر اسے بھر دیا جائے تو کیسا رہے گا۔ چونکہ اب یہ بات ان کی نظروں میں ہے کہ ہم عورتوں کے پیٹ میں منشیات ارسال کرتے ہیں اس لئے وہ اسے ہی چیک کریں گے اور تابوت کی توجہ نہیں دیں گے۔ اس طرح پہلے سے بھی زیادہ مقدار میں منشیات بھی سمگل ہو جائے گی اور یہ لوگ بھی بوکھلا جائیں گے۔“ یعنی نے کہا۔
”تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ منشیات کی بو سونگھنے

”لیں“ ٹوک نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔
 ”باس! میں گڈ مین بول رہا ہوں۔ میں نے اس
 غیر ملکی لڑکی کو ٹریس کر لیا ہے جسے جیمز اغوا کر کے لے آیا تھا اور جو
 فرار ہو گئی تھی“ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز آئی۔
 ”وہ سولس لڑکی جو لیا نا“ ٹوک نے چونک کر پوچھا۔
 ”لیں باس وہی“ گڈ مین نے جواب دیا۔
 ”کہاں ہے وہ؟“ ٹوک نے اسٹیشیا کی بھرے ہلچے
 میں پوچھا۔

”باس! اس وقت وہ ہٹل پلازہ کے ہال میں دو مقامی افراد
 کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ تینوں اکٹھے ہی ایک کار میں
 آئے ہیں“ گڈ مین نے جواب دیا۔
 ”تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں؟“ ٹوک نے پوچھا۔
 ”چار باس! ہم شکار کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ وہ
 نظر آ گئی اور میں نے اسے پہچان لیا۔ کیونکہ جیمز کے کہنے
 پر میں نے ہی اس کی نگرانی کی تھی“ گڈ مین نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

”اور کے! ایسا کرو کہ ان دو مقامی افراد کو گولی مار کر اس
 لڑکی کو زبردستی اغوا کر کے تھری ون پر پہنچا دو۔ اور تھری ون
 کو کہنا کہ مجھے کال کرے۔“ باقی ہدایات میں تھری ون کو فے
 دوں گا اور سنو!۔ سارا کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے۔
 ہو سکتا ہے ہمیں ٹریپ کرنے کے لئے اس لڑکی کو سامنے لایا گیا ہو۔

والے کتے اور مشینیں۔ وہ کہاں جائیں گی۔ تابوت میں تو
 فوراً ٹریس ہو جائے گی۔ یہ تو انسانی کھال کی وجہ سے کتوں اور مشینوں
 سے بچی رہتی تھی“ ٹوک نے غراتے ہوئے جواب دیا۔
 ”اوہ باس! پھر تو اور بھی آسان ہے۔ ہم آبی عورت
 کی پشت کنی کھال اتار کر اس میں منشیات پیک کر کے خانے میں
 رکھ دیں گے“۔ مینی نے کہا۔

”اوہ ویری گڈ! ویری گڈ! یہ بہت اچھا آئیڈیا
 ہے۔ ٹھیک ہے اس طرح واقعی مکمل ڈاجنگ ہو جائے
 گی“ ٹوک نے اس بار خوشی سے چلاتے ہوئے کہا۔
 ”لیں باس! بالکل صحیح ہے گایہ آئیڈیا“ مینی نے
 بھی خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم مارگٹ تلاش کرو اور سائے بندوبست
 کرو۔ پہلی سپلائی ویسٹرن کارمن کے زیر دسٹرل کو بھیجا دینا۔
 ٹوک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔
 ”تو پھر میں آدمی واپس نہ بھیجوں“۔ مینی نے کہا۔

”نہیں! اب ضرورت نہیں رہی۔ باقی رہا عمران! تو
 میں اکیلا ہی اس سے منٹ لوں گا۔ اسے معلوم تو ہو کہ ڈاک مین
 سے ٹکرانے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے“ ٹوک نے کہا اور رسیور رکھ کر
 اس نے اطمینان کا ایک گہرا سانس لیا۔ اب وہ عمران سے بھرپور
 انداز میں ٹکرانے کے لئے کوئی جامع پلاننگ سوچ رہا تھا۔ کہ
 اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور ٹوک نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

ڈک نے کہا۔
 "ہمیں شریپ کرنے کے لئے — کیا مطلب باس؟ —"
 گڈمین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "اس لڑکی کا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور
 سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ چکی ہے۔ اور ہاں! یہ بھی دیکھنا
 ہے کہ یہ دونوں بھی سیکرٹ سروس سے متعلق افراد ہوں۔
 ٹھیک ہے تم انہیں مت چھڑو۔ میں خود وہاں آ رہا ہوں۔"
 ڈک نے کہا اور سیورہ رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور محققہ کمرے
 کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ میک اپ وغیرہ کر کے وہ ہوٹل پلازہ پہنچ
 سکے۔ اس کے ذہن میں ایک نیا پلان ترتیب پا رہا تھا۔

میں جلد از جلد ان ننگ انسانیت قسم کے مجرموں کا خاتمہ کرنا
 چاہتا ہوں۔ سمجھے؟ — عمران نے تیز لہجے میں سامنے بیٹھے
 ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "بالکل عمران صاحب! — ایسے مجرم ناقابل معافی ہیں۔"

بلیک زیرو نے جواب دیا۔
 "منشیات تو سمگل ہوتی ہی رہتی ہے۔ لیکن انہوں نے
 واقعی کتنوں جیسا کام کیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس
 سے پہلے کہ یہ کسی اور عورت کو ہلاک کریں۔ میں ان کا گلا دبوچ
 لوں۔" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ
 سرخ ہو رہا تھا۔

لیکن عمران صاحب! — یہ لوگ بے حد شاطر ہیں۔ ایک
 جگہ اڈہ ہی نہیں بناتے۔ اب دیکھتے! ٹائیکر نے ان کا تعاقب

نے کہا۔
 "لیس باس!۔۔۔ لیکن اگر جولیا کو اکیلا رکھ کر ہم سب اس کی نگرانی کریں تو۔۔۔ صفدر نے دڑتے دڑتے کہا۔
 "سنو!۔۔۔ مجھے مشورہ دینے سے پہلے دس بار سوچ لیا کرو۔
 ڈاگ مین کو جولیا کی حقیقت کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے اگر جولیا اب اصل صورت میں اکیلی گھر سے گی تو وہ لوگ لازماً سمجھ جائیں گے کہ انہیں ٹریپ کر کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ تم دونوں ساتھ موجود ہو گے تو یہ خیال انہیں نہیں آئے گا۔ اس لئے تم دونوں کی موجودگی ضروری ہے۔" عمران نے انتہائی کرجت لہجے میں کہا۔

سو ری باس!۔۔۔ لیس باس۔۔۔ میں سمجھ گیا باس۔۔۔ صفدر نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "تم سب سے پہلے نوٹل پلازہ جاؤ گے۔ اور وہاں ہال میں کم از کم اڑھائی گھنٹہ روک گے تاکہ عمران وہاں پہنچ جائے۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
 "عمران صاحب!۔۔۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"منہیں!۔۔۔ تمہاری یہاں زیادہ ضرورت ہے۔ اگر ٹائیگر کی کال آئے تو اسے میری طرف سے کہہ دینا کہ وہ زیر زمین دنیا میں ایسے افراد کو تلاش کرے جنہوں نے ڈاگ مین کے لئے اتنے زیادہ ٹھکانوں کا بندوبست کیا ہے۔ لازماً کوئی گروپ ایسا

کیا۔ اس اڈے میں یہ لوگ داخل ہوتے۔" ٹائیگر کی اطلاع پر چھاپہ مارا گیا۔ لیکن کچھ بھی برآمد نہ ہوا۔ نہ ہی کوئی مال اور نہ ہی کوئی آدمی۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔
 "ان کو بلوں سے باہر نکالنے کے لئے چارہ ڈالنا پڑے گا اور ان کے لئے بہترین چارہ جولیا ہو سکتی ہے۔" عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
 "صفدر بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
 "لیس باس۔" صفدر نے یکجہت انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "تم جولیا اور کیپٹن شکیل کو لے کر شہر میں گھومو پھرو۔ تنویر اور نعمانی کو کہہ دو کہ وہ انتہائی محتاط انداز میں تمہاری نگرانی کریں اگر کچھ لوگ جولیا کو اغوا کرنا چاہیں تو بس معمولی سی مداخلت کرنے کے بعد ایسا ہونے دینا۔ لیکن جیسے ہی جولیا کو کسی اڈے پر لے جایا جائے۔ اس اڈے کو فوری طور پر گھیر لیا جائے۔" عمران بھی تم سب سے علیحدہ رہ کر نگرانی کرے گا۔ ایسے موقع پر عمران تمہیں مزید ہدایات دے گا۔ تم سب نے پوری طرح مسلح ہونا ہے اور انتہائی محتاط رہنا ہے۔ کیونکہ تم لوگوں کی معمولی سی غفلت سے جولیا کی جان جاسکتی ہے۔" عمران

ت جس سے اس نے کنٹیکٹ کیا ہوگا۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے سر جھکا دیا۔

عمران آپریشن روم سے باہر آیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار وائش منزل سے نکل کر تیزی سے ہوٹل پلازہ کی طرف دوڑنے لگی۔ ہوٹل پلازہ چونکہ شہر کے ایسے علاقے میں تھا جہاں زیادہ تعداد غیر ملکیوں کی رہتی تھی اس لئے عمران نے ہوٹل پلازہ کا نام لیا تھا کیونکہ اسے امید تھی کہ ڈاک مین کے آدمی غیر ملکی عورتوں کی تلاش میں ایسے ہی علاقوں میں گھومتے رہتے ہوں گے۔

تقریباً دس منٹ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد عمران کی کار ہوٹل پلازہ کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ اس نے مقامی تاجروں جیسا میک اپ کیا ہوا تھا۔ کار اس نے پارکنگ میں ایسی جگہ روکی جہاں سے فوراً وہ ہوٹل سے باہر اسے لے جاسکے۔ اور پھر کار سے اتر کر وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ہوٹل پلازہ کے ہال میں داخل ہو گیا۔

ہال تقریباً خالی تھا۔ البتہ چند میزوں پر دو مقامی اور تین چار غیر ملکی جوڑے بیٹھے پینے پلانے کا شغل کر رہے تھے۔ عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ایک کونے کی میز پر جا کر بیٹھ گیا۔

"لیس سر۔۔۔ دوسرے لمحے ایک باوردی ویٹر اس کے سر پر پہنچ گیا۔

"نو پاؤں۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"جی۔ کیا فرمایا آپ نے؟" ویٹر نے حیران ہو کر پوچھا۔
"برادر!۔۔۔ تم نے آدھی انگریزی اور آدھی اردو بولی۔"

نے بھی اسی طرح جواب دے دیا۔۔۔ تم نے لیس کہا۔ میں نے نوکہہ دیا۔۔۔ تم نے سر کہا۔ میں نے پاؤں کہہ دیا۔ اب بولو کہ تمہیں کس بات کی سمجھ نہیں آئی تاکہ میں کسی ڈکشنری کا سہارا لے کر تمہیں سمجھاؤں۔" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ سر!۔۔۔ آپ مذاق فرما رہے ہیں۔ میرا مطلب سر سے جناب تھا اور میں آرڈر پوچھنا چاہتا تھا۔" ویٹر نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید یہی سمجھا تھا کہ کسی سنگی سے پالا پڑ گیا ہے۔ لیکن چونکہ ان کا پیشہ ہی ایسا تھا کہ ہر قسم کے افراد سے ان کا واسطہ پڑتا رہتا تھا۔ اس لئے اس نے زیادہ پرواہ نہ کی تھی۔

اچھا اچھا۔ تو تم سالم انگریزی بول رہے تھے۔ لیکن بھائی! جناب کے متضاد کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں۔ یہ بھی تم بتا دو۔ عمران نے کہا۔ ظاہر ہے وہ صرف وقت گزارنا چاہتا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم جناب!۔۔۔ آپ آرڈر دیں۔" ویٹر نے ہان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

"تو جاؤ جناب کا متضاد ڈھونڈ کر لاؤ۔" بھاری ٹپ دوںگا۔ ان نے کہا اور اس طرح منہ پھیر کر ہال کو دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار اس قسم کے ہوٹل میں آیا ہو۔

ویٹر چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران مسکرا دیا۔ اسے صدف ربیٹن شیکل اور جو لیا کا انتظار تھا۔ اور ابھی مین گیٹ کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ ویٹر ایک بار پھر تیزی سے اس کی طرف آنا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں پانی

کلاس رکھا ہوا تھا۔ اس نے کرتیزی سے مڑ گیا۔ اسی لمحے عمران نے جولیا کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ صفر اور یہ لیجئے صاحب! — سر تو شراب پیتے ہیں — اور میٹر بھی کچھ کم ستم ظالم ہے۔
 کے الٹ لازماً پانی ہی پیتے ہوں گے۔ — میٹر بھی کچھ کم ستم ظالم ہے۔
 نہ تھا۔ اس نے پانی کا گلاس عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

واہ! — یہ ہوتی نہ بات — ایک بات بتاؤ کہ تمہارا تعصب کھنڈ سے تو نہیں رہا؟ — عمران نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔
 کیونکہ میٹر کے اس جواب سے وہ خاصا محفوظ ہوا تھا۔
 نہیں جناب! — میں تو یہیں کاربسنے والا ہوں۔
 میٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

واہ! — یہ تو حکومت کے خزانے پر عیش کر رہے ہیں اور ایک
 میں ہوں کہ ایک پانی کے گلاس کے سو روپے جب سے ادا
 نے پڑے۔ — عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
 اسی لمحے میٹر اس کے قریب آیا اور اس نے مسکراتے ہوئے
 بچے جو اس کا گلاس عمران کے سامنے رکھ دیا۔
 بھائی اگر سادہ پانی کے سو روپے ادا کرنے پڑتے ہیں تو اس
 پانی کے کتنے پیسے لوگے۔ — سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے
 بھی ساتھ ہی نیلام کرنا پڑے۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ سر! — یہ میری طرف سے ہے۔ — میٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 جواب دیا۔ اور کرتیزی سے واپس مڑ گیا۔
 عمران نے مسکراتے ہوئے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا۔ وہ
 ساتھ پیل بھی لے آنا۔ — عمران نے کہا اور میٹر بے اختیار

بڑے اطمینان سے چکیاں لے لیکر اور بج جوں پی رہا تھا جب کہ
 صفدر اور اس کے ساتھی بڑے مٹھاٹ سے کھانے میں مصروف
 تھے۔ ادھر تنویر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس نے صرف چائے
 منگوائی تھی اور اب وہ چائے پینے کے ساتھ ساتھ پیچ و تاب بھی
 کھا رہا تھا۔

عمران سمجھ گیا کہ اگر اسے اکیٹو کا خطرہ نہ ہوتا تو وہ بھی لازم
 کھانے میں شریک ہو جاتا۔ ظاہر ہے اس وقت وہ مجبور تھا اور
 صفدر اور کیپٹن شکیل کو جو لیا کے ساتھ ہنستے بولتے اور کھانا کھا
 دیکھ کر وہ پیچ و تاب ہی کھا سکتا تھا۔

کھانا ختم کرنے کے بعد انہوں نے چائے منگوائی اور چکیاں
 لے لیکر پینا شروع کر دی۔

چائے پی کر صفدر اور جو لیا نے کوئی بات کی اور صفدر نے
 دیگر کو بل لانے کے لئے کہا اور پھر بل ادا کر کے وہ تینوں اٹھ
 اور مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

عمران ابھی اٹھنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک مین گیٹ سے
 چار غیر ملکی اندر داخل ہوئے اور دوسرے لمحے ہال صفدر اور کیپٹن
 شکیل کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ آنے والوں نے پلک جھپکنے میں
 دونوں پر فائر کھول دیا تھا۔ اور وہ دونوں ہی گولیاں کھا کر چیخ
 ہوئے فرش پر گرے تھے۔

اسی لمحے عمران اور تنویر دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے
 ریوڑ نکالے اور پھر آنے والوں میں سے دو گیٹ کے پاس

لیکن دو آدمی جو لیا کو اٹھائے بجلی کی سی تیزی سے
 مین گیٹ کو اس کر گئے۔ تنویر! — صفدر اور کیپٹن شکیل کو سنبھالو — عمران
 چیخ کر تنویر سے کہا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی
 سے اچھل کر مین گیٹ کے باہر آیا۔

اسی لمحے عمران نے ملے آسمانی رنگ کی لمبی سی کار کو آندھی
 اور طوفان کی طرح گمپاؤنڈ گیٹ سے نکلے دیکھا اور اس کار سے
 مسلسل فائرنگ عقب پر کی جا رہی تھی اور اس فائرنگ سے کئی
 افراد گمپاؤنڈ میں ہی ڈھیر ہو چکے تھے۔

عمران تیزی سے دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر
 کار کا دروازہ کھول وہ اس طرح شیرنگ پر بیٹھا جیسے اس کے
 پیچھے پانی آ رہا ہو۔

دوسرے لمحے اس کی کار بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح اڑتی
 کوئی گیٹ اس کے سرکے سرک پر آئی۔ ٹریفک کے باوجود عمران
 کار کو اس خوفناک انداز میں اڑاتے لئے جا رہا تھا کہ باقی کاروں
 نے دہشت زدہ ہو کر اپنی کاریں ایک طرف ہٹاتے چلے جاتے
 تھے۔ لیکن اگلے چوک تک پہنچنے کے باوجود عمران کو وہ آسمانی
 رنگ کی کار کہیں نظر نہ آئی تو اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اور
 چوک سے کار واپس موڑ لی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اُسے ڈانچ دے
 گیا ہے۔ کار راستے میں ہی کسی گلی میں موڑ لی گئی ہے۔ اور
 تے ہوئے چونکہ وہ بے تحاشا انداز میں کار چلا رہا تھا اس لئے

اس کی توجہ گلیوں کی طرف نہ گئی تھی۔ والیسی کے وقت اُسے ایک کھلی گلی میں وہی آسمانی رنگ کی کار نظر آگئی۔ تو اس نے کار اس طرف موڑ دی۔ لیکن توقع کے مطابق کار خالی تھی۔ جو لیا اور انگو اکھنڈ غائب تھے۔

عمران نے کار اس کار کے پیچھے روکی اور نیچے اتر کر وہ آسمانی کار کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک نظر کار کو باہر سے دیکھا اور پھر اُسے اگلی سیٹ میں ایک کاغذ سا دبا ہوا نظر آیا۔ جیسے کاغذ کسی کی جیب سے گر کر دب گیا ہو۔ عمران نے دروازہ کھولنے کے لئے ہینڈل کھینچا ہی تھا کہ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گیند کی طرح فضا میں اچھل گیا ہو اور اس کے جسم کے ہزاروں ٹکڑے ہو گئے ہوں اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکیوں نے غلبہ پالیا۔

فاترنگ اور چیخوں کے ساتھ ہی جو لیا کے سر پر زوردار ضرب لگی تھی۔ اور اُسے آخری احساس یہی ہوا تھا کہ کسی نے اُسے جھپٹ لے فضا میں اٹھالیا تھا۔ اس کے بعد اس کے ذہن سے ہر احساس غائب ہو گیا تھا۔

پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ اس کا سر درد کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو رہا تھا اور وہ ایک سیڑھی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے بازو کرسی کے بازوؤں کے ساتھ کھپ کر دیئے گئے تھے۔ اسی طرح اس کے دونوں پیر بھی کرسی کے لمبے والے دونوں پیروں کے ساتھ لوہے کے کڑوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ کرسی لوہے کی تھی۔

جو لیا کا لباس مسلا ہوا تھا۔ وہ اس وقت ایک بڑے کمرے

کے درمیان میں کبھی ہوئی کہ سی پر بیٹھی تھی۔ کمرے کی چھت سے صرف ایک روشن بلب لٹک رہا تھا۔ کمرے کی خاصی نیچی چھت بتا رہی تھی کہ یہ کوئی تہہ خانہ ہے۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا اس کا اکھوتا دروازہ جو لیا کے منہ کے بالکل سیدھ میں تھا جو بند تھا۔

جولیا نے ادھر ادھر سرگھا کر کمرے کا جائزہ لیا۔ ایک سائیڈ پر اُسے سیاہ رنگ کا ایک تابوت رکھا ہوا نظر آیا تو اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اُسے سب سے زیادہ فکر صدف اور کیپٹن شکیل کی تھی۔ کیونکہ اس کے ذہن میں ابھی تک ان کی چیخوں اور گرنے کے دھلکے محفوظ تھے۔ لیکن اُسے تسلی تھی کہ تنویر وہاں موجود تھا اور لازماً عمران بھی وہیں کہیں ہوگا۔ اس لئے انہوں نے یقیناً ان دونوں کو سنبھال لیا ہوگا۔

اور پھر اس نے بازوؤں کو لوہے کے کلیوں سے نکالنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ لیکن یہ کپ خاصے تنگ تھے اس لئے وہ اپنی کوشش میں ناکام رہی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور چار افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ چاروں ہی مشین گنوں سے مسلح تھے۔ ان میں سے دو ایک سائیڈ پر اور دوسرے دو دروازے کی دوسری سائیڈ پر کھڑے ہو گئے۔ اور پھر ڈک اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک پستہ قد لیکن بھاری جسم کا نوجوان تھا۔ جس کا چہرہ جھنڈر کی طرح سُرخ تھا۔

”ہاں تو میں جو یانا فز واٹر! — تم نے ویجھا کہ ہم نے تمہیں دوبارہ بلوالیا ہے۔“ ٹوک نے آگے بڑھ کر جولیا کے سامنے کھڑے

ہوتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔
”تم نے مجھے نہیں بلکہ اپنی شامت کو بلوالیا ہے سٹر ڈک“
جولیا نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

”یہ تو وقت بتائے گا کہ میں نے کس کو بلوالیا ہے۔ فی الحال تمہیں یہ اطلاع دے دوں کہ تمہارے تین ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ دو تو وہیں ہوٹل میں ہی ہرٹ ہو گئے۔ اور ایک کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کار میں لگے طاقتور بم کی وجہ سے فضا میں ہی ٹکڑے ہو کر بکھر گیا ہے۔ اور یقیناً یہ سیکرٹ سروس کے ممبر ہوں گے۔“ ٹوک نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا۔
وہ واقعی انتہائی ٹھنڈے ذہن کا آدمی تھا۔

”ہو سکتا ہے تمہاری بات درست ہو۔ لیکن نہ ہی میں کسی سیکرٹ سروس کو جانچی ہوں اور نہ ہی وہ میرے ساتھی تھے۔ میں تو صرف کھانے کے چکر میں ان کے ساتھ ہوئی تھی۔“ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

”چلو ایسے ہی سہی۔ لیکن بہر حال تم عمران کی ساتھی ہو۔ اس سے تو تم انکار نہ کرو گی۔ اور عمران کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ لہذا یہ نتیجہ بالکل منطقی ہے کہ تمہارا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہی ہے۔“ ٹوک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میرے خیال میں تمہیں پہلے اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے۔ عمران سے صرف میری دوستی ہے اور بس۔“ باقی رہی سیکرٹ

سروس والی بات — تو میں نے فلموں اور جاسوسی ناولوں میں تو اس کا ذکر پڑھا ہے۔ لیکن مجھ جیسی ایک ملازم پیشہ عورت کو اول تو سیکرٹ سروس میں رکھنے کا کون — اور دوسری بات یہ کہ میں مقامی نہیں ہوں بہر حال غیر ملکی ہوں — اور کم از کم اتنی عقل تو تم میں بھی ہے کہ کوئی ملک اپنی سیکرٹ سروس میں کسی غیر ملکی کو بھرتی نہیں کر سکتا — جو لیا نے بھی اپنے لیے کو ٹھنڈا کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ واقعی! — تمہاری یہ بات قابل غور ہے۔ بہر حال تم جو کچھ بھی ہو۔ میں نے تمہیں دو مقاصد کے لئے اغوا کیا ہے۔ ایک تو میں تمہارے ذریعے عمران کا شکار کھیلنا چاہتا ہوں — اور دوسرا یہ کہ تم میرے بزنس کے لئے اچھا مارگٹ بن سکتی ہو" — ڈک نے کہا۔

"ٹھیک ہے — تمہاری جو مرضی آئے کرو — اس وقت میں بے بس ہوں۔ کیا کر سکتی ہوں" — جو لیا نے سیکھتے لیے کو شکست خوردہ بنا تے ہوئے کہا۔

"بڑی جلدی اختیار ڈال دیتے تم نے — بہر حال تم عورت ہو۔ اس لئے تمہاری مجبوری ہے — سنا میں تمہیں ایک آفر دیتا ہوں۔ اگر تم اسے قبول کر لو گی تو فائدے میں رہو گی" — ڈک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسی آفر" — جو لیا نے چونک کر پوچھا۔
"تم میرا پہلا مقصد پورا کرو تو میں دوسرا مقصد چھوڑ سکتا ہوں۔"

میرے لئے عورتوں کی کمی نہیں ہے — لیکن اگر تم نے پہلے مشن میں تعاون نہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ میں پہلا مشن ڈراپ کر سکے فوراً دوسرے مشن کو شروع کر دوں — تم نے یہ تابوت دیکھ ہی لیا ہو گا — ابھی چند لمحوں میں ہی تم اس تابوت میں مردہ حالت میں بند ہو سکتی ہو — بولو کیا کہتی ہو" — ڈک نے کہا۔
"تم مجھ سے کیا تعاون چاہتے ہو" — جو لیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

عمران کے خفیہ ٹھکانے کو تم بہر حال جانتی ہی ہو گی — اس بات کرو اور جہاں میں کہوں اسے پہنچنے کے لئے کہو۔ تم یہاں رہو گی جب میں عمران کا شکار کر لوں گا تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں یہاں سے زندہ باہر نکال دیا جائے گا" — ڈک نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے — میں تعاون کے لئے تیار ہوں" — جو لیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ! — تم واقعی سمجھا رہی ہو" — اور ویسے بھی تمہاری ان مقامی لوگوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے — بولو! کیسے ٹرین کرو گی عمران کو" — ڈک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"اس کے فلیٹ پر ٹیلیفون کروں گی اور کیا کروں گی" — جو لیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اس کا فلیٹ بند ہے — تالا لگا ہوا ہے۔ اور بتاؤ" — ڈک نے جواب دیا۔

"اوہ! — پھر تو اس کی تلاش مشکل ہے — وہ آوارہ گرد

آدمی ہے۔ نجانے کہاں کہاں دھکے کھاتا پھر رہا ہوگا۔ جولیا نے کہا۔

”تم شاید مجھے یہ قوت سمجھ کر ایسی باتیں کر رہی ہو مس جولیا۔ میں ڈاک میں جنسی تنظیم کا سربراہ ہوں۔ جس کے نام کی دہشت سے ہی بڑے بڑے سیکرٹ ایجنٹ کانپ اٹھتے ہیں۔ اس لئے مجھ سے سیدھی بات کرو۔“ ڈک کا لہجہ یکجہت تلخ ہو گیا۔

”سیدھی بات اور کیا کروں۔ مجھے تباؤ۔ میری تو سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی۔“ جولیا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر تباؤ۔ میں یہ نمبر ملاتا ہوں۔ تم اس سے بات کرو اور اُسے کہو کہ تم فلاں جگہ شدید زخمی حالت میں پڑی ہو۔ عمران کو بھیجا جائے تاکہ تمہاری مدد کرے۔“ ڈک نے کہا۔

”جب میں کہہ چکی ہوں کہ میرا کسی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں تو پھر تم بار بار انکیوں مجھے تنگ کر رہے ہو۔“ جولیا نے کہا۔

”اوہ ہا۔ اچھا تم نہیں بتانا چاہتی تو نہ سہی۔“ ڈک نے کہا اور اس چقدر جیسے چہرے والے نوجوان کی طرف مڑا۔

”بھئی۔“ ڈک نے کہا۔

”لیس باس۔“ چقدر جیسے چہرے والے نے فوراً ہی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس محترمہ سے سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر معلوم کرنا ہے کیا کیا جائے۔“ کوئی آسان سی ترکیب بتانا۔ اسے زیادہ تکلیف

”مہنیں ہونی چاہیے۔“ ڈک نے اپنی عادت کے مطابق انتہائی ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

”باس ہا۔ آنکھ کا آپریشن کیسا رہے گا۔“ بیٹی نے جواب دیا۔

”مہنیں۔“ یہ خوبصورت عورت ہے۔ اس کو ہمیشہ کے لئے داغ لگ جلتے گا۔ کوئی اور ترکیب تباؤ۔“ ڈک نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”پیروں کی انگلیاں ایک ایک کر کے کاٹ دی جائیں۔“ بیٹی نے دوسری ترکیب بتاتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔“ میرے خیال میں یہ ٹھیک رہے گا۔ کٹی ہوئی انگلیاں جرابوں میں چھپ سکتی ہیں۔ ٹھیک ہے۔ چھوٹی انگلی سے شروع ہو جاؤ کیونکہ انگوٹھا کٹنے سے بے چارہ کی چال میں بھی فرق آ سکتا ہے۔“ ڈک نے کہا۔

”لیس باس۔“ بیٹی نے کہا اور پھر جلدی سے کوٹ کی اندر بیٹھ کر ایک آسٹرا نکالا اور اُسے کھول کر وہ اس کی دھار پر انگلی پھیرتا ہوا جولیا کی طرف بڑھنے لگا۔

”اب بھی وقت ہے مس جولیا!۔“ اپنے پیروں کی انگلیاں بچاؤ۔ یہ بیٹی مجھ جیسا رحم دل نہیں ہے۔“ ڈک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں نے سچ سچ بتا دیا ہے اب تمہاری مرضی۔ تم یقین کرو یا نہ کرو۔“ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے

جواب دیا۔
"اور کسے! — بیٹی کام شروع کرو" — ڈک نے پاٹ لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"لیس باس! — ابھی لیجئے — ابھی یہ ٹیپ ریکارڈر کی طرح

آن ہو جائے گی" — بیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا اور بڑے اطمینان
سے جویا کے سامنے زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے بڑی آہستگی
اور اطمینان سے جویا کے پیروں میں پہنا ہوا سینڈل اتارا اور پھر
جواب اتارنے لگا۔ وہ اس طرح کام کر رہا تھا جیسے اسے کسی چیز
کی فکر نہ ہو۔ جویا ہونٹ بھینٹے بیٹھی ہوئی تھی البتہ اس کے چہرے
پر پسینے کے قطرے ضرور آہٹھ رہے تھے۔

"واہ! — بڑے خوبصورت پیر ہیں باس! — انتہائی
خوبصورت پیر ہیں" — بیٹی نے جواب اتارتے ہی چٹخارہ لیتے
ہوئے کہا اور پھر ایک طرف فرش پر رکھا ہوا اُسترا اٹھا کر اس کی
دھار پر انگلی پھرنے لگا۔

"باس! — ایک سی انگلی کاٹنی ہے — یا ایک ہی وار میں
سارا صفایا کر دوں — انتہائی نرم گوشت ہے۔ ایک بتی وار میں
کٹ جائے گا" — بیٹی نے مٹھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلے ایک — پھر دوسری — باری باری — شاید ایک دو
انگلیاں کٹوانے کے بعد اسے سمجھ آجائے" — ڈک نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

"لیس باس" — بیٹی نے اُسترے والا ہاتھ اوپر کواٹھاتے

ہوئے کہا۔

"مٹھرو — رک جاؤ — میں بتاتی ہوں" — یککخت جویا
نے بری طرح وحیختے ہوئے کہا۔ اس کا سولہ جواب دے گیا تھا۔ کیونکہ
وہ لوگ جس اطمینان سے سارا کام کر رہے تھے۔ اس سے ان کی
سفاکی کا بخوبی اندازہ ہوتا تھا۔

"رک جاؤ بیٹی! — بے چاری داغدار ہونے سے پرہیز گئی ہے۔
ڈک نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیٹی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ولے اس کے
چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے کسی بہت بڑے لطف سے
جبرا محروم ہونا پڑ گیا ہو۔

"میں نمبر بتا دیتی ہوں — لیکن بات مجھے ہی کرنی پڑے گی۔
کیونکہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر ہے — اجنبی آواز
سننے سے خود بخود بند ہو جائے گا" — جویا نے زور زور سے
سائس لیتے ہوئے کہا۔

"بیٹی! — ٹیلیفون اٹھا لاؤ اور جو نمبر بتاتے وہ ڈائل کر کے
اس کا رسیور اس کے کان سے لگا دو — اور ساتھ ہی لاؤڈ ٹانک
بھی آن کر دینا تاکہ ہم بھی سنیں کہ سیکرٹ سروس کے ایک نمبر اور
اس کے چیف سے کیا باتیں ہوتی ہیں" — ڈک نے کہا اور بیٹی
نے اُسترا بند کر کے واپس کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور تیزی
سے دروازے کی طرف نکل گیا۔

"سنو جولیانا! — تم نے عمران کو پیغام دینا ہے کہ وہ گردباد کے
پرانے کھنڈرات میں پہنچ جائے — اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے

کسی قسم کا کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو پھر فوری موت تمہارا مقصد بن جائے گی۔ ڈک نے کہا۔

”میں سمجھتی ہوں۔“ جولیا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد بینی واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک وائرلیس فون تھا۔ ظاہر ہے اس کا سلسلہ کسی ٹیلیفون سے وائرلیس کے ذریعے فکس تھا۔

”نمبر بتاؤ۔“ بینی نے جولیا کے قریب رکھتے ہوئے کہا اور جولیا نے اکیٹو کے سپیشل نمبر بتا دیئے۔ یہ نمبر خاص طور پر اسی مقصد کے لئے رکھا گیا تھا کہ اگر کسی مجبوری کے تحت نمبر بتانا پڑ جائے تو پھر یہ سپیشل نمبر بتایا جائے۔ اس نمبر پر فون سے مطلب ہی یہی لیا جاتا تھا کہ مجبوراً نمبر رنگ کیا جا رہا ہے۔ اور اس نمبر کے ساتھ منسلک ٹیپ اور دوسری سائیڈ کے نمبر چکنگ کمپیوٹر مشین تھی اور یہ خود بخود اکیٹو کے اصل نمبر سے اندرونی طور پر کنکٹ ہو جاتا تھا۔

بنی نے جولیا کا بتایا ہوا نمبر پریس کیا اور پھر اسے جولیا کے کان سے لگا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کوئی بٹن دبایا تو کمرے کے ایک کونے سے اونچی آواز میں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ ”ایکٹو۔“ چند لمحوں بعد اکیٹو کی مخصوص آواز جولیا کے کانوں کے ساتھ ساتھ کمرے کے کونے میں گونج اٹھی۔

”جولیا بول رہی ہوں جناب!۔“ عمران کہاں ہے؟“ جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”کیوں؟“ اکیٹو نے مختصر لفظ استعمال کرتے ہوئے کہا۔ ”میں شدید زخمی ہو گئی ہوں۔“ گردباد کے کھنڈرات کے قریب ایک پبلک فون بومٹھ سے بڑی مشکل سے کال کر رہی ہوں میرے بازو اور ٹانگوں کی ہڈیاں مضروب ہیں۔ اس لئے مجھے بڑی مشکل سے گھسٹ کر یہاں تک آنا پڑا ہے۔“ آپ عمران کو گردباد کے کھنڈرات میں بھجوا دیں۔“ میری حالت بچہ خراب ہے۔“ جولیا نے کہا۔

”اوہ!۔“ لیکن یہ ہوا کیسے؟“ اکیٹو کے لہجے میں حیرت تھی۔ ”میں ایک مشکوک آدمی کا تعاقب کرتے ہوئے ادھر گئی تھی کہ کار پر فائرنگ ہوئی اور کار ایک کھائی میں الٹ گئی جس سے مجھے چوٹیں لگ گئی ہیں۔“ جولیا نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔“ میں عمران کو کنکٹ کر کے بھجواتا ہوں۔ وہ آدھے گھنٹے تک پہنچ جائے گا۔ بے فکر رہو اور جو صدمہ رکھو۔“ اکیٹو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بینی نے وائرلیس فون ہٹا کر اسے آف کر دیا۔

”گڈ بینی!۔“ تم ٹاسک کو کہو کہ وہ پوری طرح ہوشیار ہو جائے اور جیسے ہی عمران وہاں پہنچے۔ اس پر طاقتور گردباد فائر کیا جائے تاکہ وہ بچ کر نہ جاسکے۔ اور تم خود جا کر چیک کرو کہ یہ فون کہاں ہے تاکہ وہاں بھرپور ریڈ کی تیاری کی جاسکے۔“ ڈک نے مسکراتے ہوئے بینی کو ہدایات دیں۔

”بس باس۔“ بینی نے جواب دیا اور تیزی سے دروازے

کی طرف مڑ گیا۔

”میں جو لیا ہاں!۔ چونکہ تم نے مجھ سے تعاون کیا ہے اس لئے میں تمہیں چار گھنٹوں کی مزید مہلت دیتا ہوں۔ اگر چاہو گھنٹوں کے اندر عمران کا خاتمہ ہو گیا تو تمہیں آزاد کر دیا جائے گا۔ ورنہ پھر میں دوسرے مشن پر عمل درآمد شروع کر دوں گا۔“ ڈک نے کہا اور پھر باقی ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے وہ بھی واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ باقی مسلح افراد بھی اس کے پیچھے کمرے سے نکل گئے اور دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی جو لیا نے ایک طویل سانس لیا۔ لوہے کے کڑوں نے اُسے واقعی بے بس کر دیا تھا اور فوری طور پر اپنے آپ کو بچانے کے لئے اُسے سپیشل نمبر تیار پڑا۔ لیکن اُسے یہ خیال نہ تھا کہ یہ لوگ ڈائریکٹ فون کی بجائے وائرلیس فون استعمال کریں گے۔ ظاہر ہے وائرلیس فون کی پہنچ خاصی بڑی ہو گی۔ اگرچہ اُسے ایکٹو جو جگہ اس فون کی ٹرلیں کرے گا۔ وہ کم از کم یہ جگہ نہ ہو گی اور اس جگہ چھاپہ پڑے۔ تھے ہی یہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو لیا نے ان سے ڈانچ کیا ہے۔ اور پھر اس کی موت یقینی تھی اس لئے اُسے فوری طور پر اپنی رہائی کے لئے کچھ کرنا پڑے گا۔ لیکن کمرے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور موقع یہی تھا۔ کچھ دیر بیٹھی سوچتی رہی۔ اور پھر اس نے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف دھکیلنا شروع کیا۔ تاکہ کرسی کو نیچے گرا سکے۔ لیکن دوسرے اُسے یہ محسوس کر کے بڑی بالوسی ہوئی کہ کرسی کے پائے فرش کے

مڑے ہوئے تھے۔ اُسے یہ تو معلوم تھا کہ ان کڑوں کا سسٹم کرسی کے پیچھے پائے کے ساتھ ہو گا۔ لیکن وہاں تک نہ ہی اس کا ہاتھ جاسکتا تھا اور نہ پیر۔

وہ ایک بار پھر سوچنے لگی کہ آخر وہ کیا کرے۔ اسے کچھ نہ کچھ تو حال کرنا چاہیے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ دروازہ ایک بار کھلا اور اس بار یعنی اکیلا ہی اندر داخل ہوا۔ اور اسے دیکھتے ہی جو لیا سمجھ گئی کہ وہ اچھی نیت سے نہیں آیا۔ اس کی آنکھوں سے شیطانی جھلک رہی تھی۔

”سنو میں جو لیا ہاں!۔ میں نے تمہارے پیر بہت قریب سے دیکھے ہیں۔ اور اگر میں اتنے قریب سے تمہارے پیر نہ دیکھتا تو شاید میرے جذبات میں اس قدر تیزی پیدا نہ ہوتی۔ لیکن کسی خوبصورت عورت کے خوبصورت پیر میری کمزوری ہیں ویسے میں بے باس سے اجازت لے لی ہے اور باس نے مجھے کہہ دیا ہے کہ میں ان چار گھنٹوں میں اپنے جذبات کی تسکین کر سکتا ہوں۔ کیونکہ تم بھی ہو۔ اب تم زندہ تو رہ نہیں سکتیں۔ لیکن اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ باس سے درخواست کر کے ہماری جان بچوا دوں گا۔“ باس میری بات نہیں ٹالتا۔ میں اس کا پیر تو ہوں۔ اور اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر میں نہ بردستی کروں۔“ یعنی نے جو لیا کے سامنے آکر تیز بے میں کہا اس کا چہندہ طرح سُرخ چہرہ جذبات کی شدت سے اور زیادہ سُرخ ہو رہا تھا۔ تمہارا شکریہ مٹ رہی!۔ میں کوئی اتنی پار ساعت نہیں

ہوں۔ ویسے بھی میں مغربی لڑکی ہوں۔ میں تم سے مکمل تعاون کے لئے تیار ہوں اور آئندہ بھی کرتی رہوں گی۔ شرط صرف اتنی ہے کہ تم وعدہ کرو کہ مجھے مرنے سے بچا لو گے۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا کی بات سن کر بینی کا چہرہ ہلکھٹ کھل اٹھا۔

"اوہ بالکل وعدہ۔ پکا وعدہ۔ اور یہ بینی کا وعدہ ہے تم قطعی نے فکر نہ ہو۔" بینی نے چمکتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے۔" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بینی نے کرسی کی پشت پر جا کر زور سے پیر مارا۔ کھٹک کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی جولیا کے بازو اور پیر آزاد ہو گئے۔ جولیا اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ اس نے بڑے اطمینان سے اپنی کلاسیاں مسلنی شروع کر دیں۔

"دیکھو! کوئی شرارت کرنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ۔"

بینی نے ہلکھٹ تیز لہجے میں کہا اور جولیا اس کی طرف مسکراتی ہوئی مڑی۔

"کم از کم تم سے کوئی شرارت نہیں کروں گی۔" جولیا نے کہا۔

ویسے اس نے دیکھ لیا تھا کہ بینی نے ریو الور کال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔

"اسی طرح فائدے میں رہو گی۔ چلو میں تمہیں بیڈ روم میں لے جاؤں۔" بینی نے کہا۔

میرے پیر بندھے بندھے سن ہو گئے ہیں۔ میں انہیں مسل توں اور جراب اور جوتی بھی پہن لوں۔ پھر چلتی ہوں۔" جولیا نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے جھک کر جراب اٹھائی اور اپنے ہنگے پیر میں پہننی شروع کر دی۔ بینی اسی طرح ریو الور لئے سائیڈ

میں کھڑا رہا۔

جواب پہننے کے بعد جولیا نے بڑے اطمینان سے سینڈل پہننا شروع کر دیا۔ اور اس کے بعد اس نے اپنی پنڈلی کو ذرا سا مسلا۔

"اب چلو بھی سہی۔" بینی نے جذبات بھرے لہجے میں کہا۔

"چلو۔" جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے بینی بری طرح چنچیا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ ریو الور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ اور پھر جولیا نے ریو الور کی طرف پھلانگ لگا دی۔

نیچے گرتے ہی بینی بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے اتنی ہی تیزی سے جیب سے استرا نکالا۔ لیکن جولیا اس سے زیادہ تیز نکلی۔ جیسے ہی استرا باہر آیا جولیا نے ریو الور اٹھا کر مڑتے ہی فائر کر دیا اور گولی بینی کے اسی ہاتھ پر پڑی جس میں استرا تھا۔ اور بینی کی طرح چنچیا ہوا ہاتھ جھٹکنے لگا۔ استرا اس کے ہاتھ سے نکل کر دور کونے میں جا گرا۔ جولیا نے دوسرا فائر کیا اور اس بار بینی کسی شکار کرنے والے خرگوش کی طرح اچھل کر فرش پر جا گرا۔ گولی اس کی ران میں لگی تھی۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھمکے سے کھلا۔ لیکن جولیا نے ایک بار پھر ریو الور دبا یا اور دروازے میں نمودار ہونے والا مشین گن بردار چنچیا ہوا پشت کے بل باہر فرش پر گرا۔ گولی اس کے سینے میں پڑی تھی اور وہ دروازے میں ہی الٹ گیا تھا۔

جولیا نے اس کے گرتے ہی دوڑ لگائی اور پک جھپکنے میں اس

دیا تاکہ مزید خون ضائع نہ ہو۔ اور پھر اس نے بیٹی کو اٹھا کر اسی کرسی پر بٹھا دیا جس پر پہلے وہ خود بیٹھی تھی۔ اس نے اس کے بازو اور پیروں کو ان کڑوں میں جکڑا اور پھر مشین گن ایک طرف رکھ کر وہ دوڑتی ہوئی اس کونے کی طرف گئی جہاں بیٹی کا تیز دھار اُسترا پڑا ہوا تھا۔ اُسترا ہاتھ میں لے کر وہ واپس آئی اور پھر باتیں ہاتھ میں اُسترا پکڑ کر اس نے پوری قوت سے دائیں ہاتھ سے بیٹی کے چہرے پر پتھر مارنے شروع کر دیئے۔ پھر پورے گلوں کی آوازوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ چوتھے پتھر پر بیٹی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس کے منہ سے چیخ نکلی۔

ہاں تو مٹر بیٹی! — اب تمہارے جذبات کا کیا حال ہے؟
بریا نے کاٹ کھانے والے لمبے میں کہا۔
تنت — تم — تم بے حد عیار اور کمینہ عورت ہو — مجھے
یہ تصور بھی نہ تھا کہ تم اس طرح جھکے جھکے مجھ پر حملہ کروں گی۔

بیٹی نے بھٹنے بھٹنے لمبے میں کہا۔
میری کمینہ گی تو اب تم پر عیاں ہوگی مٹر بیٹی! — جولیا نے
ہا اور دوسرے لمحے اس نے دائیں ہاتھ میں اُسترا پکڑا اور پھر اس
ہاتھ سجلی کی کسی تیزی سے حرکت میں آیا اور کمرہ بیٹی کے حلق
سے نکلنے والی خوفناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کی آدھی ناک کٹ
ر اس کی جھولی میں جا گری تھی۔

جولیا کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور بیٹی کے حلق سے
ایک اور مہیا تک چیخ نکلی۔ اب اس کا ایک کان کٹ گیا تھا۔

نے وہ مشین گن اٹھالی جو آنے والے کے ہاتھ سے نکل کر دروازے کے
اندر گر گئی تھی۔ دروازے میں گرنے والا ابھی تک چھٹک رہا تھا۔
جولیا نے مشین گن اٹھاتے ہی اس تڑپتے ہوئے آدمی پر ناکر کھول
دیا اور اس کا جسم گولیاں کھا کر اس طرح اچھلا جیسے بریت میں بھٹتے
وقت مکتی کے دانے اچھلتے ہیں اور پھر ساکت ہو گیا۔

جولیا تیزی سے مڑی۔ بیٹی اب پھر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔
اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ اور چہرہ بُری طرح مسخ ہو گیا تھا۔
اس کے پاس شاید اور اس کے منہ سے خون فوارے کی طرح
اُبل رہا تھا۔ جولیا نے اس کی حالت دیکھی تو اس نے مشین گن کو
اچھال کر مال سے پکڑا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے اس
کے سر پر پوری قوت سے مشین گن کا دستہ رسید کر دیا۔ اور بیٹی چیخا
ہوا فرسٹن پر گرا۔ جولیا نے جھک کر ایک اور ضرب لگائی تو بیٹی تڑپنا
ہوا ساکت ہو گیا۔

جولیا تیزی سے مڑی اور پھر دوڑتی ہوئی دروازے میں مشین گن
والے کی پڑی ہوئی لاش چھانگتی ہوئی باہر نکل آئی۔ یہ ایک چھوٹی سی
کوٹھی تھی۔ جس کے پورچ میں صرف ایک کار کھڑی تھی۔ اور وہاں
کوئی آدمی نہ تھا۔ بیٹی شاید اسی کار میں آیا تھا اور یہاں سولتے اس
مشین گن بردار کے اور کوئی آدمی نہ تھا۔

جولیا واپس اسی کمرے میں گئی تو بیٹی اسی طرح بیہوش پڑا تھا
اور اس کی ران سے خون کل نکل کر ادھر ادھر پھیل گیا تھا۔ جولیا نے
اس کی قمیض اتاری اور اسے ران کے زخم پر اچھی طرح کس کر باندھ

"اب تمہاری انگلیوں کی باری آئے گی بیٹی"۔ جولی نے غراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس کا بازو اٹھا اور اس بار بیٹی پر چغ مار کر لے ہو ش ہو گیا۔ جولی کے ایک ہی وار سے بیٹی کے ہاتھ کی چار انگلیاں کٹ کر نیچے جا گری تھیں۔

بیٹی کے بہوش ہونے ہی جولی نے اس کے بازو پر اُترے کا کٹ لگایا تو بیٹی کا جسم بُری طرح جھٹکے کھانے لگا اور اس کی آنکھیں ایک بار پھر کھل گئیں۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بُری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

"مار ڈالو مجھے۔ مار ڈالو"۔ بیٹی نے چیختے ہوئے کہا۔ ابھی سے۔ اتنی جلدی۔ ابھی تو میں نے تمہارے جذبات ٹھنڈے کرنے میں۔ ابھی تو میں نے تمہارے جسم کی ایک انگلی بوٹی کاٹنی ہے۔ جولی نے پھر سے ہونٹے لہجے میں کہا۔ اس پر واقعی جنون کی سی حالت طاری تھی۔

جولی کا ہاتھ ایک بار پھر اٹھا تو اُسے اپنے پیچھے کھٹکا سا محسوس ہوا اور جولی نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر ہاتھ میں پکڑا ہوا اُسترا پھینک دیا۔

دوسرے لمحے دروازے پر ایک زوردار چیخ اُبھری اور ایک آدمی پہلی لاش پر گر گیا۔ اُسترا ٹھیک اس کی گردن پر پڑا تھا اور اس کی آدھی سے زیادہ گردن کٹ گئی تھی۔ اس کے ہاتھ سے ریوالتور نکل کر ایک طرف جا گرا تھا۔ جولی تیزی سے اس کی طرف لپکی لیکن وہ آدمی ایڑیاں رگڑتا ہوا ختم ہو گیا۔ جولی نے جھک کر ایک سائیڈ میں پڑا ہوا

ریوالتور اٹھایا اور پھر وہ راہداری میں دوڑتی ہوئی باہر کی طرف لپکی۔ اسے اس آدمی کی آمد پر حیرت تھی۔ حالانکہ پہلے اس کا خیال تھا کہ کوٹھی خالی ہے۔ پھر یہ آدمی کہاں سے آ گیا۔ اور اگر عمران کی دی ہوئی تربیت نہ ہوتی تو وہ کبھی بھی اس طرح گھوم کر اُترے سے اس کی گردن نہ کاٹ سکتی۔ اور ظاہر ہے اس کا انجام یہی ہونا تھا کہ وہ پشت پر گولی کھا کر ختم ہو جاتی۔

باہر برآمدہ خالی تھا۔ وہ برآمدے سے ہوتی ہوئی دوسرے کمرے میں گھس گئی۔ اب اس نے پوری کوٹھی کی تلاشی لینے کا پروگرام بنالیا تھا۔ مختلف کمروں میں گھومنے کے بعد وہ دوسری منزل کی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی یہی تھی کہ اُسے خیال آیا کہ وہ عقب تو جیک کے چنانچہ وہ برآمدے سے اتر کر عقبی باغ کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ لیکن عقبی باغ خالی پڑا ہوا تھا۔ وہ چند لمحے دیکھتی رہی پھر واپس پلٹ آئی۔ اس نے یہی سمجھا کہ یہ آدمی کسی کمرے میں سویا پڑا ہوگا اور بیٹی کی چیخیں سن کر اُٹھ کر آ گیا ہوگا۔ اور اب اور کوئی آدمی وہاں موجود نہ ہے۔ اس کے دماغ پر بیٹی کے متعلق وحشت ابھی تک سوار تھی۔ اس لئے وہ دوبارہ واپس اسی کمرے کی طرف دوڑی۔ لیکن جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ اور وہ لے اختیار کڑکھڑاسی گئی۔ اگر وہ فوراً ہی دروازے کا سہارا نہ لے لیتی تو یقیناً فرش پر گر پڑتی۔ کیونکہ بیٹی والی کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس کا میٹنرزم بند ہو چکا تھا اور بیٹی غائب تھا۔ جولی کے ذہن میں مہو سچال سا آ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ

اچانک بینی کہاں غائب ہو گیا۔ کرسی کا میکنم کیسے کھلا۔ اور جب کوٹھی میں اور کوئی آدمی بھی موجود نہ ہے تو پھر آخر یہ بینی کہاں گیا۔ وہ چند لمحے تو آنکھیں پھاڑے خالی کرسی کو دیکھتی رہی اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے کرسی کو زور زور سے ہلانا شروع کر دیا۔ اُسے خیال آیا تھا کہ شاید بینی کسی وجہ سے فرش میں غائب نہ ہو گیا ہو۔ لیکن کرسی کے نیچے فرش مٹوس تھا اور کرسی کے پلے اسی طرح فرش میں گڑے ہوئے تھے۔ اس نے ایک طویل سانس لیا۔ اور بے اختیار سر کو جھکنے لگی۔

”سیکڑ ایجنٹ کا جذباتی ہو جانا اس کی سب سے بڑی خامی ہوتا ہے۔“ اچانک دروازے سے ایکٹو کی آواز ابھری اور جولیا نے اختیار اچھل پڑی۔ ایک بار پھر اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے آخری حدوں تک پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ سامنے دروازے پر ایکٹو نقاب پہنے بذات خود موجود تھا۔

”سس۔۔۔ سس۔۔۔ سر آپ!۔۔۔ وہ۔۔۔ بی۔۔۔ بینی غائب ہو گیا ہے۔“ جولیا نے بڑی طرح لڑکھڑاتے ہوئے ہلچے میں کہا۔

اپنے آپ کو سنبھالو جولیا!۔۔۔ ورنہ ایسی سزاؤں کا کہ۔۔۔ ایکٹو کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔ اور جولیا کانپ کر سیدھی ہو گئی۔

”لیس سر۔۔۔ لیس سر۔“ جولیا نے اپنے آپ پر جبراً کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

”تمہیں بینی پر اس طرح وحیانہ انداز میں صرف انتقامی حملے کرنے

کی بجائے اس سے ڈک کے اوڑے کے متعلق پوچھنا چاہیے تھا۔“ ایکٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

ادہ!۔۔۔ سو ری سرا!۔۔۔ دراصل میں۔۔۔ میں۔۔۔ جولیا سے کوئی جواب نہ بن سکا تو اس نے سر جھکا لیا۔

”میں تمہارے جذبات سمجھتا ہوں۔۔۔ بینی کو ایسی ہی سزا ملنی چاہیے۔ لیکن میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ سیکڑ ایجنٹ کو ہر حالت میں جذبات سے بچنا چاہیے۔ ویسے تم نے اس حملہ آور پر جس طرح گھوم کر اُسترے سے کامیاب حملہ کیا ہے تمہارا وہ ایکشن مجھے پسند آیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں معافی کی مستحق سمجھتا ہوں۔ ورنہ تمہاری اس جذباتیت کی تمہیں عبرتناک سزا ملتی۔“ ایکٹو نے ساٹ لہجے میں کہا۔

”شش۔۔۔ شش۔۔۔ شکریہ سرا!۔۔۔ مگر وہ بینی۔۔۔“ جولیا نے ایک بار پھر خالی کرسی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ دانش منزل پہنچ چکا ہے۔۔۔ تمہارا فون ملنے پر میں نے جب کال ٹر لیں کی تو وہ ٹلحقہ کوٹھی کی تھی جو خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس وقت بینی کا ر میں اندر آیا تھا تو میں سمجھ گیا کہ وائر لیس فون کے ذریعے یہاں سے کال کی گئی ہے۔ کیونکہ جس کار میں بینی آیا تھا اس کار کی پہلے ہی نگرانی ہو رہی تھی۔ جب میں اندر آیا تو اس وقت تم بینی پر حملہ کر چکی تھی۔ میں اس لئے خاموش رہا کہ میں تمہارا جوابی رد عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ اگر تم اس آنے والے پر حملہ نہ کر لیتی تو یقیناً وہ ریو اور کا ٹریگر دبانے سے پہلے ہی میری گولی کا شکار

ہو چکا ہوتا۔ بہر حال تمہارے جذباتی پن کی وجہ سے میں نے مناسب سمجھا کہ خاور کے ذریعے بینی کو دانشس منزل بھجوا دیا جائے۔ ورنہ جس قدر خون اس کا نکل رہا تھا وہ مزید پوچھ گچھ سے پہلے ہی ختم ہو جاتا۔ اکیٹھونے اس بار نرم ہجے میں کہا۔

"خاور! — اوہ مگر سہرا — آپ اور خاور — میں نے تو سر کسی کو نہیں دیکھا — پھر —؟ جولیا نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں اوپر والی منزل پر تھا اور روشندان سے تمہاری ساری کارروائی دیکھ رہا تھا۔ جب کہ خاور بیٹھیوں میں تھا۔ اور جب تم کمروں کی تلاشی لیتی پھر رہی تھی تو خاور بینی کو لے کر ساتھ والی کوٹھی میں پہنچ چکا تھا۔ درمیانی دیوار میں ایک جگہ گنجان بیل پھیلی ہوئی ہے اور اس بیل کے پیچھے خلا ہے اور یہ خلا ہی ان دونوں کو ٹھیکوں کا درمیانی خفیہ راستہ ہے۔ آؤ میرے پیچھے۔" اکیٹھونے اس کی حیرت دور کرتے ہوئے تفصیل سے بتایا اور پھر واپس مڑ گیا۔ جولیا اس کے پیچھے چل پڑی۔ اس کا سر تو جھکا ہوا تھا لیکن وہ بار بار سر اٹھا کر اپنے آئیڈل اکیٹھون کو آگے جاتا ہوا دیکھ لیتی لیکن پھر جلدی سے سر جھکا لیتی کیونکہ اسے یقین تھا کہ انجیٹو باوجود اس کی طرف پشت ہونے کے اس کی ساری حرکتیں دیکھ رہا ہوگا۔ اسے اکیٹھون پر کچھ ایسا ہی یقین تھا۔

دیکھ رہا ہوگا۔ اسے اکیٹھون پر کچھ ایسا ہی یقین تھا۔ سائیڈ کوٹھی میں پہنچ کر اکیٹھون نے جولیا کو مچانک کے قریب کھڑی سیاہ رنگ کی بڑی سی کار چلانے کے لئے کہا اور خود اسی کار

کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جولیا نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ ڈرائیونگ سیٹ اور پچھلی سیٹ کے درمیان سیاہ رنگ کا ایک شیشہ لگا ہوا تھا اور کار کے عقبی حصے کے سارے شیشے بھی سیاہ رنگ کے تھے۔

یہ اکیٹھون کی سرکاری گاڑی تھی جس میں وہ صدارتی میٹنگ وغیرہ اٹنڈ کرنے جایا کرتا تھا۔ دانش منزل چلو۔ اکیٹھون کی آواز کار کے ڈیش بورڈ سے جولیا کو سنائی دی۔

"لیں سر۔" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر کار آگے بڑھا دی۔

کوٹھی سے نکل کر جولیا نے پہلے تو ادھر ادھر دیکھا۔ کیونکہ اسے تو علم ہی نہ تھا کہ وہ کس جگہ ہے۔ وہ تو بے ہوشی کے عالم میں یہاں پہنچی تھی۔ لیکن سائیڈ پر موجود ایک سینما ہاؤس دیکھتے ہی وہ سمجھ گئی کہ وہ گرین ایریا میں ہے۔ چنانچہ اس نے کار دائیں طرف موڑ دی۔

"بب۔ بب۔ باس! — وہ صفدر اور کیپٹن شکیل کا کیا حال ہے؟" جولیا نے کار چلاتے ہوئے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"وہ دونوں ہسپتال میں ہیں۔ ان کے سینے میں گولیاں لگی تھیں۔" تنویر نے ان دونوں کو فوراً ہسپتال پہنچا دیا تھا۔ اس لئے وہ بچ گئے ہیں۔ عمران بھی شدید زخمی ہے۔ اسے کار

گردباد کے کھنڈرات بہت وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے تھے یہ کھنڈرات شہر سے تقریباً چالیس کلومیٹر دور ویران پہاڑیوں کے درمیان واقع تھے یہ کھنڈرات اس قدر ویران اور خوفناک تھے کہ سیاح انہیں دیکھنے میں دلچسپی رکھنے کی بجائے اس طرف جانے سے ہی گھبراتے تھے اور ان کھنڈرات کی ایک خاص بات یہ تھی کہ یہاں قدرتی طور پر ہوا کا دباؤ ایسا رہتا تھا کہ خوفناک گردباد اٹھتے رہتے تھے اور یہ گردباد اس قدر تیز اور طاقتور ہوتے تھے کہ ان کی لپیٹ میں اگر انسان تو کچا کار بھی آجاتی تو وہ اسے بھی اڑا کر کسی کئی فٹ بلندی تک لے جاتے اور پھر جب وہ نیچے گرتی تو ظاہر ہے اس کا انجیر بخر ڈھیلہ ہو جانا تھا۔ اس لئے ان کھنڈرات کو گردباد کے کھنڈرات کہتے تھے اور دارالحکومت کے عوام میں عام طور پر یہ مشہور تھا کہ یہ کھنڈرات جنوں کی کسی بستی کے ہیں اور یہاں جانے والا زندہ بچ کر نہیں آسکتا۔ محکمہ آثار قدیم نے بھی

میں بم رکھ کر زخمی کیا گیا ہے۔ لنگھانی کی کار کا ٹائر گولیوں سے برسٹ کر دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ تعاقب نہ کر سکا۔ تمہارا فون ملنے پر میں نے خاور کو چکنگ کے لئے بھیجا۔ اور پھر اس کی اطلاع پر کہ جس منبر کو چیک کیا گیا ہے وہ کو بھی خالی ہے، مجھے خود آنا پڑا کیونکہ مجھے تمہاری جان خطرے میں محسوس ہو رہی تھی۔ ایکسٹو کی آواز ڈکٹش بورڈ سے ابھری اور جولیا کا سر عقیدت سے جھک گیا۔ گو ایکسٹو کس قدر بھی سخت اور سرد مزاج ہے لیکن جیسے ہی اسے جولیا کی جان خطرے میں محسوس ہوئی وہ خود پہنچ گیا۔ یہی بات جولیا کا سر جھکانے کے لئے کافی تھی۔ کار تیزی سے وائٹس منزل کی طرف دوڑی جا رہی تھی اور جولیا سوچ رہی تھی کہ جس ٹیم کا باس ایکسٹو ہو اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔

یہاں بس اتنی ہی دلچسپی لی تھی کہ ایک بورڈ لگا دیا تھا جس پر واضح الفاظ میں لکھا تھا کہ گردباد کی وجہ سے اگر کسی کو کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچے گا تو اس کی ذمہ داری حکومت پر نہ ہوگی۔ البتہ وہاں مچنس جانے والوں کی امداد کے لئے ایک پبلک بوتھ ضرور بنا دیا گیا تھا۔ یہ پبلک فون بوتھ کھنڈرات سے کافی ہٹ کر ایک پہاڑی چٹان کی آڑ میں بنایا گیا تھا تاکہ گردباد اسے نقصان نہ پہنچا سکیں۔

کھنڈرات کے نیچے بڑے بڑے لے شمار ایسے تہہ خانے موجود تھے جہاں تک جانے کا راستہ ہی نہ ملتا تھا۔

اس وقت بھی ان کھنڈرات کے ایک حصے کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانے کے اندر ایک عجیب و غریب ساخت کی مشین نصب تھی اور تہہ خانے میں عجیب سی ناگوار بو پھیلی ہوئی تھی۔ تہہ خانے میں پانچ افراد موجود تھے۔ ان سب نے باقاعدہ گیس ماسک پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے چار تو مشین کے مختلف حصوں کے سامنے کھڑے اُسے آپریٹ کرنے میں مصروف تھے جبکہ ایک آدمی ایک سائیڈ پر موجود میز کے پیچھے رکھی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین تھی جس کے اوپر والے حصے میں ایک قطار کی صورت میں تقریباً چھ چھوٹی سکرینیں نصب تھیں ان میں سے دو سکرینیں روشن تھیں جن میں سے ایک میں دو افراد گیس ماسک پہنے بڑے بڑے ڈرموں میں سے کوئی دانہ دار چیز فرش میں نصب ایک بڑی سی کیف میں ڈال رہے تھے۔ جبکہ تین افراد ذرا سا ہٹ کر ایک اور بڑے سے شیشے کے جار میں کالے رنگ کا سیال مسلسل

انڈیلتے چلے جا رہے تھے۔ جب کہ دوسری سکرین پر ایک اور کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا جن میں چار افراد اسی طرح گیس ماسک پہنے ہوئے ایک بڑی مشین کے سامنے کھڑے تھے۔ اس مشین کا ایک سرانسیجے فرش پر نصب تھا۔ اور اس کے دوسرا چھت تک بلند تھا۔ اس مشین میں سے مسلسل کیسپول نکل نکل کر ایک چھوٹی سی ڈبیہ میں خود بخود پک ہو رہے تھے اور اس ڈبیہ کے اوپر لیبل لگتا اور پھر یہ ڈبیہ مزید پک ہو کر اور ڈبیوں کے ساتھ مل کر ایک گتے کے ڈبے میں بند ہوئی اور باہر آجاتی۔ اس طرح مال مسلسل پک ہو رہا تھا اس ڈبیہ پر کسی دوا کا لیبل لگا ہوا تھا اور کمپنی کا نام وغیرہ بھی لکھا ہوا تھا۔

کرسی پر بیٹھا آدمی مسلسل ان سکرینوں پر نظر رکھے ہوئے تھا کہ اچانک مشین کے ایک کونے سے ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں اور اس آدمی نے چونک کر مشین کا ایک بٹن دبایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ماسک کی سائیڈ پر موجود ایک چھوٹے سے بٹن کو بھی پریس کر دیا۔

”لیس ٹاسک انڈنگ۔ اوور“ — وہ آدمی ماسک کے اندر سے بولا لیکن اس کی آواز مشین کے ایک خانے سے برآمد ہوئی۔

”کینی کا لنگ یو۔ اوور“ — دوسرے خانے سے آواز نکلی۔

”لیس سکیٹڈ باس۔ اوور“ — ٹاسک نے جواب دیا اس بار اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔

”ہام کیسا جار ہا ہے۔ اوور“ — کینی نے پوچھا۔

”ویری او۔ کے سرا — سپیشل سپلائی مکمل ہونے کے قریب ہے سر — اوور“ — ٹاسک نے جواب دیا۔

"او۔ کے! — اب ایک خصوصی ہدایت سن لو — چیف باس نے ایک انتہائی خطرناک آدمی علی عمران کو ٹریپ کرنے کے لئے گردباد کے کھنڈرات کی طرف بلایا ہے — وہ اپنی ایک ساتھی عورت کو جو شدید زخمی ظاہر کی گئی ہے۔ لینے کے لئے آرہا ہے۔ یقیناً وہ کسی کار میں ہوگا — مقامی آدمی سے وہ — لیکن انتہائی عیار — خطرناک — اور بے حد ذہین آدمی ہے۔ وہ یہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ جسے ہی وہ شخص کھنڈرات کے قریب پہنچے — تم نے انتہائی طاقت ور گردباد فائر کر کے اس کا مکمل خاتمہ کر دینا ہے۔ ہر صورت میں اس کا خاتمہ ہونا چاہیے اور کسی قیمت پر بھی وہ بچ کر نہ جائے۔ سمجھ گئے اور —" کینی نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیس باس! — حکم کی تعمیل ہوگی — میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں — اسے ہٹل سے اغوا کرنے والوں کا انچارج میں ہی تھا۔ اور —" ٹاسک نے جواب دیا۔

"او۔ کے! — کام انتہائی احتیاط اور ہوشیاری سے ہونا چاہیے — ذرا سی کوتاہی برداشت نہیں کی جاتے گی — اور جب عمران کا خاتمہ ہو جائے تو تم نے خصوصی فریکوئنسی پر چیف باس کو اطلاع دینی ہے — چیف باس چیکنگ کے لئے خود آئے گا۔ اور —" کینی نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! — آپ بے فکر رہیں — میں فائرنگ سیکشن کو پوری طرح الرٹ کر دیتا ہوں اور انہیں عمران کا حلیہ اور

قد و قامت بھی یادوں گا۔ وہ اسے کسی صورت بھی جانے نہ دیں گے۔ اور —" ٹاسک نے جواب دیا۔

"ہاں! — ہر صورت میں اس کا خاتمہ ہونا چاہیے — تم ایسا کرو کہ فائرنگ سیکشن والوں کو احکامات دے دو کہ وہ تمام گردباد پوائنٹ آن کر دیں تاکہ اس شخص کی واپسی کسی صورت بھی ممکن نہ ہو سکے۔ اور —" کینی نے کہا۔

"لیس باس! — میں ابھی احکامات دے دیتا ہوں۔ اور —" ٹاسک نے جواب دیا۔

"او۔ کے! — اور اینڈ آل —" کینی کی آواز سنائی دی۔ اور ٹاسک پہنچے ہوئے ٹاسک نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن آن کر دیا اور ہاتھ ہی ایک اور بٹن آن کر دیا۔

اس بٹن کے آن ہوتے ہی مشین کے ایک کونے میں موجود ایک مکین روشن ہو گئی۔ سکریں پر ایک نوجوان کی تصویر ابھری۔

"لیس باس! — شارٹی اسٹنڈنگ یو —" نوجوان کے لب ہلے اور مشین سے آواز نکلی۔

"شارٹی! — ابھی ابھی نمبر ٹو باس کی سپیشل کال آئی ہے۔ ایک انتہائی خطرناک آدمی کھنڈرات کی طرف آرہا ہے — اس آدمی انتہائی طاقتور گردباد فائر کرنا ہے — تمام پوائنٹس آن کر دو۔ پوری طرح الرٹ ہو جاؤ — اس آدمی کو کسی صورت بھی زندہ نہ کر نہیں جانا چاہیے — کسی بھی صورت میں —" ٹاسک نے کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کا حلیہ اور قد و قامت بھی تفصیل

سے شادی کو تادیا۔
 "کیا وہ اکیلا ہو گا باس" — شادی نے پوچھا۔
 "ہاں! — اطلاع تو یہی ہے۔ یقین ہو سکتا ہے کہ ان کی تعداد
 زیادہ ہو۔ — بہر حال وہ اکیلا ہو یا پورا گینگ — ان کی موت
 لازمی ہے۔ — چیف باس خود آکر چیک کرے گا۔ — کسی
 قسم کی کوتاہی ناقابل معافی ہوگی" — ٹاسک نے کہا۔
 "اٹھیک ہے باس! — وہ سچ کرنے جا سکیں گے۔ — شادی

نے کہا۔
 "ٹارگٹ کے سامنے آتے ہی وہی سکریں آن کر دینا تاکہ میں خود
 اس مشن کی نگرانی کر سکوں" — ٹاسک نے کہا۔
 "لیس باس" — شادی نے کہا اور ٹاسک نے ہٹن آف کر دیا
 اور ایک بار پھر اس کی نظریں پہلے والی سکریں پر جم گئیں۔

تنویر کا چلاتا ہوا ہسپتال سے نکل کر واپس اپنے فلیٹ کی
 طرف جارہا تھا کہ ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔
 تنویر نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور ڈش میٹر کا بٹن آن کر دیا۔
 "ایکسٹو" — ڈیش بورڈ سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔
 "لیس سر! — تنویر بول رہا ہوں۔ اوور" — تنویر نے مودبانہ
 لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور" — ایکسٹو نے پوچھا۔
 "ہاں! — میں ہسپتال سے اپنے فلیٹ کی طرف جارہا ہوں۔
 کیونکہ اب صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی حالت سنبھل گئی ہے۔
 عمران بھی ہوش میں آ گیا ہے۔ اوور" — تنویر نے باقاعدہ رپورٹ
 دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے — مختصر جواب دیا کرو — میرا پس اتنا وقت

مہنیں ہوتا کہ روپے نہیں سنا رہوں۔" اکیسٹون کا لہجہ سیکھت سر دھو گیا۔
 "لیس باس! — سو ری سر۔ اور۔" — تنویر نے سہمے ہوئے
 لہجے میں جواب دیا۔

"سنو! — مجرموں نے عمران کو ٹریپ کرنے کے لئے گرد باد کے
 کھنڈرات کی طرف جویا کے ذریعے مجھے کال کر کے بلوایا ہے۔ تم
 ایسا کرو کہ صدیقی کو پک کر واد اور اسے ساتھ لے کر گرد باد کے کھنڈرات
 کی طرف جاؤ۔ صدیقی کو کہنا کہ وہ عمران کا میک آپ کرے۔ کیونکہ
 اس کا قد و قامت عمران جیسا ہے۔ اسلحہ اپنے پاس رکھنا۔
 میرا خیال ہے کہ وہاں مجرموں کا پاس موجود ہوگا اور ان کا شن عمران
 کا خاتمہ ہے۔ لیکن تم لوگوں کے بھیننے کا مطلب یہ ہے کہ تم
 وہاں پر موجود افراد کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے انچارج
 کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچاؤ۔ میں خاور کو جویا کی طرف
 بھیج رہا ہوں۔ اسے میں نے ٹر لیس کر لیا ہے۔" اکیسٹون نے
 اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیس سر۔ اور۔" — تنویر نے کہا۔
 "سارا کام انتہائی احتیاط سے کرنا۔ وہ لوگ وہاں پوری طرح
 ہوشیار ہوں گے۔ اس مشن کے انچارج تم ہو گے۔ صدیقی
 تمہاری ہدایات پر کام کرے گا۔ مجھے مشن کی کامیابی چاہیے اور
 لیس۔ اور اینڈ آل۔" اکیسٹون نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے
 ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
 تنویر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس

نے ٹیش بورڈ کے نیچے فٹ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بدلنا شروع کر دی۔ وہ
 صدیقی کی فریکوئنسی سیٹ کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے مٹن دبایا
 اور ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔
 "صدیقی اینڈنگ۔ اور۔" — صدیقی کی آواز ابھری۔

"صدیقی! — میں تنویر بول رہا ہوں۔ تم اس وقت کہاں
 ہو۔ اور۔" — تنویر نے پوچھا۔
 "میں اپنے فلیٹ پر ہوں۔ کیوں؟ — اور۔" — صدیقی
 نے جواب دیتے ہوئے سوال کیا۔

"اکیسٹون نے ہم دونوں کے ذمہ ایک خصوصی مشن لگایا ہے۔ میں
 اس مشن کا انچارج ہوں۔ مجرموں نے عمران کو ٹریپ کرنے کے
 لئے اسے گرد باد کے کھنڈرات کی طرف بلایا ہے۔ اکیسٹون نے
 کہا کہ تم عمران کا میک آپ کر لو۔ اور ہم دونوں ان مجرموں کو ٹریپ
 کرنے کے کھنڈرات کی طرف جائیں گے۔ میں نے اس لئے کال
 کیا ہے کہ میرے مہینے تک تم عمران کا میک آپ مکمل کر لو۔ باقی
 تفصیلات وہیں آکر بتاؤں گا۔ اور۔" — تنویر نے تیز لہجے میں
 کہا اور دوسری طرف سے اوکے کی آواز سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف
 کیا اور کار کی رفتار سیکھت بڑھا دی۔

جہاں اس وقت تنویر موجود تھا وہاں سے صدیقی کا فلیٹ کافی
 قاصد پر تھا۔ اس لئے تنویر کو فلیٹ تک پہنچتے پہنچتے پندرہ منٹ
 لگ گئے۔

صدیقی، عمران کے میک آپ میں سیڑھیوں پر کھڑا تنویر کا انتظار

کر رہا تھا۔ جیسے ہی تنویر کی کار ریڑھیوں کے سامنے آکر رُکی۔ صدیقی آگے
 بڑھا اور دروازہ کھول کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔
 "تم اتنی جلدی تیار ہو گئے۔" تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "تم نے جلدی کا کہا تھا اس لئے میں نے ماسک میک اپ کر لیا ہے۔
 کیسا ہے میک اپ؟" صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "کمال ہے۔ بہت اچھا ہے۔ اگر میں تمہیں پہلے کال نہ کرتا
 تو میں یہی سمجھتا کہ عمران کھڑا ہے۔ دیر ہی گزرتی۔" تنویر نے کار
 آگے بڑھاتے ہوئے تعریف بھرے لہجے میں کہا اور صدیقی ہنس دیا۔
 "میں کافی عرصے سے ماسک میک اپ کی مسلسل پریکٹس کر رہا ہوں
 عمران اور اکیٹو چونکہ مجھ سے کام لے رہے ہیں اس لئے فارغ
 ہونے کی وجہ سے میں اس پریکٹس میں مصروف رہتا ہوں۔" صدیقی نے کہا۔

"آج تو پھر تم نے مین کام کرنا ہے۔" تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "لیکن یہ چکر کیا ہے۔ مجھے کچھ تفصیل تو بتاؤ۔" عمران کی
 جگہ مجھے وہاں بھیجنا۔ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔" صدیقی
 نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"مجھے زیادہ تفصیلات کا تو علم نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم
 ہے کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم ڈاک مین نامی ہمارے ملک میں کام کر
 رہی ہے۔ اس کا سربراہ کوئی ڈک نامی مجرم ہے۔" عمران اور
 سوپر فیاض کا اس سے ٹکراؤ ہو گیا اور ساتھ ہی انہوں نے جو لیا کو
 اغوا کر لیا۔ جو لیا نے مجھے بتایا تھا کہ یہ تنظیم غیر ملکی عورتوں کو اغوا کر کے

انہیں ہلاک کرتی ہے اور پھر ان کے پیٹ کو صاف کر کے اس میں
 کوئی خاص منشیات بھر کر اسے سی دیا جاتا ہے۔ اس کے
 بعد وہ لاش باقاعدہ کفن وغیرہ دے کر تالوت میں رکھ کر دوسرے ملک
 یہ ظاہر کر کے بھیجی جاتی ہے کہ مژدہ عورت کی لاش اس کے عزیزوں
 کو بھیجی جا رہی ہے۔ ظاہر ہے اس کی زیادہ چکنگ نہیں ہوتی۔
 دوسرے ملک میں فرضی عزیز یہ لاش ریو کر تے ہیں۔ باقاعدہ تمام
 رسومات مکمل کر کے اُسے دفن کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہاں کی پولیس یا
 انٹیلی جنس کو شک نہ پڑ سکے۔ پھر رات کو قبر کھود کر منشیات نکال
 لی جاتی ہے۔" تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری ہیٹ۔ یہ تو انتہائی کمینہ پن ہے۔" صدیقی
 نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔ جرم تو ہوتے ہی ہیں۔ لیکن یہ واقعی کمینگی ہے۔ چونکہ
 یہ لوگ عورتوں کو نشانہ بناتے ہیں اس لئے یہ لیڈ ہی ٹکڑے کے نام سے بھی
 مشہور ہیں۔ انہوں نے جو لیا کو بھی اسی مقصد کے لئے اغوا کر لیا
 تھا لیکن عمران نے اسے چھڑوا لیا۔ اس کے بعد مجرموں کو ٹریس کرنے
 کے لئے اکیٹو نے دوبارہ جو لیا کو چارے کے طور پر استعمال کیا۔ صفدر
 اور کیپٹن شکیل جو لیا کے ساتھ تھے۔ میں علیحدہ نگرانی پر تھا۔ نعمانی
 بھی نگرانی کر رہا تھا۔ عمران خفیہ طور پر نگرانی کر رہا تھا۔ ہم لوگ ہٹل
 پلازہ میں بیٹھے تھے کہ اچانک انہوں نے حملہ کر دیا۔ صفدر اور کیپٹن
 شکیل کو گولی مار دی گئی۔ جو لیا کو اغوا کر لیا گیا۔ میں نے ان کا
 ایک آدمی مار دیا اور ان کے پیچھے بھاگنے لگا کہ عمران کی آواز سنائی دی

میں صفر اور کیسٹن شکیل کو سنبھالوں۔ عمران ایک آدھی کے میک اپ میں تھا۔ ایک آدھی اس نے بھی مار گرایا تھا۔ چنانچہ میں صفر اور کیسٹن شکیل کو لے کر ہسپتال پہنچ گیا۔ کیونکہ ان کی حالت سیریس تھی۔ لیکن اب وہ ٹھیک ہیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ نعمانی کی کار کا ٹائر فائزنگ سے برسٹ ہو گیا اور وہ تعاقب نہ کر سکا۔ عمران ان کے تعاقب میں گیا۔ لیکن وہ ڈانچ دے گئے۔ انہوں نے کار ایک گلی میں چھوڑی اور دوسری کار سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران نے اس چھوڑی ہوئی کار کی تلاشی لینی چاہی تو انہوں نے کار کے دروازے کے ہینڈل کے ساتھ بم فٹ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی عمران نے دروازہ کھولا۔ بم پھٹ پڑا۔ لیکن عمران اس لئے مرنے سے بچ گیا کہ بم پھٹتے ہی اس دروازے سے اٹھ کر عمران کو فضا میں اچھال دیا اور عمران پھیلی دیوار کے اوپر گرا اور پھر وہاں سے ایک مکان کے سچے صحن میں جا گرا۔ اس طرح وہ کار کے بلے کی زد سے بچ گیا۔ البتہ اُسے گرنے کی وجہ سے خاصی چوڑیں آئیں۔ داغ پر بھی چوٹ لگی۔ لیکن اب وہ بھی ہوش میں ہے۔ اُسے نعمانی ہسپتال میں لے گیا تھا۔ کیونکہ نعمانی پیدل ہی باہر بھاگا تھا اور پھر اس نے عمران کی کار گلی میں مڑتی دیکھ لی تھی۔ پھر جب وہ گلی کے سرے پر پہنچا تو اسی لمحے بم پھٹا اور نعمانی نے عمران کو فضا میں بلند ہو کر دیوار اور پھر مکان کے صحن میں گرتے دیکھ لیا تھا۔ عمران کی کار بھی ساتھ ہی تباہ ہو گئی تھی۔ تنویر نے کار چلانے کے ساتھ ساتھ پوری تفصیل بتائی۔

کمال ہے۔ اتنا کچھ ہو گیا اور مجھے علم ہی نہیں۔ صدیقی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
 "جب کام پڑتا ہے تو معلوم بھی ہو جاتا ہے۔" تنویر نے جواب دیا۔

"اب جو لیا کہاں ہے؟" صدیقی نے اچانک جو لیا کا خیال آتے ہی پوچھا۔

"اُسے وہ لوگ اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ اور اکیسٹونے بتایا ہے کہ اس نے اُسے ٹریس کر لیا ہے اور خاور جو لیا کے پیچھے گیا ہے۔ ان لوگوں نے جو لیا کے ذریعے اکیسٹون کو کال کر کے عمران کو گروہ باد کے کھنڈرات کی طرف بلایا ہے تاکہ عمران کو ٹریپ کیا جاسکے۔ چنانچہ اب تم بطور عمران وہاں جا رہے ہو۔ اکیسٹون کا خیال ہے کہ ڈک وہاں موجود ہوگا۔ ہم لوگوں نے وہاں ان لوگوں کا خاتمہ کر کے اس ڈک کو اغوا کر کے وائٹس منزل پہنچانا ہے۔" تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! اب میں ساری بات سمجھ گیا۔ لیکن اس ڈک کی پہچان کیا ہوگی؟" صدیقی نے کہا۔

"پہچان کا تو مجھے بھی علم نہیں ہے۔ بہر حال جو انچارج نظر آئے اُسے لے جانا ہے۔ چاہے وہ ڈک ہو یا کوئی اور۔" تنویر نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ وہاں میرے شکار کے لئے پوری طرح تیار ہوں گے۔ لیکن میں نے اسلحہ تو لیا نہیں۔" صدیقی

نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
 "اسلحہ میری کار میں کافی تعداد میں موجود ہے اس کی فکر نہ کرو۔
 ایکسٹرنل نے مجھے اس مشن کا انچارج بنایا ہے۔ اس لئے میں نے
 اس کے لئے ایک پلاننگ کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری یہ
 پلاننگ کامیاب رہے گی۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "کیا پلاننگ ہے۔ مجھے بھی تو بتاؤ۔" صدیقی نے سوالیہ لہجے
 میں پوچھا۔

"جب گردباد کے کھنڈرات تقریباً ایک میل رہ جائیں گے اور پہاڑی
 سلسلہ شروع ہو جائے گا تو میں کار سے اتر کر تم سے علیحدہ پہاڑیوں
 میں سے ہوتا ہوا کھنڈرات کے عقبی طرف سے جاؤں گا۔ ٹرانسمیٹر
 میرے پاس ہوگا۔ میں وہاں پہنچ کر ساری صورت حال کو چیک
 کروں گا اور پھر تمہیں ٹرانسمیٹر پر ہدایات دوں گا۔ اس کے بعد
 ہدایات کے مطابق تم کار سمیت کھنڈرات کی طرف جاؤ گے۔ پھر جیسا بھی
 موقع ہوگا ویسے ہی ایک دوسرے سے بات چیت کر کے مشن کا آغاز
 کر دینا ہے۔ اس طرح ہماری پوزیشن محفوظ رہے گی۔" تنویر نے کہا۔
 "ویری گڈ پلاننگ تنویر! تمہارا ذہن تو واقعی خوب چلتا ہے۔
 حالانکہ اب تک میں سہی سمجھتا تھا کہ تم ڈائریکٹ ایکشن کے قائل ہو۔ اس
 لئے بس دھماکے کرتے ہوئے ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔" صدیقی نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب ذمہ داری پڑتی ہے تو عقل خود بخود چلنے لگ جاتی ہے۔
 کیسی ہے میری پلاننگ؟" تنویر نے سنتے ہوئے کہا۔

"یار پہلے ہی تعریف کر چکا ہوں۔ اور بھی کر دیتا ہوں۔"
 صدیقی نے کہا اور تنویر قد قہر مار کر ہنس پڑا۔
 "تم ان لوگوں کا براہ راست نشانہ ہو گے۔ اس لئے تم نے
 بے حد محتاط رہنا ہے۔" تنویر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 "ظاہر ہے وہ لوگ تو میرے انتظار میں ہوں گے۔ اور میں سوچ
 رہا ہوں کہ بجائے اس طرح براہ راست کار لے کر ان کے سامنے پہنچ
 جانے کے کیوں نہ میں بھی پہاڑیوں کے درمیان سے ہو کر آگے بڑھوں۔
 صدیقی نے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن پہلے مجھے حالات دیکھنے دینا۔ اس
 کے بعد۔" تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صدیقی نے بھی اثبات
 میں سر ہلا دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں خاموش ہو کر اپنے اپنے خیالوں
 میں گم ہو گئے۔

ابھی گردباد کے کھنڈرات تقریباً چار کلومیٹر دور تھے کہ اچانک
 ڈولش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ تنویر نے چونک کر ڈولش
 بورڈ میں نصب ٹرانسمیٹر کی سویچوں کو دیکھا۔

"ارے یہ کوئی فزیکوئی ہے۔" تنویر نے حیرت بھرے لہجے
 میں کہا۔ کیونکہ آٹومیٹک اور جدید قسم کے ٹرانسمیٹر کی سوتیاں ایک ایسی
 فزیکوئی ظاہر کر رہی تھیں جو ان میں سے کسی کی نہ تھی۔

"اوہ! میرے خیال میں ہمارے ٹرانسمیٹر نے کسی اور طاقتور ریسی
 کے ٹرانسمیٹر کی کال کیج کر لی ہے۔" صدیقی نے بھی چونک کر کہا
 اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے نہ صرف کار ایک سائیڈ پر کر کے آہستہ کر لی

بلکہ ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔
"ہیلو۔ ہیلو۔ براؤن کالنگ فرام فار سپاٹ۔ اور۔"

ایک اجنبی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔
"لیس کیبنی اسٹڈنگ یو۔ اور۔" چند بار یہ فقرہ دہرائے
جانے کے بعد ایک اور آواز ابھری۔

"باس! ایک سیاہ رنگ کی کار کھنڈرات کی طرف آرہی ہے
اس میں دو آدمی سوار ہیں۔ یہ کار اس وقت کھنڈرات سے
تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اور۔" پہلی آواز جس نے
اپنا نام براؤن بتایا تھا سنا دی اور تنویر اور صدیقی دونوں ہی یہ سن
کر چونکے اور معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔
"اس کے پیچھے اور تو کوئی نہیں۔ اور۔" دوسری طرف سے
پوچھا گیا۔

"باس! فی الحال تو کوئی نہیں۔ پیچھے ایک تنگ موڑ ہے
اس لئے ہو سکتا ہے کہ کوئی اور بھی آجائے۔ اور۔" براؤن نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں کھنڈرات کی طرف آنے دو۔ تم
ہوشیار رہنا۔ اگر ان کے پیچھے اور لوگ ہوں تو مجھے اطلاع دینا۔ اور
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیس باس!۔" ویلے راجر کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں
ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ کھنڈرات کی عقبی طرف سے بھی آرہے ہوں
کیونکہ ادھر سے بھی ایک راستہ ہے۔ اور۔" براؤن نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں نے ہر طرف آدمی لگائے ہوئے ہیں اور
وہ سب الرٹ ہیں۔ ابھی کسی طرف سے اطلاع نہیں آئی۔
اور۔" باس نے قدرے درشت لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے سر!۔ اور اینڈ آل۔" براؤن نے جواب دیا
اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا اور سونیاں زیر و پر علی گئیں۔
تنویر نے بٹن آف کر دیا۔

"یہ تو ساری پلاننگ ہی فیل ہو گئی۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ یہ لوگ
اس قدر منظم اور ہوشیار ہوں گے۔" تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"پھر اب کیا کرنا ہے؟" صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"اب کیا ہو سکتا ہے۔ چلے چلتے ہیں۔ پچھلی سیٹ کے نیچے
سے اسلحہ نکال لو۔ مشین گنیں اور بم۔ پھر جو سو گا دیکھا جائے گا۔
تنویر نے کہا اور صدیقی نے مڑ کر اسلحہ نکالنا شروع کر دیا۔

تنویر کی پیشانی پر لکیروں کا جال سا تننا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ
اگر یہ لوگ اس قدر منظم ہیں تو ظاہر ہے انہوں نے انہیں شکار کرنے
کے لئے بھی کوئی خاص لمبی پلاننگ کر رکھی ہوگی۔

صدیقی نے ایک مشین گن تنویر کی جھولی میں رکھی اور ایک اپنی
ٹانگوں پر۔ اور پھر اس نے کتنی بم تنویر کے کوٹ کی جیب میں ڈال
دیئے۔ خود وہ اپنی جیبیں پہلے ہی بھر چکا تھا۔

"سنو صدیقی!۔ اگر ہم براہ راست پہنچ گئے تو ہو سکتا ہے وہ
کار پر بم مار کر ہمیں ہلاک کر دیں۔ اس لئے ایسا ہے کہ کھنڈرات
کے بالکل قریب پہنچ کر پہلے تم نیچے کود جانا اور کسی چٹان کی اوٹ لے

لینا۔ اس کے بعد میں اتر دوں گا اور کار کے سٹیئرنگ اور ایکسیڈیٹر کو کلپ کر دوں گا تا کہ کار سیدھی کھنڈرات کی طرف خود بخود چلی جائے اس کے بعد دیکھیں گے کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ پھر جیسے بھی مناسب سمجھنا کر لینا۔ مقصد تو بہر حال ان کا خاتمہ ہی ہے۔ تنویر نے کہا۔

تھیک ہے۔ کھنڈرات کافی اونچائی پر ہیں۔ اس لئے کار کھنڈرات کے قریب پہنچ کر خود بخود رک جائے گی۔ کیونکہ ایکسیڈیٹر ایک پوائنٹ پر فلکس ہو گا۔ صدیقی نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلادیا۔ الیا کر وہ ہم آگے ہی کو دو جائیں۔ اس طرح ہم دونوں سائیڈوں سے ہوشیار رہیں گے۔ اور کار کے شیٹے بلائیں گے۔ وہ لوگ یقیناً کو آخر وقت تک پتہ نہ چل سکے کہ کار خالی ہے۔ وہ لوگ یقیناً سامنے آئیں گے۔ صدیقی نے کہا۔

تھیک ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ تم پچھلی سیٹ پر چلے جاؤ۔ میں اسے کلپ کر کے تمہاری سیٹ پر کو دو جاؤں گا اور پھر ہم آگے ہی باہر کو دیں گے۔ اب سڑک سیدھی کھنڈرات کی طرف ہی جاتے گی۔ تنویر نے کہا اور صدیقی اچھل کر پچھلی سیٹ پر چلا گیا۔ تنویر نے پہلے بٹن دبا کر کار کے شیٹے بلائے۔ اس طرح باہر سے اندر کچھ نظر نہ آتا تھا جب کہ اندر سے باہر صاف دیکھا جاسکتا تھا۔ اس کے بعد اس نے جلدی سے ڈیش بورڈ کھول کر اس میں رکھا ہوا مخصوص کلپ نکالا اور جھک کر پہلے اس نے ایکسیڈیٹر کے ساتھ اس کا سر اکلپ کیا اور پھر دوسرے سرے پر بنا ہوا ایک اس نے سٹیئرنگ

میں پھنسا یا اور اس کے ساتھ ہی اچھل کر وہ سائیڈ کی سیٹ پر آ گیا۔ کار اسی رفتار میں خود بخود آگے بڑھتی گئی۔

چلو کو دو جاؤ۔ تنویر نے کہا اور ان دونوں نے بیک وقت دروازے کھولے اور اچھل کر باہر کو دو گئے۔ دروازے کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی خود بخود بند ہو گئے اور کار تیزی سے آگے بڑھتی گئی۔

ان دونوں کے پیر جیسے ہی زمین سے لگی وہ بندر جیسی پھرتی کے ساتھ قریبی چٹان کی اوٹ میں دوڑتے چلے گئے۔ وہاں وہ صرف ایک لمحے کے لئے رُکے اور پھر تیزی سے چٹانوں کی اوٹ لے کر اس پہاڑی کے اوپر چڑھتے گئے۔

مختار رہنا۔ کہیں ہمیں چیک نہ کیا جا رہا ہو۔ تنویر نے کہا اور صدیقی نے سر ہلادیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے وہ تو کھنڈرات کی طرف دیکھ سکتے تھے۔ لیکن انہیں ارد گرد دیا اور پر سے چیک نہ کیا جاسکتا تھا۔ مشین گنیں ہاتھ میں پکڑے وہ اب کھنڈرات کی طرف دوڑتی ہوئی کار دیکھ رہے تھے۔ اب کھنڈرات کی چڑھائی شروع ہو گئی تھی اس لئے کار کی رفتار قدرے ہلکی پڑ گئی تھی اسی لمحے انہیں اچانک فضا میں سائیں سائیں کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے اور پھر ان کی آنکھیں یکجہت حیرت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ جس جگہ کار تھی اس سے ذرا آگے اچانک ایک خوفناک گرد باد فضا میں پیدا ہوا اور تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ پلک جھپکتے ہیں وہ کار کے گرد چھا گیا اور پھر کار اس انتہائی تیز رفتار سے چکر کھاتے ہوئے گرد باد میں چھنس کر اس طرح چکراتی ہوئی فضا میں بلند ہوتی گئی جیسے لٹو گھوم رہا

ہو۔ کافی بلندی پر پہنچ کر سکیخت گردباد آگے نکل گیا اور گھومتی ہوئی کار
انجن کے بل بکھینچت نیچے گرنے لگی اور پھر ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ
کار زمین سے ٹکرائی اور قلابازیاں کھاتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر کار میں آگ
بھڑک اٹھی۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکا ہوا اور کار کے پرنزے
فضا میں بکھر گئے۔ اور پھر پے در پے دھماکوں کا جیسے تانا ساندھ گیا۔
کار کا ڈھانچہ تک بچ کر میزائلوں کی طرح اڑاڑ کر ادھر ادھر گرنے لگا۔ یہ
دھماکے ان بموں کے تھے جو کار میں موجود تھے اور آگ لگ جانے کی
وجہ سے پھٹ رہے تھے۔

ٹائیگر نے کار کو تیزی سے دائیں طرف کو نکلنے والی سڑک کی
طرف موڑا اور ساتھ ہی اس نے رفتار بکھینچت تیز کر دی۔ اب کار اپنی
نئی سپیڈ پر جیسے ہوا میں اڑی چلی جا رہی تھی۔

تقریباً دس منٹ تک مسلسل اسی بے شحاشا انداز میں کار دوڑانے
بعد اس نے ایک موٹر گاڑی کے درختوں کے ایک ذخیرے کی طرف
موڑ دی اور پھر کار کو ذخیرے کے اندر روک کر وہ بجلی کی سی تیزی
سے نیچے اتر آ۔ اس نے سائیڈ سیٹ پر پڑی ہوئی ایک جدید ساخت
مشین گن اٹھائی۔ اس پر فوراً ہی بھی فٹ تھی اور اس مشین گن
کا رنگ ریچ بہت زیادہ تھی۔

ٹائیگر مشین گن کو کندھے سے لٹکا کر تیزی سے ذخیرے کے
دوڑتا ہوا بائیں ہاتھ کی طرف بڑھا۔ ذخیرے کے اختتام پر
بڑی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ یہ پہاڑیاں ویران تھیں۔ کہیں کہیں

تنور اور صدیقی دونوں خوف اور وحشت سے آنکھیں میاڑے
اپنی کار کا تشدد دیکھ رہے تھے ان کے ذہنوں میں زلزلہ سا آیا ہوا تھا کہ
اگر وہ اس طرح نیچے نہ اترتے تو ان کا کیا حشر ہوتا۔

اسی لمحے اچانک انہیں عقب میں آہٹ سی محسوس ہوئی اور بکھینچت
وہ چونک کر بڑے۔ مگر دوسرے لمحے ان کے حلق سے طویل سانس نکلی گئی
کیونکہ ان دونوں کی طرف تین مشین گنیں اٹھی ہوئی تھیں اور تین مسلح افراد
ان کے سامنے قطار کی صورت میں کھڑے تھے۔

”ہوں! — تو تم کار سے نکل آئے تھے۔ لیکن اب“ — ان میں
سے ایک نے دانت پیستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اشارہ
کیا اور پھر فائرنگ کے دھماکوں سے پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

البتہ درخت اور جھاڑیاں نظر آتی تھیں۔ ٹائیگر کسی جنگلی خرگوش کی طرح اچھلتا اور دوڑتا ہوا اس پہاڑی پر چڑھتا گیا۔ باوجود چڑھائی کے اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔

کافی بلندی پر آنے کے بعد ٹائیگر ایک چٹان کی اوٹ میں رُک کر اپنے تیز چلتے ہوئے سانس کو کنٹرول کرنے لگا۔ جب سانس ذرا نارمل ہوا تو وہ اب سامنے کے رخ بڑھنے لگا۔ لیکن اب وہ انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک ایک چٹان کی اوٹ میں رُک کر آگے پیچھے دیکھ کر وہ آگے بڑھتا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی کے سامنے کے رخ ایک چٹان کی اوٹ میں رُک گیا۔ یہ چٹان اوپر چھجے کی طرح بڑھی ہوئی تھی۔ ایک سائیڈ بلند تھی جب کہ دوسری سائیڈ ٹھکی ہوئی تھی۔ ٹائیگر اس کے اندر لیٹ گیا۔ اس کے دائیں ہاتھ پر گرد باد کے کھنڈرات اب صاف نظر آنے لگے تھے۔ جبکہ سامنے وہ سڑک تھی جو کھنڈرات کی طرف جاتی تھی۔ اور سڑک کی دوسری طرف اسی طرح کا پہاڑی سلسلہ دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ جس طرح کے سلسلے کی ایک پہاڑی پر اس وقت ٹائیگر موجود تھا۔ چھجے کے نیچے لیٹ کر اس نے مین گن تو سائیڈ پر رکھ دی۔ اور پھر ہڈی سے نشہ کی ہوئی دُور بین اتار کر اس نے آنکھوں سے لگائی۔ چونکہ اوپر چٹان کا چھجہ کافی آگے تک چلا گیا تھا اس لئے اُسے یقین تھا کہ دُور بین کے شیشوں پر سورج کی چمک نہ پڑے گی۔ ورنہ تو یہی چمک اس کی یہاں موجودگی کی قلعی کھول دیتی۔

دُور بین آنکھوں سے لگا کر اس نے پہلے کھنڈرات کا جائزہ لینا

شروع کیا۔ لیکن وہاں مکمل خاموشی تھی۔ کوئی ذرا برابر بھی حرکت محسوس نہ ہو رہی تھی۔ پھر اس نے سامنے والی پہاڑی کا جائزہ لیا تو جیسے ہی اس نے دُور بین گھمائی وہ چونک گیا۔ اُسے اوپر ایک پہاڑی چٹان کے پیچھے حرکت سی محسوس ہوئی۔ اس نے دُور بین کی سائیڈ پر لگی ہوئی ناب گھمائی تو سپاٹ نہ صرف بڑا ہو گیا بلکہ پھیلتا بھی گیا۔ اب وہ صاف دیکھ رہا تھا۔ وہاں اس چٹان کے سائیڈ میں اسے ایک آدمی کا سر نظر آیا۔ اسی لمحے اُسے دُور بین کے شیشوں کی چمک نظر آئی اور وہ سمجھ گیا کہ کوئی آدمی اس کے انداز میں لیٹا ہوا دُور بین کے ذریعے دیکھ رہا ہے۔ ٹائیگر نے جلدی سے دُور بین ہٹائی اور جلدی سے بند سائیڈ کی طرف کھسک گیا تاکہ زیادہ اندھیرے میں نہ ہو جائے۔

ٹائیگر کو اس بار ایکسٹون نے براہ راست ٹرانسمیٹر پر کال کیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ صدیقی عمران کے رُوپ میں گرد باد کے کھنڈرات کی طرف جا رہے۔ نویر اس کے ماتھے ہو گا۔ ڈک۔ نے عمران کو ٹریپ کرنے کے لئے یہ جال بچھایا ہے اور عمران چونکہ زخمی ہے اس لئے صدیقی کو اس کی جگہ بھیجا جا رہا ہے تاکہ وہ وہاں بجائے ٹریپ ہونے کے انتہیں ٹریپ کر سکے اور ٹائیگر کو ان دونوں کی خفیہ نگرانی بھی کرنا ہے اور کسی صورت حال میں ان کی امداد بھی کرنی ہے۔ ٹائیگر نے حسب عادت پوچھ لیا کہ جب وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ٹریپ ہے تو پھر ایک یا دو آدمی بھیجنے کی بجائے کیوں نہ وہاں مکمل ریڈ کیا جائے۔ تو ایکسٹون نے اُسے سمجھایا کہ یہ ٹریپ جو لیا کے ذریعے کیا جا رہا ہے اور جو لیا

ابھی تک مجرموں کے قبضے میں ہے۔ اگر وہاں عمران نہ پہنچا تو جو لیا کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ اس لئے جو لیا کو فوری طور پر پہچانے کے لئے کسی نہ کسی کا وہاں جانا ضروری ہے۔ جو لیا جس جگہ موجود ہے اسے البتہ ٹریس کر لیا گیا ہے اور جو لیا کو وہاں سے نکالنے کے لئے سیکرٹ سروس نے کام شروع کر دیا ہے۔ لیکن جب تک جو لیا ان کے قبضے سے نہ نکل آئے۔ اس وقت تک مجرموں کا اطمینان ضروری ہے اور ٹائیگر کو پہلی بار سمجھ آئی کہ عقلمند صرف عمران ہی نہیں بلکہ اکیٹو بھی اس کے ہم پلہ ہے۔

چنانچہ ٹائیگر نے یہ ہدایت ملنے ہی ذہنی طور پر ایک پلاننگ کی اور اس پلاننگ کے نتیجے میں وہ اس وقت یہاں موجود تھا اسے معلوم تھا کہ صدیقی نے عمران کا میک اپ کرنا ہو گا اس لئے لازماً انہیں وہاں پہنچانے کی اور وہ ہر صورت میں ان سے پہلے پہنچنا چاہتا تھا اور وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب رہا۔ لیکن اب وہ سامنے والی پہاڑی پر موجود آدمی کو دیکھ کر سوچنے لگا کہ تنویر اور صدیقی دونوں کو مجرموں نے لازماً یہاں پہنچتے ہی چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اس لئے صدیقی اور تنویر اگر سیدھے یہاں پہنچ گئے تو ان کا بیچ نکالنا بے حد مشکل ہو جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسے یہ خیال بھی آ رہا تھا کہ بہر حال تنویر اور صدیقی سیکرٹ سروس کے میز پر کوئی عام آدمی تو نہیں۔ لازماً انہیں بھی علم ہو گا کہ وہاں مجرم ان کے استقبال کے لئے موجود ہوں گے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی پلاننگ کر کے ہی آئیں گے۔

ابھی ٹائیگر انہی خیالوں میں گم تھا کہ اچانک اس کی نظر سے آتی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی کار پر پڑی اور وہ چونک پڑا۔ یہ کار تنویر کی تھی اور جس طرح وہ بڑھی آرہی تھی اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دونوں کوئی پلاننگ کے بغیر سیدھے کھنڈرات کی طرف آرہے ہیں۔ ٹائیگر نے ہونٹ بھیج لئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے مٹین گن بھی اٹھا کر کاندھے سے لگالی۔ کیونکہ جو کچھ بھی ہونا تھا ابھی چند لمحوں میں ہی ہو جانا تھا۔

پھر جیسے ہی کار دوڑتی ہوئی ٹائیگر کے سامنے سے گزری۔ ٹائیگر ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے دوڑتی ہوئی کار کے دروازے کھلتے اور دو افراد کو نیچے پھینک دیے دیکھا۔ کار اسی طرح گئے بڑھتی گئی۔ کار کے شیشے چونکہ بلائند تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اس کے اندر موجود کسی شخص کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی تو لامحالہ موجود ہو گا۔ اس کا مطلب ہے کہ تنویر اور صدیقی کے ساتھ کوئی اور بھی آیا ہے۔

کار آگے بڑھ گئی جب کہ وہ دونوں پہاڑی کی اوٹ میں اوپر چڑھتے گئے اور پھر وہ اس کے تقریباً سامنے ہی ایک چٹان کی اوٹ میں ہو کر رُک گئے۔ چونکہ جس جگہ وہ دونوں رُکے تھے وہاں سے وہ اُسے براہ راست نظر نہ آرہے تھے۔

ٹائیگر کی توجہ کار کی طرف ہو گئی۔ کار اس وقت تک کھنڈرات کے تقریباً سامنے پہنچ چکی تھی کہ اچانک فضا میں سائیں سائیں کی تیز آواز ابھری اور پھر ٹائیگر نے ایک خوفناک گردباد کو کار کے سامنے

پیدا ہوتے اور پھر کار کو اس کی زد میں آکر فضا میں بلند ہوتے دیکھا۔ کار اس خوفناک گرد باد میں پھنس کر فضا میں کسی لٹو کی طرح گھوم رہی رہی تھی۔ ٹائیگر کے ہونٹ بھینچ گئے۔ کیونکہ یہ صورت حال اس کے لئے قطعاً غیر متوقع تھی۔ وہ اب کار میں موجود آدمی کو کسی صورت میں بھی نہ بچا سکتا تھا۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے کار گرد باد سے نکل کر نیچے گری اور اس کے بعد اس کی قلابازیاں۔ پٹرول ٹینک پھٹنے اور پھر دھماکوں کے ساتھ اس نے کار کے پرنزے فضا میں میزائلوں کی طرح اڑتے دیکھ لئے۔

سنبالنے کون ہو گا ڈرائیونگ سیٹ پر۔ ٹائیگر نے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بڑی طرح چونک پڑا۔ اس نے اس جگہ سے جہاں اس نے کسی شخص کا سر اور دُوربین کے شیشوں کی چمک دیکھی تھی حرکت محسوس کی تو اس نے جلد ہی سے دُوربین اٹھا کر آنکھوں سے لگائی اور پھر وہ چونک پڑا۔ مشین گنوں سے مسلح تین افراد انتہائی تیز رفتاری سے چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے جدھر کار سننے لگنے والے تنویر اور صدیقی جو کہ عمران کے میک اپ میں تھا موجود تھے۔ صدیقی نے واقعی بہترین میک اپ کیا ہوا تھا۔ اگر ٹائیگر کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو وہ یہی سمجھتا کہ وہ عمران ہی ہے۔ ٹائیگر نے دُوربین اٹھائی اور مشین گن پر لگی ہوئی دُوربین آنکھوں سے لگا کر ٹائیگر پر انگلی رکھ دی۔ وہ چاہتا تو نہیں سے ان پر فائر کھول سکتا تھا۔ لیکن وہ اس لئے خاموش رہا کہ وہ صورت حال کو اچھی طرح چمک کر لےنا چاہتا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ یہ تینوں افراد تنویر

اور صدیقی کی طرف آنے کی بجائے ویسے ہی نیچے آ رہے ہوں کہ کار تباہ ہو چکی ہے اس لئے اس میں موجود عمران بھی ختم ہو گیا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ وہ تینوں ایک چٹان سے اترے اور پھر عین اس جگہ پر ٹرک گئے جہاں تنویر اور صدیقی چھپے ہوئے تھے۔ اسی لمحے اس نے تینوں کی مشین گنیں سیدھی ہوتی دیکھیں تو اس نے فوراً ہی ٹریگر دبا دیا۔ وہ تینوں چونکہ ایک قطار کی صورت میں کھڑے تھے۔ اس لئے وہ تینوں ہی مشین گن کے مارگٹ میں تھے۔

ٹریگر دبتے ہی پہاڑیاں دھماکوں سے گونج اٹھیں اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے ان تینوں کو اچھل کر گرتے اور پھر قلابازیاں کھا کر نیچے چٹانی سلسلے میں غائب ہوتے دیکھا۔ ان تینوں کے گرنے کی پوزیشنیں تباہی تھی کہ وہ تینوں ہی ہٹ ہو چکے ہیں اسی لمحے اس نے تنویر اور صدیقی کو باہر نکلتے دیکھا تو اس نے مشین گن کے ٹریگر سے انگلی ہٹالی۔

دھماکوں کی بازگشت ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ ٹائیگر نے پہاڑیوں کے مختلف حصوں سے خوفناک فائرنگ کی آوازیں سنیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پوری فوج ان پہاڑیوں میں بکھری ہوئی ہو۔ تنویر اور صدیقی اب تیزی سے چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے کھنڈرات کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ تھے لیکن انتہائی محتاط نظر آ رہے تھے۔ ٹائیگر خرو بھی تیزی سے چٹان کے چھتے سے نکلا اور اسی طرف

کو بڑھنے لگا۔ جدھر تنزیر اور صدیقی گئے تھے۔ وہ انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھا جا رہا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ کسی کاٹار گٹ نہ بن جائے۔

مقوڑی دیر بعد وہ کھنڈرات کے قریب پہنچ گیا۔ اسے تنزیر اور صدیقی دونوں چٹانوں سے نیچے اتر کر کھنڈرات کی طرف بڑھتے ہوئے نظر آئے تو ٹائیگر نے ہونٹ پھینچ لئے۔ کیونکہ یہ اس کے خیال کے مطابق ان دونوں کی حماقت تھی۔ انہیں ایک ایک کر کے جانا چاہیے تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ تنزیر شرک کے قریب ہی ایک چٹان کی اوٹ میں رک گیا جب کہ صدیقی چٹانوں کی اوٹ لئے مسلسل کھنڈرات کی طرف بڑھتا گیا۔

ٹائیگر کی نظریں اب تیزی سے ادھر ادھر گھوم رہی تھیں وہ بعد چو کنا تھا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے صدیقی پر حملہ کیا جاسکتا تھا۔ لیکن ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ وہ فائرنگ بھی ختم ہو گئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اب ان کھنڈرات اور چٹانوں میں کوئی قوی روح بھی موجود نہ ہو۔

صدیقی کافی آگے جانے کے بعد اچانک شرک پر آیا اور پھر وہ زگ زگ انداز میں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا کھنڈرات کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک ٹائیگر چونک پڑا۔ اس نے صدیقی کے بالکل قریب ہی ایک گردباد پیدا ہوتے دیکھا اور دوسرے لمحے صدیقی اس گردباد کی زد میں آکر کار کی طرح لٹو کی طرح گھومتا ہوا فضا میں بلند ہوتا گیا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے تنزیر کو بکلیخت شرک پر چھلانگ لگا کر

اس گردباد کی طرف کی دوڑتے دیکھا۔ تو اس نے ہونٹ پھینچ لئے تنزیر کی یہ حرکت اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ وہ اب کیا کرنا چاہتا ہے گردباد تیزی سے گھومتا ہوا کھنڈرات کی طرف بڑھا جا رہا تھا اور تنزیر بے تحاشا دوڑتا ہوا گردباد کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا کہ اچانک گولی چلنے کی آوازی سنائی دی اور تنزیر اچھل کر گرا اور پھر قلابازیاں کھاتا ہوا ایک کھائی میں منہ کے بل جا گرا۔ ٹائیگر اسے کھائی میں گرتا دیکھ رہا تھا۔ تنزیر بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ اور ٹائیگر کو اتنی دُور سے بھی اس کے پہلو سے نکلنے والے خون کی چمک نظر آ رہی تھی۔ تنزیر ہٹ ہو چکا تھا۔

اسی لمحے گردباد بکلیخت غائب ہو گیا اور صدیقی جو اس گردباد کے ساتھ ہی کافی بلندی پر چکرارہا تھا بکلیخت بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح نیچے آئے لگا۔ ٹائیگر نے بُری طرح ہونٹ پھینچ لئے۔ کیونکہ اتنی بلندی سے گرنے کے بعد صدیقی کی موت یقینی تھی۔ ابھی صدیقی زمین تک نہ پہنچا تھا کہ بکلیخت ایک بار پھر گولی کا دھماکہ ہوا اور صدیقی کا چکر اکر نیچے گرتا ہوا جسم ایک جھٹکا کھا کر فضا میں ہی اچھلا اور دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے عین اسی کھائی میں جا گرا جہاں پہلے تنزیر پڑا ہوا تھا۔ صدیقی کا جسم اڑتا ہوا تنزیر کی لپٹ پر گر رہا تھا اور ایک دو لمحوں تک اس کے جسم نے حرکت کی اور پھر وہ ناکت ہو گیا۔ اور ٹائیگر جو ان کی حفاظت کے لئے آیا تھا بے بسی سے ہونٹ کاٹا بیٹھا رہ گیا۔ کار اپنے ڈرائیور سمیت پہلے ہی ختم ہو چکی تھی۔ جبکہ تنزیر اور صدیقی اس کے سامنے ہٹ ہو گئے تھے۔

۱۸۲

اسی لمحے ٹائیگر نے بیکھنت چار افراد کو کھنڈرات سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے تنویر اور صدیقی کی طرف بڑھتے دیکھا تو ایک لمحے کے لئے اس کی انگلی ٹریگر کی طرف بڑھی۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو روک لیا۔ کیونکہ اصل بات تو ختم ہو چکی تھی۔ اب زیادہ سے زیادہ وہ ان چار افراد کا خاتمہ کر لیتا۔ لیکن پہاڑیوں میں ہونے والی فائرنگ سے اسے اندازہ تھا کہ یہاں پچاس ساٹھ — سے کم افراد موجود نہیں ہیں۔ اس لئے اب لاشوں کے لئے اپنے آپ کو رسک میں ڈالنا حماقت تھی۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ چاروں افراد نے تنویر اور صدیقی کی لاشیں کانڈھوں پر اٹھائیں اور اسی طرح تیزی سے دوڑتے ہوئے کھنڈرات میں غائب ہو گئے۔

ڈکچ کی حالت جنونیوں کی سی نظر آرہی تھی۔ وہ پاگلوں کے انداز میں اپنے بال نوچ رہا تھا اور اس کے سامنے کھڑا نوجوان حیرت اور سہمے ہوئے انداز میں اس کی یہ حالت دیکھ رہا تھا۔

”ناکامی — ناکامی — ناکامی — ہر طرف سے ناکامی — آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ — یعنی کہاں غائب ہے۔ — وہ کہاں گیا ہے۔ —“ ٹوک نے بیکھنت چھتے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں پاس! — ان کی کار البتہ اس کو مٹی میں کھڑی ہے۔ لیکن وہ خود غائب ہیں۔ — جیکر کی لاش اس کمرے کے سامنے راہداری میں پڑی ہوئی ملی ہے۔ جسے آپ نے صورت حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ وہ بھی وہیں کمرے کے دروازے میں مردہ پڑا ہوا ہے۔ — انہیں گولیوں سے ہلاک کیا گیا ہے پاس۔ — یعنی اور وہ لڑکی دونوں غائب ہیں۔ — محققہ پوائنٹ بھی خالی پڑا ہے۔“

البتہ اس کا پھاٹک کھلا ہوا ہے۔ نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ یہی تفصیل پہلے بھی بتا چکا تھا۔ لیکن ڈک کی حالت دیکھ کر اس نے دوبارہ تفصیل بتانی ضروری سمجھی تھی۔

ڈک جو کمرے میں ٹہل رہا تھا کرسی پر نڈھال ہو کر بیٹھ گیا اس کا چہرہ اب تیزی سے نارمل ہوتا جا رہا تھا۔ وہ شاید اپنے آپ کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

”بیٹھو“ ڈک نے سامنے کھڑے نوجوان سے کہا اور نوجوان سہمے ہوئے انداز میں میز کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ڈک نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی اونچی نشست سے پشت لگا دی۔ وہ چند لمحے اسی حالت میں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

”اس کا مطلب ہے کہ میرا داؤ مکمل طور پر ناکام ہو گیا ہے۔ اور یہ لوگ میری توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور ذہین ہیں۔ اب مجھے ان کے بارے میں اور انداز میں سوچنا پڑے گا۔ اب تک تو میرا خیال یہی تھا کہ یہ لپہانہ ملک ہے اس لئے یہاں کی سیکرٹ سروس بھی اسی طرح پس ماندہ ہوگی۔ لیکن اب مجھے اپنا یہ خیال بدلنا پڑ رہا ہے“ ڈک نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ نوجوان کی بجائے اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔

”میں سمجھا نہیں پاس“ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ڈک بات ختم کر کے نوجوان کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ اپنی

بات کا جواب چاہتا ہو۔ اس لئے مجبوراً نوجوان کو بات کرنی پڑی۔ دیکھو گارنر!۔ اس صورت حال سے جو نقشہ میں سمجھا

ہوں وہ کچھ اس طرح بنتا ہے۔ میں نے وائرلیس فون کے

ذریعے سیکرٹ سروس کے چیف سے جو لیا کی بات کرائی۔ اس

وائرلیس فون کا اصل نمبر ملحقہ کو مٹھی میں تھا جو خالی ہے۔ اول

تو مجھے یقین تھا کہ یہاں کی سیکرٹ سروس کے پاس ایسے آلات

نہ ہوں گے جس سے وہ اصل نمبر ٹریس کر کے۔ لیکن اگر ہوں

بھی یہی تو وہ زیادہ سے زیادہ اس خالی کو مٹھی تک پہنچیں گے اور

بس۔ یعنی لازماً میری اجازت کے بغیر وہاں اس لڑکی کے چکر میں

گیا ہوگا۔ بینی کی یہ عیاشانہ فطرت ہی اسے لے گئی ہوگی۔ کیونکہ وہ

لڑکی بہر حال بے حد خوبصورت ہے اور بینی جیسے آدمی کے لئے

اس میں بے پناہ کشش ہوگی۔ مجھے اس بات کا خیال نہ آیا تھا

ورنہ میں بینی کو اپنے ساتھ ہی رکھتا۔ بینی وہاں پہنچا ہوگا تو

سیکرٹ سروس بھی اس ملحقہ کو مٹھی کے ذریعے وہاں پہنچ گئی ہوگی۔

اور ہو سکتا ہے بینی کا وہاں پہنچنا ہی ان کی نظروں میں آیا ہو اور

وہ اس کو مٹھی کی طرف متوجہ ہو گئے ہوں۔ اس کے بعد ظاہر

ہے کہ بینی کی لاش کا وہاں نہ ملنا اور اس کی کار کی وہاں موجودگی

یہ ظاہر کرتی ہے کہ بینی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اور اس لڑکی

کو چھڑا کر وہ لوگ ساتھ لے گئے ہیں۔ اور ایسی صورت میں

تو اب کھنڈرات میں عمران کے جانے والی بات بھی ختم ہو گئی۔

ظاہر ہے اس لڑکی نے بات کرتے ہوئے ضرور کوئی ایسا اشارہ کر دیا

ہوگا جس پر اکیٹھواصل بات سمجھ گیا ہوگا۔ مگر ہمیں اس اشارے کی سمجھ نہ آ سکی۔ بلکہ اب وہ کھنڈرات بھی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ گئے ہیں اور اب وہاں موجود ہماری اصل فیکٹری کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ مجھے وہاں ٹاسک سے بات کرنا ہوگی۔" ڈک نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے میز کی دروازہ کھولی اور دروازے سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور پھر وہ میز کی دروازہ بند کر ہی رہا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے ٹوٹوں کی آوازیں بکلنے لگیں۔ ڈک نے چونک کر پہلے تو ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ٹاسک کالنگ فرام بی۔ ون۔ اور۔" ٹرانسمیٹر سے تیز آواز ابھری اور ڈک کی پیشانی پر تیزی سے شکنوں کا جال پھیلنا لگا۔

"لیس! چیف باس انڈنگ یو۔ اور۔" ڈک نے جواب دیا۔ اس کے لہجے سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کوئی بری خبر سننے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہا ہے۔

"باس! مشن کامیاب ہو گیا ہے۔ ہم نے عمران اور اس کے ایک ساتھی کو ہٹ کر لیا ہے اور ان کی کار کے بھی پرچھے اڑ گئے ہیں۔ اور۔" دوسری طرف سے ٹاسک کی پرجوش آواز ابھری۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ عمران وہاں گیا ہے۔ اور۔" ڈک نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"لیس باس! ہمیں باس کمپنی نے ان کے آنے کی اطلاع دی تھی۔ چنانچہ ہم پوری طرح تیار ہو گئے۔ میں نے پہاڑیوں پر بھی اپنے آدمی پھیلا دیئے۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ ایک سیاہ رنگ کی کار جس میں دو افراد سوار ہیں کھنڈرات کی طرف آرہی ہے۔ پھر یہ دونوں آدمی چلتی گاڑی سے اچھل کر پہاڑی میں چھپ گئے جب کہ ڈرائیور کار کے کھنڈرات کی طرف آیا۔ ہم ان دونوں افراد کو گاڑی سے کودتے وقت چیک نہ کر سکے تھے۔ اس لئے ہم نے کار پر انتہائی طاقتور گروہاؤ فائر کر کے اسے بالکل تباہ کر دیا اور کار پرزے پرزے ہو کر پہاڑیوں میں بکھر گئی۔ لیکن پہاڑی پر موجود کمپنی کے آدمیوں نے ان دونوں افراد کو چیک کر لیا۔ چنانچہ وہ ان پر ٹپکے۔ لیکن ان دونوں نے فائرنگ کر کے کمپنی کے تینوں آدمیوں کو ختم کر دیا۔ اس وقت وہ ہمارے ٹارگٹ میں آ گئے۔ اس کے بعد وہ دونوں کھنڈرات کی طرف بڑھے پہلے عمران نیچے اترا اور اسی وقت ہم نے اس پر گروہاؤ فائر کر دیا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر عمران کا ساتھی بھی دوڑتا ہوا ادھر آیا جسے ہم نے دو بار رائفلی سے ہٹ کر دیا اور پھر گروہاؤ فائر کر دیا۔ وہ دونوں ایک کھائی میں گر گئے اور ہم نے مزید احتیاط کے لئے ان پر فائر کھول دیا۔ اس طرح وہ دونوں ہٹ ہو گئے۔ اور۔" ٹاسک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کی لاشیں کہاں ہیں۔ اور۔" ڈک نے پوچھا۔

"باس! انتہائی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس کے باوجود وہ

مرے نہیں۔ بلکہ شدید زخمی ہیں۔ لیکن بہر حال زندہ ہیں۔ میں نے انہیں کھنڈرات میں رکھوا دیا ہے اور ان کی ابتدائی مرہم پیج کر دی ہے تاکہ وہ فوری موت سے بچ جائیں۔ میں چاہتا تھا کہ آپ سے مزید آرڈر لے لوں۔ کیونکہ سیکنڈ ہاس کینی نے بتایا تھا کہ آپ خود چکنگ کے لئے آئیں گے۔ اب اگر آپ حکم دیں تو ان دونوں کو اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں سے چھلنی کر دیا جاتے۔ یا پھر انہیں آپ کے آنے تک زندہ رکھا جائے۔ اور۔۔۔ ٹاسک نے پوچھا۔

”ان کی حالت کیسی ہے۔ وہ اس حالت میں مزید کتنی دیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ اور۔۔۔“ ڈک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

”باس!۔۔۔ اس حالت میں تو وہ زیادہ سے زیادہ مزید آدھے گھنٹے تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ ہاں!۔۔۔ اگر ان کا آپریشن کر کے ان کے جسموں سے گولیاں نکال لی جائیں تو ان کے بچ جانے کے امکانات ہیں۔ اور۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا۔

”نہیں!۔۔۔ انہیں زندہ رکھنے کا رسک نہیں لیا جاسکتا۔ وہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ انہیں زندہ نہیں رہنا چاہیئے۔ تم ایسا کرو کہ ان دونوں کو فوری طور پر فائرنگ کر کے ان کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دو۔ اور پھر ان کی لاشیں کسی بندوگین میں ڈال کر شہر کے کسی چوراہے پر پھینک دو۔ اور سنو! ہو سکتا ہے ان کی موت کی وجہ سے سیکرٹ سروس کی ٹیم یا انٹیلی جنس

کھنڈرات کی چکنگ کے لئے آئے تو تم نے انتہائی محتاط اور چور رہنا ہے۔۔۔ بی۔ ون کی کسی کو بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیئے۔ اور۔۔۔ ڈک نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے باس!۔۔۔ میں سمجھتا ہوں اور ہماری سپیشل پلائی کی تیاری مکمل ہو چکی ہے۔ اب ہم آئندہ سپلائی کی تیاری تک مکمل طور پر کیمو فلاج ہو جائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اور۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ ان دونوں کی لاشیں بھی انتہائی محتاط ہو کر شہر میں پھینکیں گے۔ اور اینڈ آل“ ڈک نے کہا، اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

غیر ان کے کھنڈرات میں جانے کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس والے جولیا کو چھڑوا کر نہیں لے گئے۔ بلکہ اب مجھے یقین ہے کہ بینی خود اس لڑکی کو عیاشی کے لئے کہیں لے گیا ہوگا۔ اور جب اس کا دل بھر جائے گا تو پھر اسے واپس لے آئے گا۔ ڈک نے مطمئن لہجے میں کہا۔

لیکن باس!۔۔۔ اگر بینی اس لڑکی کو اپنے ساتھ لے جاتا تو پھر اپنے دو آدمیوں کا قتل۔ اور اس کی کار کی کوٹھی میں موجودگی۔ اسے کس خانے میں فٹ کریں گے آپ۔۔۔ سامنے بیٹھے گارڈ نے کہا اور ڈک نے ہونٹ بھینچ لئے۔

”تمہاری بات بھی واقعی سوچنے کی ہے۔ لیکن اگر وہ جولیا کو

ہر شخص جو درجہ اولیٰ کے خونی منظر سے
جی حال میں جینا چاہتا ہو اس حال میں صلا از
To Every person who
worried & preg special of
for every person always happy
From
navele -

ٹائیگر، صدیقی اور تنویر کے کھنڈرات میں سے جانے کے بعد
اپنی جگہ پر بیٹھا بے بسی سے ہونٹ کاٹا سوچنے لگا کہ اب وہ کیا کرے
کیا ان دونوں کی لاشیں حاصل کرنے کی جدوجہد کرے یا پھر خاموشی
سے واپس چلا جائے۔ یا تیسری صورت یہ ہے کہ ان کا انتقام لینے
کے لئے وہ مجرموں پر اکیلا ہی ٹوٹ پڑے۔ لیکن وہ کوئی واضح فیصلہ
نہ کر پا رہا تھا۔ کیونکہ اسے مجرموں کی تعداد اور پھر اس خوفناک گردباد
کے اچانک پیدا ہوجانے کی بابت یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ گردباد اصل
مہمیں بلکہ مصنوعی طریقے سے پیدا کئے جاتے ہیں اور پھر اس کے
پاس اتنا اسلحہ نہ تھا کہ وہ اکیلا ہی سب مجرموں سے نیپٹ لیتا۔ او
ضرر سچا خود کشی کرنے کا وہ قائل نہ تھا۔ آخر اس نے یہی سوچا کہ ایسٹو
سے بات کر لی جائے۔ اسے یہ خطرہ تو ضرور تھا کہ ہو سکتا ہے
کہ ٹرائیڈ کال کیجے ہو جائے۔ لیکن اسے بہر حال یہ یقین ضرور تھا کہ

چھڑا کر لے جاتے تو پھر وہ عمران کبھی ہمارے گریپ میں نہ پھنستا۔ بہر حال
عمران کے خاتمے سے میرے انتقام کو کافی حد تک تسکین مل گئی
ہے۔ اب میں اس سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس کے خلاف
آسانی سے کام کروں گا اور ان کے خاتمے کے بعد پھر اطمینان سے
لیڈی کنگ کا مشن شروع ہو جائے گا۔ تم ایسا کرو کہ جا کر بیٹی
کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کہاں ہے۔
اگر اس کا کوئی ٹیکو مل جلتے تو مجھے مطلع کر دینا۔ میں اب ذرا
آرام کرنا چاہتا ہوں۔ ٹوک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر گارنر
بھی اٹھ کھڑا ہوا اور سلام کر کے واپس ٹر گیا۔

6
ANTO

کال کیج کر لینے کے باوجود مجرم اتنی آسانی سے اس پر قابو نہ پاسکیں گے۔ چنانچہ جلدی سے اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود ایک چھوٹا مگر خاصا طاقتور ریسنج کاٹر انسٹریٹ بائرن نکالا اور اس کا ٹین آن کر کے ایک شو کی سپیشل فرکونیسی سیٹ کرنے کے لئے ناب گھمانے لگا۔ اور ابھی وہ فرکونیسی پوری طرح ایڈجسٹ نہ کر پایا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں بھگنے لگیں تو وہ بُری طرح چونک کر پڑا۔ اس نے ڈائل پر دیکھا تو سوئیوں کی ایڈجسٹمنٹ اجنبی ہندسوں پر پڑتی۔ ٹائیگر نے اس فرکونیسی کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو۔ ہیلو۔" ٹاسک کالنگ فرام بی۔ ون۔ اور۔

آواز اجنبی تھی۔

"لیس۔ چیف باس ایڈنگ یو۔ اور۔" ایک اور آواز ابھری اور ٹائیگر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اور اس کے بعد ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سن کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ صدیقی اور تنویر ابھی زندہ ہیں۔ البتہ اب انہیں گولیوں سے چھپنی کرنے کے احکامات دیتے جا رہے تھے۔

اس نے یہ سنتے ہی جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا۔ اس نے باقی گفتگو سننے پر وقت صرف کرنا اسے ضائع کرنے کے مترادف سمجھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کال ختم ہوتے ہی تنویر اور

چنانچہ ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر وہ اپنی جگہ سے نکلا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے پہاڑی کے عقبی حصے کی طرف دوڑنے لگا۔ اسے چونکہ یقین تھا کہ اب مجرم مطمئن ہو کر پہاڑیوں سے ہٹ گئے ہوں گے۔ اس لئے اس نے ادھر ادھر دیکھ کر وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اور انتہائی تیز رفتاری سے عقبی پہاڑی سے اتر کر وہ اس پہاڑی کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا اس پہاڑی پر پہنچ گیا جس کے سامنے کھنڈرات موجود تھیں۔ وہ سامنے کی بجائے اب کھنڈرات کے عقبی حصے سے ان میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ کیونکہ سامنے کے رخ سے اسے گرد باد کی زد میں آجانے کا خطرہ تھا۔

اور پھر ابھی وہ پہاڑی پر چڑھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر ٹرک گیا۔ کیونکہ سامنے ایک چٹان کے اوپر ایک غیر ملکی گود میں مشین گن رکھے بڑے اطمینان سے سگریٹ پی رہا تھا اس کی سائڈ ٹائیگر کی طرف تھی اس لئے وہ ٹائیگر کو نہ دیکھ سکا تھا۔

ٹائیگر تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا وہ اس کی عقبی طرف سے ہو کر اس کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین گن کو نال سے پکڑ لیا تھا۔ اور پھر اس کا ہاتھ بلند ہوا اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی وہ غیر ملکی ملکی سی چیخ مار کر چٹان سے نیچے جا گرا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور اس کے سر پر زور سے دے مارا۔ اور اس غیر ملکی کی کھوپڑی پچک گئی۔ ٹائیگر نے جھک کر اسے ٹانگوں سے پکڑا اور گھسیٹا ہوا ایک اور چٹان کی اوٹ میں لے گیا۔ لیکن اس چٹان پر

جائیں۔ یا پھر انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے۔ اس طرح تو یہ بے چارے سسک سسک کر ہی مر گئے۔ ایک بھاری آواز نے کہا۔

”ہو سکتا ہے باس ٹاسک چیف باس سے ہدایات لے رہا ہو۔“
ایک دوسری آواز سنائی دی۔
”میرا خیال ہے کہ میں جا کر معلوم کروں۔ تم خیال رکھنا۔ پہلی آواز نے کہا۔

”یہاں کس نے آنا ہے۔ ان کی حالت تو مردوں سے بھی بدتر ہے۔“
دوسری آواز سنائی دی اور پھر ایک دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آوازیں سنائی دیں تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ درست جگہ پر پہنچ گیا ہے۔
ساتھ والے کمرے میں تنویر اور صدیقی پڑے ہوئے تھے۔ لیکن اب ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ اس کا آئندہ اقدام کیا ہونا چاہیے۔ ان دونوں کی حالت بے حد خراب تھی۔ انہیں فوری طبی امداد کی ضرورت تھی اور وہ ان دونوں کو اس حالت میں اٹھا کر اکیلا اپنی کار تک نہ جاسکتا تھا جو یہاں سے انتہائی دور و خیرے میں کھڑی تھی۔
ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اُسے ایک بار پھر دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑا۔

”باس خود آ رہا ہے۔ ہوشیار رہو۔“ وہی بھاری آواز سنائی دی اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ ٹاسک، تنویر اور صدیقی کو گولیوں سے چھلنی کرنے آ رہا ہے۔ اس نے اپنے سامنے موجود دروازے پر ہلکا سا دباؤ ڈالا تو دروازہ اُسے کھلا ہوا محسوس ہوا۔ چنانچہ وہ رک گیا اب اُسے

اس نے جیسے ہی قدم رکھا۔ چٹان ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی۔ اور ٹائیگر چونک پڑا۔ یہ ایک سرنگ سی تھی۔ اور ٹائیگر اس لئے چونکا تھا کہ اس کے ذہن میں تصور بھی نہ تھا کہ یہاں کھنڈرات میں جانے کے لئے کوئی سرنگ بھی ہو سکتی ہے۔ اس نے جلدی سے لاش کو ایک طرف پھینکا اور پھر مشین گن اٹھاتے وہ اس سرنگ میں گھس گیا۔

اس کے اندر جاتے ہی اس کے عقب میں سرنگ بند ہو گئی لیکن اس کے ساتھ ہی سرنگ میں ہلکی سی روشنی پھیل گئی۔ یہ سرنگ انسانی ہاتھوں سے بنائی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ ٹائیگر نے اپنی رفتار تیز کر دی اور اسی لمحے اُسے احساس ہوا کہ کہیں قریب ہی کوئی بھاری مشین چل رہی ہے۔ کیونکہ سرنگ میں اُسے ہلکی ہلکی دھمک محسوس ہو رہی تھی۔ وہ حیران رہ گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔

سرنگ کافی طویل تھی۔ اور پھر اختتام ایک چٹان پر ہوا۔ ٹائیگر جیسے ہی اس چٹان کے قریب پہنچا تو وہ چٹان خود بخود ایک سائیڈ میں ہٹ گئی اور ٹائیگر احتیاط سے اندر داخل ہو گیا۔ اب وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھا۔ یہ کمرہ اپنی ساخت کے لحاظ سے یقیناً تہ خانہ تھا۔ اس کا دوسری طرف باقاعدہ ایک دروازہ تھا۔ وہ آہستہ سے دروازے کی طرف بڑھا تو اُسے کسی کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ دروازے کے قریب ہی رک گیا۔
باس ان کے متعلق فیصلہ نہیں کر رہا۔ یا تو ان کی گولیاں نکالی

اطمینان تھا کہ وہ کسی بھی وقت دروازہ اچانک کھول کر ان پر فائر کر سکتا ہے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک آدمی کے اندر آنے کی آواز سنائی دی۔

سنو!۔۔۔ چیف باس نے ہدایت کی ہے کہ ان دونوں کو گولیوں سے چھپنی کر کے ان کی لاشیں بندوگین میں ڈال کر شہر کے کسی چوتھے پر پھینک دی جائیں تاکہ ان کے ساتھیوں کو یہ اندازہ نہ ہو سکے کہ انہیں یہاں کھنڈرات میں ہلاک کیا گیا ہے۔ ٹاسک کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اس نے ٹرانسمیٹر پر سنی تھی۔

باس!۔۔۔ انہیں گولیوں سے چھپنی کر کے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ تو ویسے ہی مر رہے ہیں۔ اور شہر پہنچتے تک تو یہ لازماً ختم ہو جائیں گے۔ بھاری آواز نے کہا۔

نہیں!۔۔۔ باس کی ہدایات پر پوری طرح عمل ہونا چاہیے۔ ٹاسک کی آواز سنائی دی۔

باس!۔۔۔ ایک پہلو اور بھی ہے۔ یہاں اس کمرے میں تو خاصا بارود موجود ہے۔ یہاں گولیاں چلانے سے رسک بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا ہے کہ ہم ان دونوں کو اٹھا کر سرنگ تھری سے باہر پہاڑی پر لے جائیں اور وہاں انہیں گولیوں سے چھپنی کر کے دیگن میں ڈال کر شہر لے جائیں اور ان کی لاشیں پھینک آئیں۔ بھاری آواز نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اسی طرح کر لو۔ اس میں بھی کوئی ہرج نہیں

ہے۔ ٹاسک نے جواب دیا اور پھر اس کے قدموں کی باہر جاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

بلیک!۔۔۔ تم جا کر دیگن لے کر عقبی طرف آؤ۔ میں انہیں اٹھا کر سرنگ سے باہر لے جاتا ہوں۔ بھاری آواز نے کہا۔ لیکن تم ان دونوں کو کیسے اٹھا کر لے جاؤ گے۔ بلیک نے جواب دیا۔

میں دو چکر لگاؤں گا۔ فکر نہ کرو۔ تم دیگن لے آؤ۔ تمہیں چونکہ لمبا چکر کاٹنا پڑے گا اس لئے اگر تم میرے ساتھ ایک کو اٹھا کر باہر لے گئے تو پھر کافی دیر ہو جائے گی۔ بھاری آواز والے نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ بلیک کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر قدموں کی اور دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ تو ٹائیگر تیزی سے واپس پلٹا اور درمیانی چٹان کو اس کر کے وہ سرنگ میں پہنچا اور پھر بے تحاشا دوڑتا ہوا اس کے بیرونی سرے کی طرف بڑھ گیا۔ سرنگ سے باہر نکل کر وہ ایک چٹان کے قریب چھپ کر بیٹھ گیا۔ تقریباً سات آٹھ منٹ بعد سرنگ کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک بھارتی جسم کا آدمی باہر آیا تو ٹائیگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس نے تنور اور صدیقی دونوں کو بیک وقت دونوں کا دھوؤں پر لا دیا ہوا تھا۔ حالانکہ تنور اور صدیقی دونوں خاصے ٹھوس جسم کے مالک تھے اس لئے اس بھاری آواز اور بھاری بدن والے نے واقعی ہمت سے کام لیا تھا۔ وزن اٹھانے کی وجہ سے وہ بڑی طرح ہانپ رہا تھا۔

اس نے باہر نکلتے ہی جھک کر ان دونوں کو چٹان پر پھینکا اور خود سائیڈ چٹان پر بیٹھ کر سانس برابر کرنے لگا۔
ٹائیگر بلی کی طرح پیچھے کی طرف سمٹا اور پھر غرگوش کی طرح چٹانوں میں پنہلوں کے بل پھدکتا ہوا وہ اس کے عقب میں آنے لگا۔ وہ فائر نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح ادھر ادھر کوئی اگر موجود ہوں گے تو وہ چونک سکتے تھے۔ یا پھر بلیک ہی جو شاید وگین لے کر آ رہا ہوگا چونک پڑے گا۔

جیسے ہی ٹائیگر عقب میں پہنچا۔ وہ بھاری بدن والا اٹھا اور اس نے کاندھے سے مشین گن اتار کر تنویر اور صدیقی کی طرف سیدھی کرنے لگا۔ ٹائیگر ابھی کافی فاصلے پر تھا اور اس نے اندازہ کر لیا کہ اگر وہ اس چھلانگ لگاتا ہے تو یہ اس سے پہلے ہی تنویر اور صدیقی دونوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اس لئے اس نے جلدی سے اپنی مشین گن سیدھی کی اور تیزی سے ٹریگر دبا دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھاری بدن والا بغیر جینے اچھل کر پہلو کے بل چٹانوں پر گرا اور پھر لڑھکتا ہوا نیچے گر تا گیا۔ پھر ایک آگے کو نکلی ہوئی چٹان کے ساتھ اس کا جسم ٹکرا کر ریزہ گیا۔ اس کے ہاتھ سے مشین گن وہیں گر پڑی تھی۔

ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے اس کی کھوپڑی کا نشانہ لیا تھا اور اس کا نشانہ درست بیٹھا تھا۔ گولیوں نے اس کی کھوپڑی کو ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔ اور اب اس کی لاش بغیر کھوپڑی کے چٹانوں میں پڑی تھی۔ ٹائیگر دوڑتا ہوا اس کے مردہ جسم کی طرف بڑھا اور اس

نے جلدی سے اُسے گھسیٹ کر ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں ڈال دیا۔ تاکہ وگین لے کر آتے ہوئے بلیک کو اس کی لاش نظر نہ آ سکے۔ اس کے بعد ٹائیگر نے پہاڑی سے نیچے ایک ناچختہ سی سرنگ کی طرف دیکھا تو اُسے کوئی وگین وغیرہ نظر نہ آئی۔

تنویر اور صدیقی کی حالت دیکھ کر ہی معلوم ہو رہا تھا کہ ان دونوں کی حالت خاصی خراب ہے۔ اور گزرنے والا ہر لمحہ انہیں زندہ کی سے دُور لے جا رہا ہے۔ اس لئے ٹائیگر نے وگین کے آنے اور پھر بلیک کے اور چٹان تک آنے اور انہیں وگین تک نیچے لے جانے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس نے اپنی مشین گن بغل سے لٹکائی اور پھر جھک کر اس نے تنویر کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر پہاڑی سے نیچے اترنے لگا۔

چونکہ اس نے پہاڑی سے نیچے اترنا تھا اس لئے وہ دونوں کو بیک وقت نہ اٹھا سکتا تھا۔ تیزی سے پہاڑی سے نیچے اترتے ہوئے وہ کئی بار پھسلتے پھسلتے بچا۔

اور پھر ٹرک کے قریب پہنچ کر اس نے ایک چٹان کی اوٹ میں تنویر کو اس طرح لٹا دیا کہ وہ دُور سے دیکھا نہ جاسکے۔ اور پھر ٹائیگر دوبارہ تیزی سے پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہا تھا کہ کہیں بلیک وگین لے کر نہ پہنچ جائے لیکن شاید فاصلہ کافی زیادہ تھا اس لئے بلیک ابھی تک نہ پہنچا تھا۔ اور شاید اس بھاری بدن والے آدمی پر فائر کرنے کا رد عمل اس لئے ظاہر نہ ہوا تھا کہ سب نے یہی سوچا ہوگا کہ اس بھاری بدن والے

نے تنویر اور صدیقی دونوں پر فائر کھولا ہے۔
 مقوڑی دیر بعد ٹائیگر صدیقی کو کا ندھے پر لا کر نیچے پہنچ
 گیا۔ اور پھر اس نے جیسے ہی چٹان کی اوٹ میں صدیقی کو لٹایا
 اُسے دُور سے ایک خاکی رنگ کی بڑی سی جیب نما ویگن تیزی
 سے آتی دکھائی دی۔ اس کو دیکھ کر ٹائیگر خود بھی اسی چٹان کے
 پیچھے چھپ گیا تاکہ بلیک اُسے دیکھ نہ سکے مٹین گن اس لے ہاتھ
 میں لے لی تھی۔

ویگن خاصی تیز رفتاری سے اس سڑک پر دوڑی اور ہچکولے
 کھاتی ہوئی قریب آئی گئی۔ اور پھر وہ عین اسی جگہ آکر رُک کی جہاں
 قریب ہی بڑی سی چٹان کے پیچھے ٹائیگر، تنویر اور صدیقی کے
 ساتھ ہی چھپا ہوا تھا۔

ویگن کے رُکتے ہی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور ایک
 چھری سے بدن کا نوجوان ویگن سے باہر نکلا۔ اس نے ایک لمحے
 کے لئے منہ اٹھا کر اوپر پہاڑی کی طرف دیکھا۔ وہ شاید اس بھاری
 بدن والے کو دیکھ رہا تھا جو تنویر اور صدیقی دونوں کو بیک وقت
 اٹھا کر سڑنگ سے باہر لایا تھا اور پھر ٹائیگر کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔
 مگر جب وہ اسے نظر نہ آیا تو وہ کندھے جھٹکتا ہوا تیزی سے پہاڑی
 پر چڑھنے لگا۔

جب وہ کافی اوپر چڑھ گیا تو ٹائیگر نے مٹین گن کا رخ اس کی
 طرف کیا اور اس کی کھوپڑی کا نشانہ لے کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔
 ایک بار پھر دھماکہ ہوا اور اوپر چڑھتا ہوا بلیک اچھل کر منہ کے بل نیچے

گرا اور پھر اس کی لاش بھی لڑھکتی ہوئی چٹانوں سے نیچے گرنے لگی۔
 اور پھر بھاری بدن والے کی طرح اس کا مڑدہ جسم بھی ایک چٹان سے
 اٹک کر رُک گیا۔

ٹائیگر تیزی سے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور اس نے آگے
 بڑھ کر ویگن کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر اس نے انتہائی بھرتی سے
 کام لیتے ہوئے تنویر اور صدیقی کو باری باری ویگن میں منتقل کیا
 اور پچھلا دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا
 دروازہ کھولا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے
 اس نے ویگن کو انتہائی تیز رفتاری سے تنگ جگہ ہونے کے باوجود
 انتہائی مہارت سے موڑا اور پھر اسے خاصی رفتار سے واپس
 دوڑنے لگا۔

پہاڑی کے پیچھے سے لمبا چکر کاٹ کر جب وہ کھنڈرات کے
 سامنے کے حصے میں آیا تو اچانک ویگن کے ڈرائیونر کے نیچے سے
 ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ ٹائیگر چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں
 پہلا خیال یہی آیا کہ بلیک اور اس بھاری بدن والے کی لاشیں ٹریس
 ہو گئی ہوں گی اس لئے کال کی جا رہی ہے۔ لیکن دوسرے لمحے
 اس نے یہ خیال جھٹک دیا۔ کیونکہ اگر ایسی بات ہوتی تو وہ کال کرنے
 کی بجائے براہ راست ویگن کو ہی ہٹ کر دیتے۔ اس نے جلدی
 سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔
 "لیس بلیک اسٹنڈنگ یو۔ اوور" — ٹائیگر نے بلیک کی آواز
 حلق سے نکالتے ہوئے کہا۔

”کیسے پکینگ! — ان دونوں کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دیتے ہیں۔ اور —“ ایک سخت سی آواز سنا دی۔
 ”لیس باس۔ اور —“ ٹائیگر نے اس کے ہلچے سے ہی سمجھ لیا تھا کہ وہ کوئی سیکنڈ باس ٹائپ چیز ہے۔
 ”ٹھیک ہے! — کیا روگر تمہارے ساتھ جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ ابھی تک واپس نہیں آیا۔ اور —“ کیسے نے اس بار قدرے مطمئن ہلچے میں پوچھا۔

”لیس باس —“ ٹائیگر نے مختصر جواب میں ہی عافیت سمجھی۔
 ”اوس کے! — انہیں کسی چوک پر پھینک کر تم نے واپس نہیں آنا۔ بلکہ پوائنٹ زیرو ٹو پر رپورٹ کرنی ہے۔ اور اینڈ آل —“
 کیسے نے کہا اور بغیر جواب لے لے اس نے رابطہ ختم کر دیا۔
 ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور ویگن کی رفتار تیز کر دی۔ ظاہر ہے اس نے انہیں لے کر سیدھا ہسپتال پہنچا تھا اور اس کے بعد انجین کو رپورٹ کرنی تھی۔

”تم کچھ پریشان لگ رہے ہو طاہر —“ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے سامنے بیٹھے بلیک زیرو کو دیکھ کر کہا۔ عمران کے سر اور جسم پر ابھی تک پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ لیکن اس کے چہرے سے معلوم نہ ہو رہا تھا کہ وہ خاصا زخمی ہوا ہے۔ وہ ہسپتال سے سیدھا وائٹس منزل آرہا تھا۔
 ”آپ کو ابھی آرام کرنا چاہیے تھا —“ بلیک زیرو نے چونک کر جواب دیا۔

”لبس کر لیا آرام — کیا بات ہے — تم الجھے ہوئے کیوں ہو؟“ عمران نے کمرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
 ”میں تنویر اور صدیقی کی طرف سے متفکر ہوں — انکی طرف سے کوئی رپورٹ وغیرہ نہیں آئی — اور نہ ہی ٹائیگر نے کوئی رپورٹ دی ہے —“ بلیک زیرو نے کہا۔

تنبیر۔ صدیقی اور ٹائیگر۔ کیا مطلب — کہاں گئے ہیں وہ؟
 عمران نے چونک کر پوچھا۔ کیونکہ اسے ہسپتال جانے کے بعد ابھی تک
 صرف اتنی رپورٹ ملی تھی کہ جولیا کو چھڑا لیا گیا۔ باقی اسے کسی چیز کا علم
 نہیں تھا۔
 میں نے انہیں گردباد کے کھنڈرات میں بھیجا ہے۔ — بلیک زیرو
 نے کہا۔

”گردباد کے کھنڈرات میں — وہ کیوں؟ —“ عمران نے
 مزید چوکتے ہوئے پوچھا۔

اور جواب میں بلیک زیرو نے جولیا کی سپیشل نمبر پر کال آنے سے
 لے کر اسے چھڑانے اور بیٹی کو اغوا کر کے لے آنے — اور ادھر
 صدیقی کو عمران کے میک اپ میں کھنڈرات پر بھیجنے تک ساری روئیداد
 تفصیل سے سنا دی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس نے جولیا کو فوری
 تشدد یا موت سے بچانے کے لئے انہیں کھنڈرات کی طرف بھیجا ہے۔
 ”اوہ! — تم نے فیصلہ تو درست کیا ہے — لیکن وہ لوگ
 تو پوری طرح دہاں تیار ہوں گے — اور تنبیر کی عادت کو تو تم
 جانتے ہو کہ وہ ڈائریکٹ ایکشن کا قائل ہے“ — عمران نے
 پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”میں خود ان کی نگرانی کے لئے جاتا — لیکن جولیا کا مسدو دریاں
 میں تھا — اور وہ بیٹی بھی یہاں پہنچتے ہی ہلاک ہو گیا۔ جب میں
 جولیا کو لے کر واپس پہنچا تو زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے وہ
 ختم ہو چکا تھا۔ خاور تو اسے گیسٹ روم میں ڈال کر چلا گیا تھا۔“

بلیک زیرو نے کہا۔
 ”ٹائیگر ہے تو ہوشیار آدمی۔ لیکن — کتنی دیر ہوئی ہے انہیں
 وہاں گئے ہوتے“ — عمران نے پوچھا۔

”تقریباً ایک گھنٹہ ہونے والا ہے — اب میں سوچ رہا تھا
 کہ خود ان کے پیچھے جاؤں — میں نے ٹرانسمیٹر کال کرنے کا سوچا
 تھا۔ لیکن پھر رک گیا کہ سنانے وہ کسی پوزیشن میں ہوں۔ اس لئے رک
 گیا۔ — بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ! — اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ شدید خطرے میں ہوں گے
 مجھے خود جانا پڑے گا“ — عمران نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے
 ہوئے کہا۔

”لیکن آپ تو زخمی ہیں“ — بلیک زیرو نے گھبرا کر پوچھا۔
 ”ظاہر! — میرے آدمی موت کے منہ میں ہوں اور میں یہاں بیٹھا
 اپنے زخم دیکھتا رہوں — جولیا کو رہا کرانے کے بعد تمہیں خود سیدھا
 وہیں جانا چاہیئے تھا“ — عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور
 بلیک زیرو نے بے اختیار منہ جھکا لیا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران
 نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“ — عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
 ”ٹائیگر بول رہا ہوں سر“ — دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز
 سنائی دی اور عمران کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔
 ”کیا رپورٹ ہے؟“ — عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”سرا! — تنویر اور صدیقی شدید زخمی ہو گئے تھے بلکہ اب بھی میں نے انہیں ہسپتال پہنچا دیا ہے۔ ڈاکٹر انہیں آپریشن تھیٹر میں لے گئے ہیں اور میں آپ کو فون کر رہا ہوں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”تفصیل بتاؤ۔“ ہوا کیا؟ — عمران نے انتہائی کراخت لہجے میں پوچھا اور جواب میں ٹائیگر نے کھنڈرات میں پیش آنے والی تمام تفصیلات بتا دیں اور جیسے جیسے تفصیلات عمران کے کانوں میں پڑتی رہیں اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال پھیلتا چلا گیا۔ ”تمہارا مطلب ہے کہ وہ گردباد مصنوعی تھے؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں سرا! — اس کا مجھے یقین ہے۔ کیونکہ اگر وہ مصنوعی نہ ہوتے تو ان کے علاوہ بھی پیدا ہوتے۔ وہ تو صرف اسی وقت پیدا ہوتے۔ جب انہوں نے کار اور صدیقی کو ٹارگٹ بنایا۔ اور سرا! — اس سڑک میں جاتے ہوئے میں نے کسی مشین کے چلنے کی دھمک بھی محسوس کی تھی۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ہونہہ! — ٹھیک ہے۔ میں چیک کر لوں گا۔“ تم نے واقعی انتہائی ذہانت اور بہادری سے کام لیا ہے۔ میں عمران سے تمہاری تعریف کروں گا۔“ عمران نے ایجنٹوں کے لہجے میں کہا۔ یہ میرا فرض تھا جناب! — ویسے مجھے افسوس ہے کہ میں اسی پوزیشن میں تھا کہ تنویر اور صدیقی کو زخمی ہونے سے نہ بچا سکا۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔“ میں سمجھتا ہوں۔“ تم ہمیں ہسپتال میں رہو۔ عمران سے بات کرتا ہوں۔“ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں کوئی مزید ہدایات دے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آتھ بڑھا کر کمر ٹیل دبا دیا۔

”ہسپتال کے نمبر ڈائل کرو۔“ تنویر اور صدیقی شدید زخمی ہیں۔ میں ان سے متعلق تفصیلی رپورٹ لے لوں۔“ بلیک زیرو سے عمران نے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زیرو نے جلدی سے سپیشل ہسپتال کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”لیس ڈاکٹر اسلم سپیکنگ۔“ رابطہ ہوتے ہی ڈاکٹر اسلم کی آواز سنائی دی۔

”ایجنٹ۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ لیس سرا۔“ ڈاکٹر اسلم کا لہجہ یکلاخت موڈ بانہ ہو گیا۔

”تنویر اور صدیقی کی کیا پوزیشن ہے؟“ عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

”ڈاکٹر رحمان اور ڈاکٹر زلفی نے ان کے آپریشن کئے ہیں۔ وہ فی الحال خطرے میں ہیں۔ لیکن امید ہے کہ ٹھیک ہو جائیں گے۔“ ڈاکٹر اسلم نے جواب دیا۔

”ڈاکٹر رحمان سے بات کراؤ۔“ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”لیس سرا! — ہولڈ آن کریں سرا۔“ ڈاکٹر اسلم نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ڈاکٹر رحمان کی بھاری آواز سنائی دی۔

لیس سرا! میں رحمان بول رہا ہوں سر! ڈاکٹر رحمان کا لہجہ بھی مودبانہ تھا۔

تنویر اور صدیقی کی درحقیقت کیا پوزیشن ہے؟ عمران نے پوچھا۔ سرا! میں نے صدیقی صاحب کا آپریشن کیا ہے جو عمران صاحب کے میک آپ میں تھا۔ لیکن لے آنے والے نے مجھے بتا دیا تھا کہ وہ صدیقی صاحب ہیں۔ ان کو گولی پہلو میں لگی ہے جس نے اچھا خاصا کلیس خراب کر دیا۔ اس کے علاوہ ان کا خون بھی بہت بہر چکا تھا۔ اور اگر آٹھ دس منٹ وہ مزید نہ پہنچتے تو پھر ان کے بچنے کا ایک فیصد بھی حائل نہ ہوتا۔ بہر حال ایمر جنسی طور پر صورت حال کو سنبھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آپریشن کر کے گولی نکال لی گئی ہے۔ خون بھی دے دیا گیا ہے۔ ابتدائی طور پر تو صورت حال سنبھل گئی ہے۔ لیکن ابھی وہ پوری طرح خطرے سے باہر نہیں ہیں۔ باقی ڈاکٹر زلفی نے تنویر صاحب کا آپریشن کیا ہے۔ انہیں گولی سینے میں لگی ہے اور ان کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے بھی اپنی جگہ سے کھسک گئے۔ کئی پسلیاں بھی ٹوٹ گئی ہیں۔ ان کا آپریشن کامیاب رہا ہے۔ ڈاکٹر زلفی نے بے حد محنت کی ہے۔ تنویر صاحب کی حالت تو صدیقی صاحب سے بھی زیادہ خطرناک تھی۔ لیکن وہ اب مسٹر صدیقی کی نسبت کم خطرے میں ہیں۔ لیکن فی الحال پوری طرح خطرے سے باہر نہیں ہیں۔ ڈاکٹر رحمان نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا، سنو ڈاکٹر! یہ میری ٹیم کے ممبر ہیں اور انہیں ہر صورت میں

زندہ رہنا ہے۔ سمجھے؟ عمران نے انتہائی سر دلبے میں کہا۔ سرا! ہمیں احساس ہے۔ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر رحمان نے جواب دیا۔

تم ایک اچھے ڈاکٹر ہو۔ اس لئے تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آئندہ میرے سامنے کوشش کا لفظ دوبارہ منہ سے نہ نکالنا۔ میں لفظ کوشش کو ناکامی کے معنوں میں لیتا ہوں۔ اور ناکامی کے لفظ سے مجھے الرجی ہے۔ انہیں زندہ رہنا ہے، ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔ تم دونوں نے اس وقت تک ان کے قریب سے نہیں ہٹنا، جب تک وہ مکمل طور پر خطرے سے باہر نہ ہو جائیں۔ عمران کا لہجہ انتہائی سخت ہو گیا تھا۔

”ٹھیک ہے سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ یہ انشا اللہ زندہ رہیں گے سر۔“ ڈاکٹر رحمان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

یہ اچھا کلیس ہے۔ ایک ایک کر کے ساری ٹیم ہسپتال پہنچتی جا رہی ہے۔ عمران نے رسیور رکھتے ہی سر دلبے میں کہا۔ میرے خیال میں ہمیں ان کھنڈرات پر ریڈ کرنا چاہیے۔

بلیک زبرونے کہا۔ وہ کر لیں گے۔ فی الحال مسئلہ اس ڈک کو ٹریس کرنے کا ہے اس کی یہ عادت اسے بچاتے ہوئے ہے کہ وہ بے شمار ٹھکانے بناتے ہوئے ہے۔ اور کسی بھی ٹھکانے پر نہ مستقل طور پر خود رہتا ہے اور نہ زیادہ آدمی رکھتا ہے۔ اور ٹائیگر کے مطابق وہ کھنڈرات

میں ہی نہ تھا۔ وہاں باس کوئی ٹاسک تھا۔ عمران نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے فبر گھمانے شروع کر دیئے۔
 ڈاکٹر اسلم۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر اسلم کی دوبارہ آواز سنائی دی۔
 ڈاکٹر اسلم!۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ یہاں ہسپتال میں
 ٹائیگر ہوگا۔ اسے جانتے ہونا۔ عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا۔

بالکل عمران صاحب!۔ اچھی طرح جانتا ہوں اور اس وقت وہ میرے پاس ہی بیٹھے ہیں۔ بات کیجئے۔ ڈاکٹر اسلم نے سنستے ہوئے جواب دیا۔
 یس ٹائیگر سپیکنگ۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز رسیور پر ابھری۔

یار ٹائیگر!۔ ابھی ابھی ایکسٹو نے مجھے تمہاری کہانی سنائی ہے۔ تم نے تو کمال کر دیا ہے۔ تنویر اور صدیقی کو واقعی موت کے منہ سے نکال لاتے ہو۔ ویری گڈ۔ عمران نے جان بوجھ کر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب!۔ آپ کی اس تعریف سے میری محنت وصول ہوگئی ہے۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

یہ خالی خولی وصولی سے بات نہیں چلے گی۔ مٹھائی کھلانی پڑے گی۔ اہں یہ بتاؤ کہ وہ دیگن کہاں ہے جس پر تم تنویر اور صدیقی دونوں کو ہسپتال لے آئے تھے۔ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔
 دیگن۔ سروہ ہسپتال کی پارکنگ میں موجود ہے۔ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔
 سنو!۔ تم نے اب ایسا کرنا ہے کہ اس دیگن کو لے کر شہر

میں گھومنا ہے۔ مجرموں کو لازماً اپنے آدمیوں کی جنہیں تم نے ہلاک کیا ہے، لاشیں مل گئی ہوں گی۔ اور صورت حال کا بھی علم ہو گیا ہوگا۔ اس لئے اب وہ لوگ اس دیگن کو تلاش کریں گے۔ اور ظاہر ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے ہسپتالوں میں دیگن کو ٹریس کرنا ہے۔ میں اور سیکرٹ سروس کے باقی افراد تمہاری نگرانی کریں گے۔ اگر وہ لوگ تم سے ٹکرا جائیں اور تمہیں اعزا کر کے لے جانا چاہیں تو معمولی سی جدوجہد کے بعد تم ہتھیار ڈال دینا۔ اب میں اس معاملے کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ ورنہ اگر سیکرٹ سروس کے ممبران کی ہسپتال جانے کی یہی رفتار رہی تو ایکسٹو کو بھی شاید اس بار ہسپتال کے بستر پر لیٹنا پڑے۔ عمران نے سامنے بیٹھے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔

عمران صاحب!۔ کیوں نہ ان کھنڈرات پر ریڈ کیا جائے ٹائیگر نے کہا۔

اب وہاں جا کر آثار قدیمہ کی ہی ریسرچ ہو سکتی ہے۔ تمہارے واقعہ کے علم میں آنے کے بعد وہ وہاں بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”اوہ ہاں عمران صاحب! — واقعی مجھے تو اس کا خیال نہیں آیا تھا۔ — بہر حال ٹھیک ہے۔ — تو پھر میں ویگن لے کر شہر کی طرف چل پڑوں۔ — ٹائیگر نے شرمندہ سے ہلے میں کہا۔

”نہیں ابھی نہیں۔ — جب ہم سب وہاں پہنچ جائیں گے اور پھر میں تمہیں ٹرانسمیٹر پر کاشن دوں گا۔ — ایسا نہ ہو کہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ لوگ تم سے ملکر جائیں اور تمہیں اغوا کر کے لے جائیں۔ — پھر مجھے اخبار میں گمشدگی ٹائیگر کا اشتہار دینا پڑے۔ — اور ہو سکتا ہے کہ اشتہار کے چھپتے ہی کوئی سکرٹس والے آدھکیں۔ — عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اختیار ادا بھی آواز میں منس دیا۔

عمران نے ریور کرڈل پر رکھ دیا۔
”اب کتنے ممبر ہسپتال سے باہر ہیں۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔
”نعمانی۔ خاور۔ جولیا اور میں۔ — بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی کافی ہیں۔ — تم ایسا کرو کہ ان تینوں ممبروں کو کہہ دو کہ وہ میک آپ کر کے علیحدہ علیحدہ کاروں میں سپیشل ہسپتال پہنچ جائیں۔ — میں ان سے علیحدہ رہوں گا۔ — ٹرانسمیٹر اپنے پاس رکھیں۔ میں موقع پر انہیں گائیڈ کرتا رہوں گا۔ — عمران نے کہا۔

نگرائی کر رہی ہیں۔ — ایک کار لڑکی چلا رہی ہے یہ ایک مقامی لڑکی ہے۔ — جب کہ دو کاروں کو مروڈز ایو کر رہے ہیں۔ — اس وقت یہ قافلہ اسپائن روڈ پر ہے۔ — اور ان کا رخ تمہاری والی سڑک کی طرف ہی ہے۔ — تم وہیں ٹک جاؤ۔ اور پھر جیسے ہی یہ کاریں اس روڈ پر آئیں گی۔ میں تمہیں ان کی مکمل تفصیلات بتا دوں گا۔ — وہ سڑک خاصی ویران ہے اور اس سڑک پر ٹریفک بہت کم ہوتا ہے۔ — اس لئے تم نے ان تینوں کاروں اور اس ویگن پر قریب سے گزرتے ہوئے ایٹی سکس فائر کرنا ہے۔ — تمہارے پاس موجود ہے ایٹی سکس۔ اور ٹوک نے کہا۔

میں باس! — میری کار میں موجود ہے۔ اور۔ — کار نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ — ایٹی سکس فائر کرنے کے بعد تم نے آگے بڑھ جانا ہے اور پھر گھوم جانا ہے۔ — میں ان کے پیچھے رہوں گا۔ — جب ایٹی سکس مکمل گرپ کر لے گی تو پھر میں ان چاروں کو اپنی کار میں ڈال کر لے جاؤں گا اور تمہیں ویگن کے متعلق اطلاع کر دوں گا۔ — تم ویگن کو لے کر پوائنٹ ٹو پر چلے جانا۔ — سمجھ گئے۔ اور۔ — ٹوک نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن سر! — ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آپ کو مارک کر لیا ہو۔ اور وہ لوگ آپ کی بھی نگرائی کر رہے ہوں۔ اور

ان کا کوئی اور بھی سامتی ہو۔ جسے آپ مارک نہ کر سکے ہوں۔ میرا مطلب ہے کہ اگر ایسی سکس گرپ کے بعد تم بھی آپ کے ساتھ رہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اور۔۔۔ گارنر نے کہا۔
 "تم مجھے کیا سمجھتے ہو احمق کے بچے!۔۔۔ جو مجھے سبق پڑھا رہے ہو۔۔۔ ٹائٹنس!۔۔۔ آئندہ اگر ایسی بات تمہاری زبان سے نکلی تو کھال کھنچواؤں گا۔ اور۔۔۔ ڈک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سورہی سر!۔۔۔ میں تو ویسے ہی۔۔۔ ویری سورہی سر۔ اور۔۔۔ گارنر نے بڑی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "جو میں نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل ہونی چاہیے بس۔ اور اینڈ آل"۔۔۔ ڈک نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر مائیک کا بٹن آف کر کے اس نے مائیک واپس اپنی جگہ پہنچا دیا۔ اب اس کی نظریں ویکن اور اس کی نگرانی کرنے والی کاروں پر مرکوز تھیں۔ ویکن اور اس کے آگے پیچھے دوڑتی ہوئی کاریں اب ریگنٹن روڈ کی طرف جانے والے پورا ہے پر پہنچ چکی تھیں۔ اور پھر ویکن ریگنٹن روڈ کی طرف مڑ گئی۔ اور ڈک نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اسے اب یقین سا ہو گیا تھا کہ یہ تعاقب اور نگرانی کرنے والی کاریں لازماً سیکرٹ سروس کی ہیں اور انہوں نے اس کے آدمیوں کو ٹریپ کرنے کے لئے یہ جال بچھایا ہے۔ لیکن اب وہ خود اس جال میں پھنس رہے تھے۔ وہ چاہتا تو گارنر کو کہہ کر ان سب کاروں کو میزائل فائرنگ سے یہیں روڈ پر ہی تباہ کر اسکتا تھا۔

لیکن اب اس نے یہ جلی چوسے والا کھیل ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ ان چاروں کو علیحدہ علیحدہ سنٹر میں پہنچا کر وہ پھر ان سے علیحدہ علیحدہ پوچھ گچھ کرے گا۔ اور پھر ان کی دی ہوئی اطلاعات کے مطابق وہ پوری قوت سے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کر کے اس تنظیم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیگا کیونکہ کھنڈرات والے اڈے کے سامنے آنے کے بعد اب یہ کارروائی اس کے لئے انتہائی ناگزیر ہو گئی تھی۔ غورتوں کی لاشوں کے ذریعے منشیات کی سمگلنگ کا دھندہ تو اس کے لئے ایک نیا نیا حلیہ رکھتا تھا۔ اصل پر اجیکٹ تو بی۔ ون تھا اور اس میں جو سپیشل مال تیار ہو رہا تھا۔ وہ اس کو کسی صورت میں بھی کسی کے سامنے نہ لانا چاہتا تھا۔ یہی سوچتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

www.urdubooks.com
 Nazim
 Dulluqat

حب یاد آتی ہے تمہاری نعل لہر
ہی صحرائیں

سین لہر سات ہے جس کھا کر لی
صو کہ نہیں رہی

تھا۔ اس نے ویگن کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کے نچلے
بمپر کے نیچے ایروفلیکس چسپاں کر دیا تھا اور خود وہ ایک زیر تعمیر
عمارت کی سائڈ میں رک کر ایروفلیکس کے آپریٹس کو ایک چھوٹی سی
سکرین پر دیکھ رہا تھا۔ یہ ایروفلیکس خاصی طاقتور رینج کا تھا اور
اس کا سکریننگ دائرہ عمل چار مربع میل تک پھیلا ہوا تھا۔ اس
طرح ویگن کے چاروں طرف چار مربع میل میں پھیلی ہوئی ہر چیز
اُسے یہاں سکرین پر نظر آ سکتی تھی۔ جب کہ اس کی رینج رینج کا
دائرہ دس میل تک تھا۔ یعنی ویگن عمران کی کار سے دس میل کے
اندر رہے گی تو وہ سکرین پر ایروفلیکس کو چپک کر سکے گا۔ دس میل
سے باہر سکرین کام نہ کر سکے گی۔

عمران اپنی کار میں بڑے اطمینان سے بیٹھا ویگن اور اس کے
گرد و موجود تمام کاروں اور دیگر ٹریفک کو اس طرح دیکھ رہا تھا
جیسے ترقی یافتہ ممالک میں کمپیوٹر ٹریفک کنٹرول ٹاور پر بیٹھے ٹریفک
کو چپک کر رہتے ہیں۔

عمران نے سفید کار کے متعلق مشکوک ہوتے ہی اس پر پوری توجہ
کوز کر دی اور تھوڑی دیر بعد وہ اس نیچے پر پہنچ گیا کہ یہ سفید کار
واقعی ویگن کے پیچھے تھی۔ لیکن کار چلانے والا آدمی اس قدر مہارت
اور احتیاط سے نگرانی کر رہا تھا کہ اسے آسانی سے مارک نہ کیا جاسکتا
تھا۔ عمران خاموش بیٹھا دیکھ رہا۔ اور پھر جیسے ہی ویگن ریجنٹ روڈ
پر آئی۔ وہ سیکھت چوہک پڑا۔ اس نے سرنج رنگ کی ایک کار کو
سین کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کے ڈرائیور کو پلس نما چیز

عمران نے۔ ٹائیگر کے تعاقب میں بڑے محتاط انداز میں چل رہا
تھا۔ بولیا۔ نعمانی اور خاور علیحدہ علیحدہ کاروں میں اس ویگن کا تعاقب
کر رہے تھے جسے ٹائیگر چلا رہا تھا۔

ہسپتال سے نکلنے کے بعد کافی دیر تک تو اسے کوئی مشکوک چیز
نظر نہ آئی۔ لیکن پھر اچانک سفید رنگ کی ایک بڑی کار کی طرف
اس کی توجہ مبذول ہو گئی۔ سفید رنگ کی یہ کار جسے ایک مقامی آدمی
چلا رہا تھا کافی دیر سے انہی سڑکوں پر چکرا رہی تھی جن پر ٹائیگر چل
رہا تھا۔ لیکن سفید رنگ کی یہ کار ویگن کے تعاقب میں بہر حال نہ
تھی۔ کیونکہ کسی بار سفید رنگ کی یہ کار مختلف سڑکوں پر گھوم سکتی اور
کافی دیر تک نظر نہ آتی۔ لیکن پھر اچانک نظر آ جاتی۔ لیکن وہ گنا
جاتی۔ آہستہ کہیں نہ ہوتی تھی۔

عمران نے ویگن کے تعاقب کے لئے اس بار نیا طریقہ اختیار کیا

سے کوئی چھوٹا سا کیپسول وگین کے اندر پھینکتے دیکھا۔ کیپسول بالکل چھوٹا سا تھا اور وہ وگین کے اندر گرا۔ لیکن ٹائیگر کو اس کا احساس بھی نہ ہوا۔ کیونکہ وہ بالکل نہ چونکا تھا۔ اور اگر عمران کی بھی پوری توجہ اس وقت اتفاق سے نہ ہوتی تو اسے بھی معلوم نہ ہوتا۔

وگین اسی طرح چلی جا رہی تھی۔ عمران کی نظریں اب اس سُرخ کار پر جم گئیں اور پھر وہ اس بار بڑی طرح چونکا جب اسی سُرخ کار سے اسی قسم کا کیپسول جولیاء کی کار میں پھینکے جاتے ہوئے دیکھا۔ یہ کیا چیز ہوگی — کیا کوئی بم ہے — اس کا مطلب ہے کہ جولیاء ان کی نظروں میں ہے — عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے نعمانی اور خاور کی کاروں میں بھی اسی قسم کے کیپسول پھینکے گئے۔ اور اس کے بعد سُرخ رنگ کی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران خاموش بیٹھا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ کاریں اسی طرح آگے پیچھے دوڑ رہی تھیں۔ ٹائیگر اطمینان سے وگین چلا رہا تھا۔ ان کیپسولوں کا کوئی رد عمل بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لئے عمران حیران تھا کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے کہ اچانک اس نے وگین کو تیزی سے ایک سائیڈ میں رکتے ہوئے دیکھا۔ ٹائیگر نے اسے سائیڈ پر کر کے روک دیا تھا۔ سکریں پر ٹائیگر صاف نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور پھر اس نے سٹیئرنگ پر ہی سر ٹیک دیا۔

ادہ! — تو اسے یہ ہوش کیا گیا ہے — عمران نے چونکتے

ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جولیاء۔ نعمانی اور خاور کی کاروں کو بھی یکے بعد دیگرے اسی طرح سائیڈ میں رکتے اور ان تینوں کو بھی سٹیئرنگ پر سر رکتے ہوئے دیکھا۔ اور ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے کہ اس نے سفید رنگ کی کار کو وگین کی سائیڈ میں رکتے دیکھا۔ دوسرے لمحے کار میں سے وہ مقامی آدمی باہر نکلا اور اس نے جلدی سے وگین کا دروازہ کھولا اور سٹیئرنگ پر سر رکھے ٹائیگر کو گھسیٹ کر اس نے انتہائی پھرتی سے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر دھکیل دیا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ دوبارہ سٹیئرنگ پر بیٹھا اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے اس نے اسی سفید کار کو جولیاء کی کار کے قریب رکتے دیکھا اور پھر ٹائیگر کی طرح جولیاء بھی کار میں منتقل کر دی گئی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے خاور اور نعمانی بھی اس سفید کار میں پہنچ گئے۔

اسی لمحے وہی سُرخ رنگ کی کار وگین کے قریب رکی اور پھر اس میں سے ایک آدمی اتر کر وگین میں سوار ہوا اور وگین تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ سُرخ رنگ کی کار اس کے آگے آگے تھی۔

عمران نے اب پوری توجہ سفید رنگ کی کار پر مرکوز کر دی۔ اسے خطرہ صرف یہ تھا کہ وگین مخالف سمت میں چلی گئی تو پھر سکریں آؤٹ ہو جاتے گی۔ اور سفید رنگ کی کار جس جگہ موجود تھی۔ عمران فوراً وہاں نہ پہنچ سکتا تھا۔ عمران کے پہنچنے تک ظاہر ہے سفید رنگ کی

کار وہاں سے کہیں آگے نکل جاتی۔ اس لئے عمران اب یہی دعا کر رہا تھا کہ سفید رنگ کی کار وینک کی سکریننگ لائن کے اندر رہے تاکہ جب وہ کسی ٹھکانے پر پہنچے تب ہی وہ یہاں سے ہلے۔

مختوڑی دیر بعد جب سفید رنگ کی کار حسن کالونی میں داخل ہوئی تو عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ یہ رہائشی کالونی تھی۔ اور ظاہر ہے سفید رنگ کی کار کا اس کالونی میں داخل ہونا یہی ثابت کرتا تھا کہ کار والے کا ٹھکانہ اسی کالونی کی کسی عمارت میں ہے۔ سفید کار والا گو مقامی تھا لیکن اس کی چال ڈھال اور قد و قامت سے عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ ڈاگ مین کا چیف باس ڈک ہے۔ وہ لازماً میک اپ میں تھا۔

اور پھر عمران کی توقع کے عین مطابق سفید رنگ کی کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر رکی۔ اور گیٹ کھلنے کے بعد کار اندر داخل ہو گئی۔ عمران نے ایک نظر اس کوٹھی کو غور سے دیکھا۔ اس کے بعد ایروفلیکس سکرین آف کر کے اس نے سائیڈ سیٹ پر رکھی اور کار کو باہر سڑک پر لے آیا۔ اب وہ آسانی سے اس کوٹھی میں پہنچ سکتا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے مختوڑی دیر بعد عمران کی کار بھی حسن کالونی میں داخل ہوئی اور عمران نے اس کوٹھی سے کچھ فاصلے پر اپنی کار روکی اور پھر کار سے باہر آ گیا۔

سڑک کراس کر کے وہ ایک گلی میں داخل ہوا اور خاصا لمبا چکر کاٹ کر وہ اس سفید کار والی کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا۔ کوٹھی

جدید طرز کی تھی۔ اس لئے اس کی عقبی دیوار کچھ زیادہ اونچی نہ تھی۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے ایک لمبی چھلانگ کی مدد سے وہ عقبی دیوار کراس کرتا ہوا پائیں باغ میں جاگرا۔ چند لمحے وہ باڑ کے پیچھے چھپا کودنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے دھماکے کا رد عمل دیکھتا رہا۔ لیکن جب کوئی رد عمل نہ ہوا تو وہ باڑ کے پیچھے سے نکلا اور کوٹ کی جیب سے سائنسٹر لگا ریوالور نکال کر وہ اصل عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا اس کے سامنے کے رخ کی طرف بڑھا گیا۔

کوٹھی میں خاموشی الے طاری تھی جیسے وہاں کوئی آدمی وغیرہ موجود نہ ہو۔ لیکن جیسے ہی عمران سامنے کے رخ کے قریب پہنچا اس نے کسی کے قدموں کی آواز سنی تو وہ محتاط ہو کر دیوار کے ساتھ چمٹ گیا۔ چلنے والا بڑے اطمینان سے ٹہل رہا تھا۔ عمران اور آگے کی طرف کھسکا اور پھر اس نے سر باہر نکال کر سامنے کے رخ کا جائزہ لیا تو وہ بکلیت بڑی طرح چونک پڑا۔ کیونکہ پورچ خالی پڑا ہوا تھا۔ اس میں سفید رنگ کی کار موجود نہ تھی۔ عمران نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا کہ شاید اسے کسی گیرج میں کھڑا کیا گیا ہو۔ لیکن وہاں کوئی گیرج وغیرہ نظر نہ آ رہا تھا۔ قدموں کی آواز درمیانی برآمدے میں سے آرہی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ آگے کی طرف کھسکا گیا اور پھر جب وہ برآمدے کے قریب پہنچا تو اس نے ایک نوجوان کو ہاتھوں میں مشین گن اٹھائے برآمدے میں ٹہکتے ہوئے دیکھا۔ اسی وقت نوجوان

مڑا اور اب اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ عمران پنچول پر چلتا ہوا آگے بڑھا۔ لیکن وہ نوجوان شاید ضرورت سے زیادہ ہی حساس تھا اسے عمران کی آہٹ محسوس ہوئی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ اور اسی لمحے عمران نے ٹریگمہ دبا دیا اور نوجوان کے ہاتھوں سے مٹین گن نکل کر دور جا گری اور وہ بڑی طرح چنچتا ہوا ہاتھ کو جھٹکنے لگا۔

"خبردار! — اگر حرکت نہ کی تو دوسری گولی دل میں گھس جائے گی" — عمران نے آگے بڑھ کر غراتے ہوئے کہا اور نوجوان نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا اور چہرے پر شدید تکلیف کے آثار تھے۔

"وہ سفید کار کہاں ہے؟" عمران نے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی پر ریوالتور کی نال رکھتے ہوئے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔

"بب — بب — باس کی کار — وہ تو چلے گئے ہیں۔ ایک بیہوش آدمی کو ڈراپ کر کے" — نوجوان نے خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔

"ایک آدمی کو — باقی؟" عمران بڑی طرح چونک پڑا۔ اس کے تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ڈک اس طرح کرے گا۔

"بب — بب — باقی کا مجھے علم نہیں — باس یہاں آئے۔ انہوں نے کار میں سے ایک آدمی کو اتار کر اندر مکرے میں لٹایا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس کا خیال رکھوں — اور خود وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے" — نوجوان نے جواب دیا۔ وہ شاید اس دھندے میں بالکل ہی کچا تھا اس لئے ایک ہی دھمکی میں سب کچھ بتائے

چلا جا رہا تھا۔

"وہ کہاں گیا ہے؟" — عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم" — نوجوان نے کہا۔

"ایم جنسی کی صورت میں تم کیا کرتے ہو — صحیح بتاؤ ورنہ" —

عمران نے ریوالتور کی نال کو اور زور سے دباتے ہوئے کہا۔

"صحیح بتا رہا ہوں — مجھے مت مارو — میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں — آج پہلی بار باس آئے ہیں۔ میں گزشتہ تین ماہ

سے یہاں اکیلا رہ رہا ہوں" — نوجوان نے ہکلاتے ہوئے

جواب دیا۔

"کیا نام ہے تمہارا — اور ڈاک مین میں تمہاری کیا حیثیت ہے؟"

عمران نے پوچھا۔

"مم — میرا نام آرک ہے اور میں صرف ایک ورکر ہوں" —

آرک نے جواب دیا۔

"اچھا اندر چلو جہاں وہ آدمی ہے" — عمران نے پیچھے

ہٹتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے آرک نے سکیخت ہاتھ مار کر عمران کا ریوالتور جھپٹا

چاا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بڑی طرح چنچتا ہوا اچھل کر دیوار سے

جھٹکرایا گولی ٹھیک اس کے دل پر پڑی تھی۔ اس کا چہرہ مسخ ہوتا

گیا اور آنکھیں پھٹی گئیں۔ اور پھر وہ منہ کے بل فرش پر گر ا۔

اور چند لمحوں بعد ساکت ہو گیا۔

"اجمق! — خود ہی اپنی موت کو آواز دی" — عمران نے

کہا اور تیزی سے عمارت کے اندر گھس گیا۔ سامنے ہی ایک کمرے کے درمیان اس نے فرش پر نعمانی کو پڑے ہوئے پایا۔ وہ بیہوش تھا۔

عمران ایک لمحہ تک نعمانی کو دیکھتا رہا، پھر ہونٹ کاٹا ہوا واپس مڑا اور اس نے دوسرے کمرے کی تلاشی لینے شروع کر دی اس کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ آج واقعی وہ بری طرح ڈاج کھا گیا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ڈک اس طرح ایک کمرے کے علیحدہ علیحدہ اڈوں پر اس کے ساتھیوں کو پھینکے گا۔ ورنہ وہ ڈک کی واپسی کا انتظار کر لیتا۔ لیکن اب اسے ٹرٹس کرنا ایک مسئلہ بن گیا تھا۔

سارے کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ البتہ ایک کمرے میں اس آرک کار ہالٹی سامان تھا۔ عمران نے اس کمرے کی تلاشی لینے شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ میز کی دراز سے ایک ڈائری برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ آرک ڈائری لکھنے کا عادی تھا۔ اس میں اس کی ذاتی مصروفیات کی تفصیل لکھی ہوئی تھی۔ عمران سرسری نظروں سے دیکھتے ہوئے صفحے پلٹا گیا اور پھر اچانک ایک صفحے پر وہ رک گیا۔ آرک نے اس میں ایک ٹیلیفون نمبر لکھا تھا۔ اور ساتھ لکھا تھا کہ باس بینی نے بتایا ہے کہ ٹاپ ایرجنسی کی صورت میں اس نمبر پر اگر ٹی۔ ای کے الفاظ دہراتے جائیں اور اپنا نام بتا دیا جائے تو چیف باس جہاں کہیں بھی ہوگا اس سے بات ہو سکے گی۔ عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

عمران نے جلدی سے اسی کمرے میں موجود ٹیلیفون کا رسیہ پور اٹھایا اور انکواری کے نمبر ڈائل کئے۔

”تیس انکواری“۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔

”ڈائریکٹر سنٹرل ایٹمی جنس“۔ عمران نے ہلچے کو بارعب اور جھاری بناتے ہوئے کہا۔

”تیس سر“۔ حکم سر“۔ انکواری آپریٹر نے بری طرح بکھلتے ہوئے ہلچے میں کہا۔

”نمبر نوٹ کرو۔ اور بتاؤ کہ یہ نمبر کس کا ہے اور کس جگہ کا ہے۔“

عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے آرک کی ڈائری میں درج نمبر دوہرا دیا۔

”آپریٹر“۔ میں دیکھتا ہوں“۔ آپریٹر نے مودبانہ ہلچے میں کہا۔

”سر“۔ یہ نمبر ایگزیکٹو ڈائری کی کوٹھی نمبر بارہ میں ہے جناب ڈاکٹر کلر کے نام ہے سر“۔ آپریٹر نے جواب دیا۔

”اچھی طرح چیک کر لیا ہے“۔ عمران نے درشت ہلچے میں پوچھا۔

”تیس سر!“۔ بالکل درست ہے سر“۔ آپریٹر نے جواب دیا اور کہا!۔ اب یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ آرک از سیکرٹ“۔ عمران نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں سر!“۔ آپریٹر نے فوراً ہی کہا اور عمران نے کریڈل دبا کر یہ نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔
 میں آرک بول رہا ہوں باس! — آپ کے جانے کے بعد
 ایک نوجوان اندر داخل ہوا اور اس نے مجھ پر حملہ کر نیکی کوشش
 کی۔ لیکن میں نے اسے گرا لیا۔ میں نے پوچھ گچھ کی تو اس نے
 اپنا نام علی عمران بتایا ہے۔ میں نے اور تشدد کیا تو اس نے
 بتایا کہ چیف باس اس کے آدمیوں کو اپنی ساتھ لے گئے ہیں۔
 وہ ان کے پیچھے آیا ہے۔ کیوں کہ ان آدمیوں کے پاس ایک ایسا
 سیکرٹ بھی چلا گیا ہے کہ اگر وہ چیف باس کے ہاتھ لگ گیا تو پاکشیا
 کو اربوں روپے کا نقصان پہنچے گا۔ میں نے معلوم کر لیا ہے
 باس! — وہ جدید ترین دفاعی فارمولا ہے اور اسرائیل اسے اربوں
 روپے میں خریدنا چاہتا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں۔
 عمران نے آرک کے لہجے میں کہا۔ گو اسے خود یقین نہ تھا کہ یہ بات
 ڈک جیسے ٹھنڈے دماغ کے آدمی کو اپیل کرے گی یا نہیں لیکن
 بہر حال اس کے سوا اس کے پاس اور کوئی داؤ بھی نہ تھا۔
 دفاعی فارمولا اور علی عمران! — کہاں ہے وہ اور کس حالت
 میں ہے؟ — ڈک نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا اور عمران
 کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ ڈک کے لہجے سے ہی وہ
 سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کے اس بچکانہ قسم کے داؤ میں آگیا ہے۔
 مجرموں کا چونکہ اصل مقصد دولت کمانا ہی ہوتا ہے اس لئے
 عمران نے جان بوجھ کر اربوں روپے اور اسرائیل کا حوالہ دیا تھا۔
 "سرا۔ وہ بیہوش پڑا ہے" — عمران نے کہا۔

چند لمحوں تک گھنٹی بجتی رہی۔ پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔
 "ہی۔ ای۔ آرک سپیکنگ — چیف باس سے بات کراؤ۔"
 عمران نے آرک کے لہجے میں کہا۔
 "او۔ کے! — ہولڈ آن کرو۔" دوسری طرف سے کہا
 گیا اور چند لمحے ہلکی ہلکی کھٹاک کھٹاک کی آوازیں رسیور پر ابھرنی
 رہیں۔ پھر دور کہیں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔
 "ہیلو ہی۔ ای کاٹنگ چیف باس — آرک از کانگ فار
 ہی۔ ای۔" دوسری طرف سے بولنے والے کی مدھم سی آواز
 سنائی دی۔
 "ہولڈ آن کریں" — ایک اور مدھم آواز سنائی دی اور پھر کافی
 دیر تک خاموشی کے بعد ڈک کی آواز رسیور پر ابھری۔
 "ہیلو — کیا بات ہے؟ — ڈک کے لہجے میں بے پناہ
 درشتی تھی۔
 "سرا۔ میں جاف بول رہا ہوں — ہی۔ ای سنٹر سے آرک
 کی کال آئی ہے۔" وہی آواز سنائی دی۔ لہجہ بھی مودبانہ تھا۔
 "اوہ اچھا! — بات کراؤ۔" ڈک نے چونکتے ہوئے
 کہا اور پھر ہلکی سی کھٹاک کھٹاک کی آوازیں دوبارہ ابھریں اور پھر
 جاف کی آواز سنائی دی۔
 چیف باس سے بات کرو۔" جاف نے کہا اور پھر رسیور
 پر ڈک کی آواز ابھری۔
 "ہیلو — چیف باس اسٹنڈنگ یو" — ڈک کے لہجے میں

اور کے با۔ میں کار بھیج رہا ہوں۔ کو ڈونغا می فارمولا ہوگا۔
تم وہیں رکنہ اور اس عمران اور اس آدمی کو جسے میں وہاں چھوڑ آیا
تھا، کار والا لے آئے گا۔ ڈک نے کہا اور اس نے ساتھ
ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے رسیور رکھا اور ایک کھلی الماری کی طرف بڑھ گیا جس
میں اسے ایک ایک آپ باکس رکھنا نظر آ گیا۔ عمران نے ایک آپ
باکس اٹھایا اور اسے باہر برآمدے کے ایک کونے میں رکھ کر وہ
تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد باہر کار کے بارن کی آواز سنائی دی اور
عمران نے پھاٹک کھول دیا اور خود پھاٹک کے پٹ کی آڑ میں
ہو گیا۔ دوسرے لمحے وہی سفید رنگ کی کار اندر داخل ہوئی اور
سیدھی پورچ کی طرف بڑھ گئی۔

عمران نے پھاٹک بند کیا اور پھر تیزی سے برآمدے کی طرف
بڑھا۔ وہ لمبے لمبے ڈک بھر رہا تھا اور اس نے جان بوجھ کر منہ کو
سائیڈ پر کر لیا تھا۔

اسی لمحے کار میں سے ایک نوجوان باہر نکلا اور عمران نے اس
پر چھلانگ لگا دی۔ اور وہ اسے اپنے ساتھ لئے برآمدے میں جاگرا۔
نوجوان نے تیزی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن
عمران نے پوری قوت سے اچھل کر اس کی پشت پر دونوں گھٹنے
جوڑ کر مارے تو نوجوان چیختا ہوا یکلخت ساکت ہو گیا۔ اور عمران
اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے تیزی سے نوجوان کو پلٹ دیا۔ نوجوان کی

ریڑھ کی ہڈی بے کار ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ حرکت کرنے سے
معذور ہو گیا تھا۔

تت۔ تت۔ تم کون ہو۔ آکر کہاں سے۔
نوجوان نے ہکلاتے ہوئے کہا اور عمران اس کی آواز پہچان گیا کہ یہ
وہی آدمی ہے جس نے پہلے جات کی کال اسٹنڈ کی تھی۔
”تمہیں کار کے بیک مرر میں کچھ نظر آیا تھا کہ تم مجھے چیک کر
لیتے۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

مم۔ مم۔ میں نے دھیان نہیں دیا۔ میرے تصور میں
بھی نہ تھا کہ یہاں ایسا ہو سکتا ہے۔“ نوجوان نے کراہتے
ہوئے جواب دیا۔

”ہر جگہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اب میری آخری بات سن
لو۔ میرے پاس وقت نہیں ہے اس لئے میں دوسری بات
کرنے سے پہلے گولی چلا دوں گا۔“ مجھے کار چاہیے تھی۔ وہ
مجھے مل گئی ہے۔“ عمران نے کہا اور ریو الور کی نال کو اس
نے فرش پر پڑے ہوئے نوجوان کی دونوں آنکھوں کے درمیان
رکھتے ہوئے کہا۔

”گگ۔ گگ۔ کیا مطلب۔“ نوجوان کے چہرے پر انتہائی خوف
کے تاثرات ابھر آئے۔

”تمہارا نام کیا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔
”لارنس۔“ میرا نام لارنس ہے۔“ نوجوان نے جلدی
سے بتایا۔

تم نے بیہوش آدمیوں کو کہاں لے جانا تھا۔ جواب دینے سے پہلے سن لو کہ میں نے جاف سے وہ ٹی۔ آئی سنٹر والا جاف سے پہلے ہی پوچھ لیا ہے۔ یہ سوال میں صرف لٹسٹ کے لئے پوچھ رہا ہوں۔ اگر تم نے غلط جواب دیا تو میں ٹریگر دباؤں گا۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

پہچ۔ چیف۔ چیف باس کے پاس۔ کوٹھی نمبر ایک سو تینیس۔ گارڈن کالونی۔ پہچ۔ چیف باس وہیں ہے۔ لارنس نے جواب دیا۔

تمہارا چیف باس وہاں کیا کر رہا ہے۔ اور وہاں کتنے آدمی ہیں۔ عمران نے پوچھا۔

پہچ۔ چیف باس کسی لڑکی کو لے آیا تھا۔ وہ اس لڑکی سے پوچھ گچھ کر رہا تھا کہ جاف کی کال آئی اور پھر چیف باس نے مجھے یہاں بھیجا کہ میں دو بیہوش آدمیوں کو وہاں لے آؤں۔ باس اور اس لڑکی کے علاوہ صرف میں تھا۔ میں وہاں اکیلا رہتا ہوں۔ لارنس نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے بکلیخت ٹریگر دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی لارنس کی کھوپڑی کے پرچے اڑ گئے۔

عمران نے جلدی سے اس کا لباس اتارنا شروع کر دیا اور پھر اس نے وہی لباس اپنے لباس کے اوپر پہنا اور برآمدے میں پڑا ہوا ڈبہ اٹھا کر اس نے لارنس کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ میک اپ سے فارغ ہو کر وہ کمرے کے اندر گیا اور پھر اس نے

فرش پر بیہوش پڑے ہوئے نعمانی کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اور تھوڑی دیر کی کوشش کے بعد وہ اسے ہوش میں لانے میں کامیاب ہو گیا۔

مم۔ مم۔ میں تو کار میں تھا۔ نعمانی نے آنکھیں کھولتے ہی حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

تم اس کمرے کو ہی کار سمجھ لو۔ لیکن یہ کار بے کار ہے۔ کیونکہ یہ اچل نہیں سکتی۔ اس لئے مجبور ہی ہے۔ اپنی ٹانگیں ہی استعمال کرنی پڑیں گی۔ عمران نے کہا۔

لیکن عمران صاحب! ہو کیا۔ نعمانی نے اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔

تفصیل بعد میں بتاؤں گا۔ فی الحال تم باہر چلو۔ ابھی جو لیا خاور اور ٹائیگر خطرے میں ہیں۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر باہر کی طرف کھڑ گیا۔

By Saad

ٹی۔ آئی سنٹر کی طرف سے ٹاپ سیکرٹ کال آنے کی اطلاع دی
وہ فون انڈ کر کے چلا گیا۔ وہاں اسے آرک نے علی عمران اور وفا علی
فارمولے کے متعلق بتایا تو اس کا دماغ گھوم گیا۔ وفا علی فارمولا کو اس
کی لائن کی پیپر نہ تھی لیکن اتنا وہ جانتا تھا کہ اسرائیل اور پاکستان کے درمیان
ازلی دشمنی موجود ہے۔ اس لئے اگر واقعی ایسا فارمولا اس کے ہاتھ
چڑھ جائے تو وہ اسرائیلی حکومت سے لمبی رقم وصول کر سکتا ہے۔
اسرائیلی حکومت میں اس کے دوست موجود تھے جن کے ذریعے وہ
یہ فارمولا اچھی رقم پر آسانی سے فروخت کر سکتا تھا اور پھر اگر عمران
اس طرح قابو آجائے تو پھر اس کے لئے اس سے زیادہ خوش
قسمتی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس نے فوراً ہی لائسنس
کو کارڈ دے کر انہیں لانے کے لئے بھیج دیا۔ لیکن لائسنس کے
جانے کے بعد اس کے ذہن میں نئے اندیشے ابھرنے لگے اول
تو علی عمران جسے شخص کا آرک جسے معمولی آدمی کے ہاتھوں ہٹ
ہو جانا۔ اور پھر اسے تفصیلات بھی بتا دینا۔ اور اس کے ساتھ ہی
اس فارمولے کا چکر۔ اب یہ ساری باتیں اسے انتہائی
بچکانہ سی لگ رہی تھیں۔ اور اسے حیرت ہو رہی تھی کہ آخر اس
نے پہلے ان باتوں کے متعلق کیوں نہ سوچا۔
یہ ضرور کوئی چکر ہے۔ مجھے محتاط رہنا چاہیے۔ ٹوک
نے آخر کار فیصلہ کن انداز میں کندھے جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر وہ
تیزی سے جولیاء کی طرف بڑھا۔ جو کرسی پر خاموش بیٹھی ٹوک کو
اس طرح ٹہکتا دیکھ رہی تھی۔

ٹوک کے دل میں عجیب سی پریشانی نے گھر کر لیا تھا۔ وہ لائسنس
کو بھیجنے کے بعد مسلسل کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ کمرے کے درمیان میں
بڑیا ایک کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی بیٹھی تھی۔ وہ ہوش میں تھی
ٹوک نے باقی دو آدمیوں کو تو مختلف اوڑوں پر اتار دیا تھا اور اس
اڈے پر وہ جولیاء کو آخر میں لے آیا تھا اور اس کا ارادہ یہی تھا کہ
وہ سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا آغاز جولیاء
سے ہی کرے گا۔ اور اس بار اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ جولیاء پر
تشدد کی انتہا کر دے گا۔ جولیاء کو ہوش میں لانے سے پہلے اس
نے اس کا میک اپ صاف کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اسے پہچان
گیا تھا۔ جولیاء چونکہ اسے کئی بار جیل دے کر فرار ہونے میں کامیاب
ہو گئی تھی اس لئے اسے سب سے زیادہ غصہ بھی جولیاء پر ہی تھا۔
لیکن اس سے پہلے کہ وہ پوچھ گچھ کا آغاز کرتا۔ لائسنس نے اسے

”تم میرے ہاتھوں سے کتنی باز سج چکی ہو۔ لیکن آج میں تمہارا ایسا عبرت ناک حشر کروں گا کہ تم تصور بھی نہ کر سکو گی۔“ ڈوک نے جولیہ کے قریب جلتے ہوئے کہا۔ اور سیکھت اس کا ہاتھ فضا میں گھوما اور چٹان کی آواز کے ساتھ بھرپور تھپڑ جولیہ کے گال پر پڑا۔ اور نہ صرف جولیہ کا سر گھوم گیا اور گال پر انگلیوں کے نشان ابھر آئے بلکہ اس کے منہ سے خون کی ہلکی سی نکیر بھی بہہ نکلی۔

”تم کیسے مرد ہو کہ ایک عورت پر ہاتھ اٹھاتے ہو۔ اور وہ بھی بندھی ہوئی پر۔“ لعنت ہے تمہاری مردانگی پر۔“ جولیہ نے کاٹ کھلنے والے لہجے میں کہا۔

”ہوں!۔“ میرے لئے تمہاری یہ باتیں بے کار ہیں۔ میں اس طرح غصے میں نہیں آتا۔ بہر حال فی الحال تو میں تمہیں صرف بیہوش کر رہا ہوں۔ باقی کام بعد میں کروں گا۔“ ڈوک نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ جولیہ کی گردن پر جم گئے اور اس نے پوری قوت سے اس کا گلا دانا شروع کر دیا۔

جولیہ کا چہرہ جبری طرح مسخ ہو گیا۔ آنکھیں مچھلتی گئیں اور اس کا بندھا ہوا جسم بھی ٹڑپنے لگا۔ لیکن ڈوک کی گرفت مسلسل سخت ہوتی گئی اور پھر جولیہ کے ذہن پر اندھیروں نے قبضہ کر لیا اور اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

ڈوک نے ہاتھ ہٹائے تو جولیہ کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی ڈوک ایک لمحے تک اسے دیکھتا رہا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ واقعی جولیہ بیہوش ہو چکی ہے تو اس نے جلدی سے اس کے جسم کے گرد

بندھی ہوتی رسیاں کھولیں اور اسے اٹھا کر کاندھے پر لا دا اور تیزی سے اس بڑے کمرے سے نکل کر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے کے آخری کونے میں جا کر اس نے دیوار پر لٹکی ہوئی ایک تصویر کو ہٹایا تو فرش ایک سائیڈ سے ہٹ گیا۔ اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دینے لگیں۔ ڈوک جولیہ کو اٹھائے تیزی سے سیڑھیاں اتر آیا۔ جب اس نے ساتویں سیڑھی پر قدم رکھا تو اوپر فرش خود بخود برابر ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سیڑھیوں کی سائیڈ دیوار سے ہلکی سی روشنی پھوٹ پڑی۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک سبز رنگتھی جو خاصی دور تک چلی گئی تھی۔ ڈوک اس سبز رنگ میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ سبز رنگ کے اختتام پر ٹھوس دیوار تھی۔

ڈوک نے جلدی سے ایک سائیڈ پر سپر مارا تو دیوار ہٹ گئی۔ اور پہلے کی طرح سیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دیں اور پھر سیڑھیاں کراس کر کے وہ ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ پہلے والی عمارت کے بالکل عقب میں دوسری طرف عمارت تھی۔ یہ عمارت دو منزلہ تھی۔ ڈوک جیسے ہی وہاں پہنچا۔ ایک مشین گن بردار نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا۔

”رائٹ!۔“ اس لڑکی کو اچھی طرح رسیوں سے باندھ دو۔ میں اوپر جا رہا ہوں۔“ اس کا خیال رکھنا۔ یہ فرار نہ ہو جائے۔“ ڈوک نے جولیہ کو کاندھے سے ہٹا کر نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا وہ برآمدے میں پہنچا اور اوپر جانے

والی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا دوسری منزل کے ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے جلدی سے ایک دیوار میں لگی ہوئی الماری کھولی اور اس میں سے ایک بڑی سی مشین نکال کر کمرے میں موجود میز پر رکھی۔ اس کی سائیڈ پر لگا ہوا انیٹا اس نے کھینچ کر اونچا کیا اور پھر میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر اس نے جلدی سے اس کے بٹن دبائے شروع کر دیئے۔

مشین کے اوپر والے حصے میں چار چھوٹی چھوٹی سکرینیں تھیں جو بٹن دبتے ہی روشن ہو گئیں۔ اور اس میں مختلف کمروں کے مناظر نظر آنے لگے۔ ایک سکرین پر بیرونی منظر تھا۔ برآمدہ۔ لان اور بیرونی پھاٹک نظر آ رہا تھا۔

ڈک نے جلدی سے اس میں سے ایک تار کھینچی اور اس کا سرا دیوار میں لگے ہوئے بجلی کے پلک میں لگا دیا اور پھر اٹھ کر الماری میں سے اس نے ایک بڑا سا ڈبہ اٹھایا اور اسے لاکر میز پر رکھا۔ اس ڈبے میں چھوٹے چھوٹے میزائل ترتیب سے رکھے ہوئے تھے جن پر سرخ رنگ سے ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ ڈک نے مشین کا ایک خانہ کھولا اور ڈبے میں سے میزائل نکال نکال کر اس خانے میں ڈالنے شروع کر دیئے۔ چار میزائل ڈالنے کے بعد اس نے خانہ بند کر دیا۔ اور پھر ایک بٹن دبایا تو مشین کے عقبی حصے سے سر کی تیز آواز کے ساتھ ایک چوڑی سی نال نکل کر سامنے والی دیوار کے ایک مخصوص حصے میں فٹ ہو گئی۔ ڈک نے ایک اور بٹن دبایا تو مشین کے کونے پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اور ڈک نے اطمینان

کی ایک طویل سانس لی اور پھر اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس میں لان اور پھاٹک نظر آ رہا تھا۔ پھاٹک آدھا کھلا ہوا تھا اور پھر اچانک وہ چونک کر سیدھا ہو گیا کیونکہ اس نے پھاٹک کھلتے ہوئے دیکھا۔

اوہ! — یہ تو لارنس ہے — ڈک نے چونکتے ہوئے کہا کیونکہ سفید کار پھاٹک کے سامنے کھڑی تھی اور لارنس کار سے نیچے اتر کر پھاٹک کھول رہا تھا۔ پھر لارنس دوبارہ کار میں سوار ہوا اور پھر کار تیزی سے اندر داخل ہوئی اور پورچ میں آ کر رُک گئی۔

اس کا مطلب ہے کہ میرا شک غلط تھا — ڈک نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ لارنس کار سے نکل کر حیرت بھرے انداز میں اُدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے دیکھنے کا یہی انداز ڈک کو چونکا گیا۔ کیونکہ لارنس تو کافی عرصے سے یہاں رہتا تھا اس لئے اس کا حیرت بھرے انداز میں دیکھنا ڈک کو مشکوک لگا تھا۔ پھر لارنس برآمدے میں آیا اور اندر دنی کمرے میں داخل ہو گیا۔ اب وہ دوسری سکرین پر نظر آ رہا تھا۔ یہ وہ کمرہ تھا جس میں وہ اور جولیا پہلے موجود تھے۔ کرسی اور اس کے ساتھ بڑی رسیاں دیکھ کر لارنس چند لمحے کھڑا ہونٹ چبا رہا۔ پھر واپس مڑ گیا۔ اب وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا اور اس نے اس طرح سارے کمرے دیکھ ڈالے۔ اب ڈک کو یقین ہو گیا کہ لارنس نظر آنے والا کسی بھی صورت میں لارنس نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔ لارنس سارے کمرے دیکھ کر واپس برآمدے میں آیا اور پھر کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور اس بار ڈک

کے چہرے پر طنز یہ مسکراہٹ اُبھر آئی۔ کیونکہ کار میں سے جو آدمی باہر نکلا تھا وہ وہی تھا جسے وہ آرک کے پاس بیہوشی کی حالت میں چھوڑ آیا تھا۔

ہوں۔ تو یہ چکر ہے۔ مگر یہ لارنس کے میک اب میں کون ہو سکتا ہے۔ کیا یہ علی عمران ہے۔ لیکن علی عمران تو بی۔ ون میں ختم ہو گیا تھا۔ اور اگر وہ مرا نہیں ہوگا تو اتنی جلد ہی اس طرح ٹھیک بھی نہیں ہو سکتا۔ چہرہ کون ہے۔ ڈک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر مشین کے مختلف بٹن دبائے لگا۔

چند لمحوں بعد مشین میں سے پہلے تو سیٹی کی سی آواز نکلی۔ اور پھر ایک انسانی آواز اس پر غالب آگئی۔

عمران صاحب! یہ فرار کیسے ہو گیا۔ اس کو کیسے شک پڑ گیا۔

حیرت ہے! اس قدر محتاط آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ دوسرے لمحے عمران کی آواز سنائی دی اور ڈک بے اختیار مسکرا دیا۔

ہوں! تو تم ٹھیک ٹھاک میرے سامنے کھڑے ہو عمران! لیکن اب تم نہیں بچ سکتے کسی صورت بھی۔ ایرومینائل تمہارے جسموں کے پرچھے اڑا دے گا۔ ڈک نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر مشین پر لگی ہوئی ایک ناب گھمانے لگا۔ اور اس کے بعد اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک سُرخ رنگ کے بٹن پر انگلی رکھی اور دوسرے

لمحے انگلی کے دباؤ سے بٹن پر لیس ہو گیا۔ مشین سے تیز سیٹی کی آواز برآمد ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ سکرین تارکے ہو گئی جس پر عمران اور اس کا ساتھی نظر آ رہے تھے۔ پھر ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ یہ دھماکہ اس قدر خوفناک تھا کہ ڈک والے کمرے کی کھڑکیوں کے شیشے بھی زوردار آوازوں سے ٹوٹ گئے۔ ڈک کی نظریں اب دوسری سکرینوں پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن کسی بھی سکرین پر عمران یا اس کا ساتھی نظر نہ آتے تو اس نے ایک زوردار فاشیانا قبضہ لگایا اور مشین کے مختلف بٹن آف کرنے لگا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی کو بہر حال اب یقینی طور پر ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

مشین آف کر کے وہ جیسے ہی مڑا۔ دوسرے لمحے ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں سے شدید حیرت کے تاثرات جھلکنے لگے۔ جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

یکلخت چنچا ہوا ایک زوردار جھٹکے سے جولیاء کے اوپر گرا۔ اس کے اس طرح گرنے سے جولیاء کی کرسی ڈوولی اور پھر جولیاء کرسی سمیت پشت کے بل فرش پر گر گئی اور وہ آدمی اس کے اوپر گر گیا۔ جولیاء کے دونوں ہاتھ اس کے جسم کے گرد لپٹے ہوئے تھے۔ نیچے گرتے ہی جولیاء نے یکلخت پوری قوت سے اپنے اوپر والے جسم کو آگے کی طرف کرتے ہوئے اس کی ناک پر زوردار ٹکرا سید کر دی۔ اور نوجوان کے حلق سے چیخ نکلی اور اس نے بُری طرح تڑپ کر جولیاء کی گرفت سے نکلنا چاہا۔ لیکن جولیاء نے بازوؤں کو اپنی طرف جھٹکا دیتے ہوئے دوسری ٹکرا جہادی۔ یہ ٹکرا پہلے سے زیادہ زوردار ثابت ہوئی۔ اور نوجوان کا جسم یکلخت جولیاء کے بازوؤں میں ڈھیل پڑ گیا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون بہہ نکلا تھا۔

جولیاء نے یکلخت پٹخنی کھائی اور اب وہ نوجوان نیچے تھا جب کہ جولیاء لیٹ کر کرسی سمیت اس کے اوپر آگئی تھی۔ لیکن نوجوان واقعی بیہوش ہو چکا تھا۔ چند لمحے جولیاء اس کا جائزہ لیتی رہی پھر وہ کرسی سمیت سائیڈ پر گری اور اس نے جلدی سے اپنی ٹانگوں پر بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ چونکہ رسیاں ابھی پوری طرح بندھی نہ گئی تھیں اس لئے وہ ویسے ہی کافی سے زیادہ ڈھیلی پڑ چکی تھیں۔ جولیاء چند لمحوں میں رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو گئی۔ رسیوں کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی وہ اچھل کر کھڑی ہوئی اور پھر تیزی سے فرش پر پڑی ہوئی مشین گن کی طرف لپکی مشین گن اٹھا کر وہ واپس مڑی اور اس کے آسے نال سے پکڑ کر پوری قوت سے

جولیاء کی اچانک ایک جھٹکے سے آنکھیں کھلیں تو ایک لمحے کے لئے اُسے کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کہاں ہے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔ جب اس کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا لگا اس نے فوراً سر جھکا کر دیکھا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے جسم کے گرد رسیاں باندھی جا رہی تھیں۔ باندھنے والا اس وقت کرسی کی پشت کی طرف تھا اور یہ اس رسی کا جھٹکا ہی تھا جس نے اس کے شعور کو بیدار کر دیا تھا۔ اس کی ٹانگیں باندھی جا چکی تھیں اور اب پیٹ پر رسی باندھی جا رہی تھی جب کہ اس کے بازوؤں کی حالت آزاد تھی۔ اسی لمحے اُسے باندھنے والا رسی لئے گھوم کر اس کے سامنے آیا اور جولیاء نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن پلوں کی جھری سے وہ اس آدمی کو دیکھ رہی تھی۔ دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے بلند ہوتے اور اُسے باندھنے والا

اس کا دستہ فرش پر بیہوش پڑے ہوئے نوجوان کی کھوپڑی پر سید کر دیا۔ چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی نوجوان کا جسم بکلیخت بری طرح ٹپٹپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ پوری قوت سے لگائی گئی ایک ہی ضرب نے اس کی کھوپڑی توڑ کر بھیجہ باہر نکال دیا تھا۔ جولیانی نے دستے کو نوجوان کے لباس سے صاف کیا اور پھر مشین گن اٹھائے وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اب تک کسی اور نے مداخلت نہ کی تھی۔

جولیانی بھی دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ اسے کچھ فاصلے پر ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ یہ دھماکہ اس قدر زوردار تھا کہ جولیانی نے بے اختیار لڑکھڑا کر دروازے کی چوکھٹ کو پکڑ لیا۔ ورنہ شاید وہ منہ کے بل نیچے گرتی۔ مشین گن بھی اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر نیچے گری تھی۔ لیکن اس کے گرنے کا دھماکہ اس بڑے دھماکے کی بازگشت میں دب کر رہ گیا۔

دھماکے کے فوری اثرات ختم ہوتے ہی جولیانی نے سنبھل کر دوبارہ مشین گن اٹھائی اور تیزی سے دروازہ پار کیا۔ اسی لمحے اسے اوپر والے کمرے سے ڈک کا فاتحانہ قہقہہ گونجتا ہوا سنائی دیا۔ تو وہ تیزی سے ٹیرھیوں کی طرف لپکی اور پھر ٹیرھیاں پھلانگتی ہوئی اوپر والے کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔

جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچی اس نے سامنے ایک بڑی مشین پر ڈک کو جھکا ہوا دیکھا۔ ڈک کی پشت دروازے کی طرف تھی اور وہ کمرے سے اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا۔ جولیانی نے جلدی سے مشین گن سیدھی کی اور اسی لمحے ڈک نے دروازے کی طرف رخ موڑا تو اس کی آنکھیں

سامنے کھڑی جولیانی کو دیکھ کر حیرت سے پھپھکتی چلی گئیں۔
"تت۔ تت۔ تت۔ تم۔" ڈک نے بوکھلائے ہوئے لہجے

میں کہا۔
"یہ دھماکہ تم نے کیا ہے ڈک۔" جولیانی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ادہ!۔ اس دھماکے کی بات کر رہی ہو۔ جو ابھی ہوا ہے۔
ہاں!۔ میں نے کیا ہے۔" ڈک نے اس بار سنبھلے ہوئے

لہجے میں کہا۔
"کیوں!۔ کس کا خاتمہ کیا ہے تم نے؟" جولیانی کا لہجہ اسی طرح بے حد سنجیدہ تھا۔

"کسی کا نہیں۔ بس اپنا ہی ایک سنٹر اڑا دیا ہے۔ دیکھو!
مشین گن پھینک دو۔ تم میرے اڈے میں ہو۔ اس لئے تمہاری کوئی بھی حرکت تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔" ڈک نے کرسی کی ٹیپٹ

پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں کہا۔
"تم جیسا آدمی خواہ مخواہ اپنا کوئی سنٹر تباہ نہیں کیا کرتا۔ اور پھر دھماکے کے بعد میں نے تمہارے حلق سے نکلنے والا فاتحانہ قہقہہ بھی

سننا ہے۔ اور جہاں تک مشین گن پھینکنے کا تعلق ہے۔ تم اس بات کو بھول جاؤ۔ میں تمہاری ایک ایک رگ میں سینکڑوں گولیاں

اتار دوں گی۔ تم لیڈر نہ ہو تو تمہاری موت بھی کسی عورت کے ہاتھوں ہی ہونی چاہیے۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاؤ ورنہ۔" جولیانی نے کاٹ کھائے والے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی "ریگور" پر انگلی رکھ

دی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اسی طرح یکجہت ڈک کے ہاتھوں میں موجود کرسی اڑتی ہوئی سیدھی جولیاء سے پوری قوت سے ٹکرائی۔ اور جولیاء کے حلق سے نہ صرف بے اختیار ایک زوردار چیخ نکلی بلکہ وہ کرسی کی بھرپور ضرب کی وجہ سے اچھل کر پشت کے بل سیڑھیوں پر گری اور پھر کسی شعبہ باز کے کھلونے کی طرح مسلسل قلابازیاں کھاتی ہوئی سیڑھیوں سے نیچے لڑھکتی چلی گئی۔ مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر پہلے ہی اڑتی ہوئی دُور برآمدے میں ایک دھماکے سے جا گری تھی۔ البتہ کرسی جولیاء کے ساتھ ہی الٹی پلٹتی نیچے گر رہی تھی۔

ہونہہ! — عورت مجھے مارے گی — مجھے یعنی ڈک کو۔ ڈک نے انتہائی طنز یہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں پھلانگنا شروع کر دیں۔

ابھی وہ چوتھی سیڑھی پر تھا کہ جولیاء کرسی سمیت نیچے برآمدے میں جا گری۔ ڈک نے پھلانگ لگا کر دو اور سیڑھیاں پھلانگی تھیں کہ گرتی ہوئی جولیاء کی دونوں ٹانگیں یکجہت ایک جھٹکے سے اوپر کواٹھیں اور اس کی ٹانگوں پر اسی لمحے گرنے والی کرسی یکجہت اس طرح واپس سیڑھیوں کی طرف گئی جیسے دیوار سے ٹکرا کر گیند واپس جاتی ہے۔ ڈک جو اطمینان سے سیڑھیاں اترنے میں مصروف تھا بروقت اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور کرسی پوری قوت سے اس کے سینے سے جا ٹکرائی۔ اس وقت ڈک کے قدم ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی کی طرف بڑھ رہے تھے اس لئے وہ اس ضرب سے جو بظاہر

خاصی ہلکی تھی۔ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور چنچا ہوا سیڑھیوں پر گرا اور پھر اس نے اپنی طرف سے سنبھالنے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن وہ جولیاء کی طرح ہی قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے برآمدے میں آگرا۔ لیکن اس کے اور جولیاء کے گرنے میں اتنا فرق رہا کہ جولیاء پہلے گری تھی اور کرسی بعد میں اس پر آگری تھی۔ لیکن اس بار کرسی پہلے فرش پر گری اور ڈک عین اس کے اوپر جا گرا۔ کرسی زوردار چرچاہٹ کی آواز کے ساتھ ٹوٹ گئی اور ڈک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس رُک رہا ہو۔ اس نے اپنے سر کو زوردار جھٹکے دے کر سانس بحال کرنے کی کوشش کی۔ اس کا سانس تو بحال ہو گیا۔ لیکن اس دوران جولیاء جو اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھی اٹھ کر کھڑی ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ جولیاء کے سر سے خون بہہ رہا تھا اور اس کا ایک بازو بھی پوری طرح حرکت نہ کر رہا تھا۔ اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں چکنا چور ہو چکی ہوں۔ اس کے ذہن پر اندھیرے تربیت یافتہ گوریلوں کی طرح بار بار چھاپے مارے جاتے لیکن وہ اپنی قوت ارادی کے بل پر ان اندھیروں سے لڑنے میں کامیاب ہو گئی اور پھر جب وہ بے پناہ کوشش کے باوجود اٹھنے میں کامیاب ہو گئی تو اس کا حوصلہ یکجہت بحال ہو گیا کہ اس کی ہڈیاں انہیں ٹوٹیں۔ صرف درد کی شدت کی وجہ سے اسے ایسا احساس ہو رہا تھا۔ لیکن اٹھ کر کھڑے ہو جانے کے باوجود اس کا جسم ہلکے ہلکے کمزور رہا تھا۔ اس نے اپنی اس کمزوری پر بھی ایک لمحے میں قابو پالیا اور پھر تیزی سے اس طرف بڑھی جہاں مشین گن پڑی تھی۔ لیکن

ابھی اس نے مڑ کر ایک قدم ہی اٹھایا تھا کہ یکجخت ڈک کسی پرندے کی طرح فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے وہ جویا کو ساتھ لئے دوبارہ پنختہ فرش پر جاگرا۔ اس بار جویا منہ کے بل نیچے پنختہ فرش پر گری مٹی اور ڈک اس کے اوپر جیسے چھاسا گیا تھا۔

نیچے گرتے ہی ڈک نے دونوں ٹانگیں سمیٹ کر اس کی پشت پر گھٹنوں کی ضرب لگانی چاہی۔ لیکن اس داؤ کو استعمال کرنے کی وجہ سے وہ مار کھا گیا۔ چونکہ اس کا پچھلا جسم اوپر کو اٹھاتا تھا اس لئے جویا نے یکجخت اپنے جسم کو اوپر اٹھا کر اسے اپنے سر کی دوسری طرف پلٹ دیا۔ اور ڈک ایک زوردار دھماکے سے پشت کے بل فرش پر جاگرا۔ اور جویا اچھل کر اس کے اوپر گری۔ جویا نے اس کی ناک پر ٹکرا مارنی چاہی۔ لیکن ڈک بجلی کی سی تیزی سے پلٹ گیا اور جویا اس کے اتنی تیزی سے پلٹ جانے کی وجہ سے پہلو کے بل ایک طرف جاگری اور پھر وہ دونوں ہی بیک وقت اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

دونوں کے سانس تیز تیز چلے آئے تھے اور مٹین گن ان دونوں سے تھوڑے فاصلے پر ہی پڑی تھی۔ لیکن اب دونوں کی توجہ ہی اس طرف نہ تھی۔

میں تمہیں عبرت ناک موت ماروں گا۔ ڈک نے بُری طرح دانت پیستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکجخت جویا پر چھلانگ لگا دی۔

جویا بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں ہٹی۔ لیکن ڈک بھی مارشل آرٹ

کا ماہر تھا۔ اس کا جسم فضا میں ہی پلٹ گیا اور وہ جویا کو اپنے ساتھ رگیدتا ہوا برآمدے کے ایک ستون کی طرف لے گیا۔ لیکن ستون کے قریب پہنچتے ہی جویا سنبھل گئی اور اس نے بھی ڈک کی طرح بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کو یکجخت موڑا اور دوسرے لمحے جویا کی بجائے ڈک پوری قوت سے پشت کے بل ستون سے ٹکرایا اس کے ساتھ ہی جویا نے اچھل کر دونوں گھٹنوں سے اس کے پیٹ میں مارے اور خود وہ الٹی قلابازی کھا گئی۔ اس بار ڈک کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ پیٹ میں ضرب کھا کر بے اختیار آگے کی طرف جھکا۔ اسی لمحے جویا قلابازی کھا کر سیدھی ہونچکی تھی۔ ڈک کا جسم رکوع کے بل جھکتا چلا جا رہا تھا۔

جویا نے سیدھے ہوتے ہی ڈک پر دوبارہ فلائنگ کک مارنی چاہی لیکن جیسے ہی جویا کا جسم فضا میں اچھلا، ڈک یکجخت منہ کے بل بجلی جیسی تیزی سے گرا اور جویا کے دونوں پیر ستون سے ٹکراتے اور اسی لمحے ڈک کسی سپرنگ کی طرح اوپر کو اچھلا اور اس نے جویا کا فضا میں بلند ہوا جسم دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر یکجخت اسے اپنے سر سے بلند کیا اور پھر اسے گھما کر سر کے بل فرش پر مارنا چاہا۔ لیکن جویا نے گھومتے ہوئے جسم کے ساتھ اچانک اپنی ٹانگیں سمیٹیں اور چھ جیسے ہی اس کا اوپر والا جسم فرش کی طرف جھکا۔ وہ دونوں ٹانگوں کو قینچی کی طرح ڈک کی گردن میں پوسٹ کرنے میں کامیاب ہو گئی اور جویا کے دونوں ہاتھ جیسے ہی فرش سے لگے۔ اس نے اپنا جسم پوری قوت سے آگے کی طرف کو جھٹکا دیا اور ڈک کا جسم اس کی ٹانگوں

میں پھنسا ہوا یکجہت قلابازی کھا کر ایک زوردار دھماکے سے سنبلی
ٹیڑھی پر جاگرا۔ ڈک لپٹتے کے بل ٹیڑھی سے ٹکرایا تھا اور جولیاء کا
جسم بھی لپٹتے کے بل فرش سے جا لگا تھا۔ ٹیڑھی کا کنارہ ڈک کی ریڑھ
کی ہڈی سے بھر پور انداز میں ٹکرایا تھا۔ اس لئے ڈک کے حلقے سے
ایک خوفناک چیخ نکلی اور اس کا جسم بڑی طرح کانپنے لگا۔

جولیا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ ڈک اب ٹیڑھی کے کنارے سے لڑھک
کر فرش پر جاگرا تھا۔ اور اس کا جسم مسلسل ٹپ رہا تھا۔ وہ بار بار اپنے
ہاتھوں کو چبا کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس کا جسم اس کا
سامنے نہ دے رہا تھا۔ ڈک کا چہرہ تکلیف کی شدت سے اس قدر مسخ
ہو چکا تھا کہ اس کی شکل ہی بگڑ گئی تھی۔

جولیا اس کی یہ حالت دیکھ کر یکجہت پٹی اور پھر اس نے ایک
طرف پڑی ہوئی مشین گن کی طرف چھلانگ لگائی۔ لیکن دوسرے
 لمحے اس کی پیشانی پر ایک زوردار ضرب لگی اور وہ چیختی ہوئی فرش
پر گر گئی۔ اچانک پلٹ کر چھلانگ لگانے کی وجہ سے اس کی پیشانی
بڑی طرح ستون سے ٹکرائی تھی۔ یہ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ
اس کی آنکھوں کے سامنے یکجہت ستارے سے ناچے اور پھر اندھیرے
اس کے ذہن پر مکمل قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ بیہوش ہو چکی
تھی۔ بیہوش ہوتے وقت اس کے کانوں میں ڈک کے بڑی طرح
کراہنے کی آواز آخری آواز کے طور پر محفوظ ہو گئی تھی۔ ڈک کی ریڑھ
کی ہڈی اس طرح ناکارہ ہو چکی تھی کہ اس کا سر اور پیٹ سے اوپر والا
جسم ہی حرکت کر سکتا تھا۔ پچلا جسم بے کار ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ

کوشش کے باوجود اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب نہ ہو رہا تھا۔
جولیا کو اس طرح ستون سے ٹکرا کر نیچے گرتے اور پھر ایک لمحہ
تڑپنے کے بعد ساکت ہوتے دیکھ کر ڈک کی آنکھوں میں چمک سی
لہرائی اور اس نے اپنے اگلے جسم کی مدد سے اپنے جسم کو فرش پر کھینچنا
شروع کر دیا۔ اور کسی معذور آدمی کی طرح وہ گھسٹ گھسٹ کر برآمد
کے کونے میں پڑی ہوئی مشین گن کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے منہ
سے برابر کراہیں نکل رہی تھیں۔

بے پناہ تکلیف کی وجہ سے ڈک کا اپنا ذہن بھی مسلسل اندھیروں
کی یلغار میں تھی۔ لیکن وہ اپنی بے پناہ قوت ارادی کی وجہ سے ان کو
بار بار جھٹک دینے میں کامیاب ہو رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی سی کوشش
کے بعد وہ مشین گن تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے مشین گن
کو اٹھا کر پٹنا چا لیا تاکہ فرش پر پڑی ہوئی جولیا کو گولیوں سے بھون ڈالے
لیکن پچلا جسم بے کار ہونے کی وجہ سے وہ آسانی سے گھوم نہ سکا اس
نے ایک ہاتھ میں مشین گن پکڑی اور دوسرے ہاتھ کو فرش پر جبا کر
پوری قوت سے اپنے بے کار حصے کو گھمانے کی کوشش کی تو اس
کا جسم قوس کی صورت میں گھوم تو گیا۔ لیکن اس کوشش میں اس کا
پچلا جسم یکجہت برآمدے کے کنارے سے نیچے واک وے پر جاگرا
جو برآمدے سے کافی نیچے تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اوپر والا جسم
بھی نہ سنبھل سکا۔ اور وہ مشین گن تو اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر
اوپر فرش پر ہی گر گئی۔ جب کہ وہ خود لڑھک کر نیچے واک وے پر
گرا۔ وہ ایک لمحے تک وہیں پڑا سانس بحال کرتا رہا۔ پھر اس نے

اپنے جسم کو دوبارہ حرکت دی اور دونوں ہاتھ اوپر کر کے برآمدے کے کنارے پر رکھے۔ وہ ایک بار پھر گھسٹ کر اوپر چڑھنا چاہتا تھا کہ اچانک اسے اپنی پشت پر لان کے پاس پھانک گھسنے کی آواز سنائی دی۔ وہ یہ آواز سنتے ہی سانپ کی سی تیزی سے پلٹا۔ لیکن اس طرح اچانک پلٹنے کی وجہ سے وہ یکجہت پہلو کے بل پختہ واک سے جا گمراہ ہوا۔ اور اس کے سر پر شدید چوٹ آئی۔ اور اس چوٹ سے ایک لمحے کے لئے اس کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ البتہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔

ڈک نے پھانک میں سے ایک کار تیزی سے اندر آئی ہوئی دیکھی وہ کار سیدھی اس کی طرف بڑھی آرہی تھی۔ اس کار کو دیکھتے ہی اس کے ذہن کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کا جامد و ساکت ذہن اس جھٹکے کی وجہ سے دوبارہ حرکت میں آگیا۔ وہ کار کو پہچان گیا تھا وہ گارنر کی کار تھی۔

کار بالکل اس کے قریب آکر رُک کی اور دوسرے لمحے گارنر دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اتر ا۔

”بب۔ بب۔ باس آپ! آپ اس طرح؟“
گارنر نے جھک کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔
”میرے جسم کا پچھلا حصہ بے کار ہو گیا ہے“ ڈک نے اگلے اکتے لہجے میں کہا۔

”اوہ باس! آپ کی حالت تو بہت خراب ہے“
گارنر نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے تیزی سے ڈک کے

جسم کو دونوں ہاتھوں سے سنبھال کر اٹھایا اور جلدی سے مڑ کر کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ڈک کو پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔
”وہ۔ وہ عورت۔ وہ۔ جو لیانا۔ اُسے۔ مم۔ مارنا ہے۔ اُسے۔“ ڈک نے مدھم لہجے میں کہا۔
کیونکہ اس حالت میں اس کی آواز بھی زیادہ اونچی نہ نکل رہی تھی۔ لیکن گھبراتے ہوئے گارنر نے اس کی بڑبڑاہٹ ہی نہ سنی اور جلدی سے دروازہ بند کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے کار کے ٹائر بُری طرح چھتے ہوئے موٹر کاٹ گئے اور پھر کار آندھی اور طوفان کی طرح پھانک کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

www.urdu

ظاہر ہے کوٹھی میں اس وقت ڈاک مین کا چیف باس ڈک اور جولیا ہی موجود ہوگی اور ڈک تو پھاٹک کھولنے آئے کا نہ تھا۔ اس لئے لارنس کے جانے کے بعد پھاٹک کسی نے بند نہ کیا تھا۔ بلکہ ہوا کی وجہ سے وہ آدھا بند ہو گیا ہوگا۔

چنانچہ وہ کار سے اترا اور اس نے کار کا راستہ بنانے کے لئے خود ہی پھاٹک کے پٹ پوری طرح کھول ڈالے۔ پھاٹک کھول کر وہ دوبارہ کار میں بیٹھا اور کار کو تیزی سے کوٹھی میں لے آیا پوچ میں کار روک کر عمران نے دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا۔ اس کی چھٹی جس بتا رہی تھی کہ کوٹھی خالی پڑی ہے۔ کوئی آدمی اس میں موجود نہیں ہے۔

یہ احساس ہوتے ہی وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ آخر کوٹھی خالی ہونے کی وجہ کیا ہے۔ کیا ڈک کو کوئی شک پڑ گیا ہے حالانکہ بظاہر اس کا کوئی امکان نہ تھا۔ عمران تیزی سے برآمدے پر چڑھا اور اندرونی کمرے میں داخل ہو گیا۔ اور کمرے میں داخل ہوتے ہی عمران نہ صرف ٹھٹھک گیا بلکہ اس خیال سے وہ ہونٹ چبلنے لگا کہ ڈک ایک بار پھر اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ کیونکہ کمرے میں ایک کرسی پڑی ہوئی تھی جس کے گرد رسیاں اس طرح پڑی تھیں جیسے کسی بندھے ہوئے آدمی کو جلدی میں کھول کر رسیاں نیچے پھینک دی گئی ہوں۔ باقی کمرہ خالی تھا۔ اب اتنا تو غائبانہ سمجھتا تھا کہ اس کرسی پر جولیا کو باندھا گیا ہوگا۔ لیکن پھر یہ لوگ کہاں گئے اور کیوں گئے۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے جلدی

By Saad

عمران لارنس کے میک آپ میں سفید کار چلاتا ہوا تیزی سے الیگزینڈر کالونی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پچھلی سیٹ پر نعمانی لیٹا ہوا تھا۔ اس نے مجرموں کے اڈے میں پہنچ کر بیہوش آدمی کا رول ادا کرنا تھا۔ لیکن ظاہر ہے راستے میں اس کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے سیٹ پر لیٹا ہوا تھا۔

الیگزینڈر کالونی میں داخل ہوتے ہی عمران نے مطلوبہ کوٹھی کی تلاش شروع کر دی اور پھر جلد ہی اسے اپنی مطلوبہ کوٹھی نظر آگئی۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ اس کا پھاٹک آدھا کھلا ہوا تھا۔ بیرونی ستون پر ڈاکٹر گھر کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ عمران نے کار پھاٹک کے سامنے روکی اور پھر خود دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ پہلے اسے بارن دینے کا خیال آیا تھا۔ لیکن پھر فوراً اسے یاد آگیا کہ لارنس نے بتایا تھا کہ وہ کوٹھی میں اکیلا رہتا ہے۔ اس لئے

جلدی عمارت کے باقی کمرے دیکھنے شروع کر دیئے۔ تمام کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ وہاں کسی ذی روح کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ البتہ ہر کمرے میں روشنی باقاعدہ ہو رہی تھی۔

عمران ہونٹ چباتا ہوا واپس برآمدے میں آیا اور کار کی طرف بڑھ کر اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ نعمانی بیہوش بنا کچھلی سیٹ پر بڑا ہوا تھا۔

”باہر آ جاؤ۔ اب اداکاری کی ضرورت نہیں رہی۔ ڈرامے کا پہلے ہی ڈرامہ سین ہو چکا ہے۔“ عمران نے کہا اور نعمانی نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور اٹھ بیٹھا۔

”کیا ہوا عمران صاحب! کیا ڈرامہ سین؟“ نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باہر آؤ۔ وہ جو لیا کو یہاں سے نکال کر لے گیا ہے۔ اب پھر اس کو ڈھونڈنا پڑے گا۔“ عمران نے پیچھے بٹتے ہوئے کہا اور نعمانی کار سے باہر آ گیا۔

عمران برآمدہ کمرے کے واپس اسی کمرے میں آیا جہاں وہ خالی کمرے اور رسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ اب غور سے کمرے کی حالت دیکھ رہا تھا تاکہ کوئی کلیو مل سکے۔ نعمانی بھی اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

”عمران صاحب! یہ فرار کیسے ہو گیا۔ اس کو کیسے شک پڑ گیا۔“ نعمانی نے صورت حال کو دیکھتے ہوئے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”حیرت ہے۔ اس قدر مختاط آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ کوٹھی خالی ہونے کی وجہ سے اب اپنے اصل لہجے میں بول رہا تھا۔

عمران ایک لمحے تک دیکھتا رہا۔ پھر واپس دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ اس نے چھت کے درمیان جلتے ہوئے بلب کو کیلخت تیز ہوتے دیکھا۔ اس وقت وہ دروازے کی چوکھٹ میں پہنچ چکا تھا۔ نعمانی اس کے ساتھ کمرے کے اندر تھا کہ کیلخت کمرہ یوں ڈولا جسے شدید زلزلہ آگیا ہو اور عمران نے نعمانی کو بازو سے پکڑ کر چوکھٹ میں گھسیٹ لیا۔

اسی لمحے ایک خوفناک اور کان مچاڑ دھماکہ ہوا اور وہ دونوں بے اختیار اچھل کر کمرے سے باہر راہداری کی سامنے والی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرے اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف اندھیرا سا پھیل گیا۔ عمران اور نعمانی کو یوں محسوس ہوا جیسے پوری کوٹھی کی چھتیں کیلخت بیٹھ گئی ہوں۔ ان کے جسموں پر کسی باریک سی چیز کی جیسے برسات سی ہو گئی اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ان دونوں کے جسم اس باریک سی چیز کے ڈھیر میں دب گئے۔ عمران کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا تو اس نے خود ہی سانس روک لیا کیونکہ سانس لینے کے دوران بے پناہ مقدار میں گرد اندر جا رہی تھی۔ اور اسی گرد کی وجہ سے اس کا سانس بند ہو رہا تھا۔ سانس روک لینے کی وجہ سے مزید گرد اندر جانے سے رک گئی تھی۔

بازگشت ختم ہوتے ہی عمران نے کیلخت جسم کو جھٹکا دیا تو وہ تیزی

سے اٹھ کر کھڑے ہو جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے جسم سے باریک
بجری پھسل کر نیچے گری۔ اب مکمل اندھیرے کی بجائے ملکی سی
روشنی اور چھت سے دکھائی دے رہی تھی۔ عمران نے اپنے آپ
کو آدھے جسم تک بجری کے ڈھیر میں دفن دیکھا۔ نعمانی اندر ہی
تھا۔ اسی لمحے قریب ہی بجری کے ڈھیر میں حرکت ہوئی تو عمران کو
نعمانی کا خیال آیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر جلدی سے ڈھیر بٹانا شروع
کیا۔ دوسرے لمحے نعمانی بڑی طرح سر جھٹکنا ہوا ڈھیر میں سے نمودار
ہوا۔ اور باہر آکر اس نے جیسے ہی سانس لیا اس نے مسلسل چھینکیں
مارنا شروع کر دیں۔ وہ کمرہ جس میں ایک لمحہ پہلے عمران اور نعمانی
موجود تھے عجیب و غریب انداز میں تباہ ہو چکا تھا۔ اس کا فرش
غائب تھا اور وہاں ایک گہرا گڑھا نظر آرہا تھا۔ اوپر چھت اور دیواریں
کا اوپر والا حصہ غائب ہو چکا تھا۔ جب کہ گیلری جس میں وہ دونوں
پڑے تھے اس کی چھت سے باریک بجری کا ڈھیر نیچے گرا تھا البتہ
دیواریں اور چھت پر سرے کا جال صحیح سلامت تھا البتہ وہ جال
کافی نیچے کی طرف جھک آیا تھا۔ جیسے اس پر بے پناہ وزن پڑا ہو۔
عمران صاحب! — یہ کیا ہوا ہے؟ — نعمانی نے
چھینکوں کا طویل سلسلہ ختم ہونے پر بڑی طرح شوں شوں کرتے
ہوئے کہا۔

کمرے کے فرش میں کوئی ہم موجود تھا۔ اسے پھاڑا گیا ہے اور
فرش نے اڑ کر کمرے کی چھت غائب کر دی ہے۔ اور شاید
اس کا ملبہ اس گیلری کی چھت پر پڑا ہے۔ لیکن سرے کا جال اسے

سنبھال گیا ہے۔ اس لئے پوری چھت ہم پر نہیں گری۔ — عمران
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

فرش ہم سے پھاڑا گیا ہے۔ — اوہ! یہ نیا طریقہ ہے۔ ورنہ تو
چھت پر ہم پھینکا جاتا ہے۔ — نعمانی نے اپنے دونوں ہاتھوں
سے اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔

ہاں! — یہ زیادہ موثر طریقہ ہے۔ چھت گرنے سے تو
آدمی بچ سکتا ہے۔ لیکن اگر فرش ہی اڑ کر چھت سے
جا ٹکرائے تو اس فرش پر موجود آدمی کا بچ نکلنا ناممکن ہے۔ اگر
ہم دونوں فرش پر موجود ہوتے تو اس وقت ہمارے جسموں کے ٹکڑے
گیلری اور دوسرے کمروں کی چھتوں پر پڑے ہوتے۔ — عمران
نے کہا اور پھر تیزی سے باہر برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ نعمانی
بھی اس کے پیچھے لپکا۔ برآمدے کی چھت کا بھی گتی جگہ سے
ملبہ گرا تھا۔ لیکن باقی چھت محفوظ تھی۔

عمران اور نعمانی جیسے ہی برآمدے میں پہنچے، اچانک دُور سے
ایک نسوانی چیخ سنائی دی اور وہ دونوں بڑی طرح چونک پڑے۔
چیخ گہرائی میں ڈوبتی چلی گئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی عورت
کسی اونچی جگہ سے نیچے گری ہو۔

اوہ! — یہ چیخ تو بولیا کی لگتی ہے۔ — عمران نے تیز
لہجے میں کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا برآمدہ پار کر کے لان میں آ گیا۔
اور اس طرف کو دیکھنے لگا جدھر سے اس کا اندازہ تھا کہ چیخ کی آواز
سنائی دی تھی۔

"اوہ! — یہ تو پچھلی کوٹھی ہے دو منزلہ — اس کی تو پشت
 ہے اس طرف — اور ساری پشت بند ہے۔ کوئی کھڑکی یا دروازہ
 نہیں ہے — پھر یہ چیخ کہاں سے آگئی ہے" — عمران
 نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
 "ہو سکتا ہے کہ ملحقہ کوٹھی بھی انہی لوگوں کے پاس ہو —
 نعمانی نے کہا۔

"ہاں! — یہ ہو سکتا ہے — آؤ میرے ساتھ" — عمران
 نے پھانک کی طرف دوڑتے ہوئے کہا۔
 "عمران صاحب! — یہ کار لے لیں" — نعمانی نے کہا۔
 "نہیں! — یہ مجرموں کی کار ہے — اگر وہ فرش ہم سے
 اڑا سکتے ہیں تو کار بھی اڑائی جاسکتی ہے — جلدی آؤ —
 عمران نے مڑے بغیر کہا اور پھر پھانک سے باہر نکل آیا۔ نعمانی اس کے
 پیچھے تھا۔

وہ دونوں بگری میں دفن ہونے کی وجہ سے مہبوت نظر آ رہے
 تھے لیکن اس وقت عمران کے کانوں میں جولیا کی چیخ کی بازگشت
 ہی سنائی دے رہی تھی اس لئے وہ کسی کی پرواہ کئے بغیر لے تماشاً
 پھانک سے باہر نکل کر دائیں طرف دوڑ رہا تھا۔ سائیڈ روڈ لفت یا
 آٹھ کوٹھیوں کے بعد تھی۔ عمران دوڑتا ہوا اس سائیڈ روڈ پر پہنچا اور
 پھر وہاں سے بھاگتا ہوا وہ کافی دیر بعد پچھلی سڑک پر آیا جو اس کے
 اندازے کے مطابق پچھلی کوٹھی کے سامنے کے رُنج کو جاتی تھی۔
 جیسے ہی عمران اس سڑک پر مڑا۔ اس نے دور ایک سُرُخ رنگ

کی کار کو تیزی سے ایک کوٹھی کے پھانک میں مڑتے ہوئے دیکھا۔
 فاصفا فاصلہ ہونے کی باوجود عمران اس کار کو پہچان گیا۔ یہ وہی
 کار تھی جس میں سے پینل نما چیزیں ٹائیگر کی دیکھن اور جولیا اور دوسرے
 نمبران کی کاروں میں پھینکی گئی تھیں۔ اور فاصلہ تیار ہوا تھا کہ جس کوٹھی
 میں یہ کار مڑی ہے وہ کوٹھی پہلی والی کوٹھی کے بالکل عقب میں ہے
 چنانچہ اب اسے یقین ہو گیا کہ جولیا کی چیخ اس عقبی کوٹھی سے ہی
 آئی ہوگی۔ اب تک وہ صرف امکان پر جا رہا تھا۔ لیکن اس سُرُخ
 رنگ کی کار کو پہچاننے کے بعد یہ امکان یقین میں بدل گیا تھا۔

عمران نے دوڑنے کی رفتار اور زیادہ تیز کر دی۔ نعمانی بھی اس
 کے پیچھے مسلسل دوڑ رہا تھا۔ کوٹھیوں میں آنے جانے والے لوگ بڑی
 حیرت بھری نظروں سے انہیں اس طرح بے تحاشا انداز میں دوڑتا
 ہوا دیکھ رہے تھے۔

عمران ابھی اس عقبی کوٹھی سے ایک کوٹھی دور تھا کہ وہی سُرُخ
 رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے کوٹھی سے باہر نکلی اور پھر اسی
 تیز رفتاری سے مخالف سمت مڑ گئی۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔
 اس لئے عمران کسی صورت بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا اور نہ ہی اس
 وقت اس کے پاس ایسا کوئی ہتھیار تھا کہ جس سے وہ اس کار کو روک
 سکتا۔ چنانچہ جب تک وہ عقبی کوٹھی کے گیٹ تک پہنچا، کار کافی
 آگے جا چکی تھی۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کار بائیں طرف
 مڑی اور نظروں سے اوجھل ہو گئی۔
 عمران ایک طویل سانس لے کر کوٹھی کے کھلے پھانک میں مڑ گیا اور

دوسرے لمحے اسے سامنے برآمدے میں پڑی ہوئی جولیہ صاف نظر آگئی۔ برآمدے میں خون کے دھبے بھی نظر آرہے تھے۔ جولیہ ایک ستون کے ساتھ پڑی ہوئی تھی اور اپنی اصل شکل میں تھی۔ اس کا سر بُری طرح خون آلود تھا۔ اور چہرے پر زردی تھی۔ عمران اس کے قریب پہنچا اور اس نے جلدی سے جھک کر اس کا بازو پکڑا اور نبض دیکھنے لگا۔

”یہ جولیہ ہے“ — نعمانی نے قریب پہنچ کر اپنی پتے ہوئے کہا۔

”ہاں! جولیہ ہے یہ۔ اور شکر ہے کہ زندہ ہے۔ اس کی حالت زیادہ خراب نہیں ہے۔ سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے بیہوش ہوئی ہے۔ میرے خیال میں یہ سامنے والی ٹیڑھیوں سے گری ہے اور پھر یہاں خاصی زوردار جنگ ہوئی رہی ہے۔ اور یہ ستون سے ٹکرانے کی وجہ سے بیہوش ہوئی ہے۔“ عمران نے جھک کر جلدی سے جولیہ کی ہوش میں لانے کی کوششیں کرنے کے ساتھ ساتھ تبصرہ جاری رکھا۔ نعمانی نے آگے بڑھ کر ایک طرف پڑی ہوئی میٹن گن اٹھالی۔

چند لمحوں بعد جولیہ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر اپنے سامنے کسی اجنبی کو دیکھ کر بُری طرح چونک کر اٹھنے لگی۔ کیونکہ عمران لالٹن کے میک اپ میں تھا۔

”گھبراؤ نہیں! میں عمران ہوں۔“ نعمانی میرے ساتھ ہنسنے لگا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیہ کی پھلی ہوئی

آنکھیں تیزی سے واپس سکرٹنے لگیں۔ اور اس کے منہ سے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔

وہ — وہ ٹوک کہاں ہے — وہ ٹیڑھی سے ٹکرا کر گر تھا۔ جولیہ کو اچانک ٹوک کا خیال آیا تو اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ نکل گیا ہے۔“ اس کا کوئی ساتھی اسے کار میں لے گیا ہے۔ ہر حال تم زندہ رہ گئی ہو۔ ہمارے لئے یہی کافی ہے۔ ٹوک کو تو پھر ڈھونڈ لیں گے۔“ عمران نے مسکرا کر کہا اور سہارا دے کر جولیہ کو کھڑا کر دیا۔

”واہ! تو وہ نکل گیا۔ کاش! میلا سر اس ستون سے نہ ٹکراتا تو میں اس عورت مار کی بوٹیاں اڑا دیتی۔“ جولیہ نے ہونٹ دھڑکتے ہوئے کہا۔

”عورت مار! واہ! کیا خوب ترکیب ہے۔“ میرے خیال میں یہ ترکیب تو بہر شوہر پر پوری اترتی ہے۔ عورت کا مارا ہوا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیہ اپنے الفاظ کی یہ تشریح سن کر سچے ناراض ہونے کے بے اختیار ہنسنے پڑی۔

”میں لیڈر نیو کلر کا ترجمہ کر رہی تھی۔ یعنی عورتوں کو مارنے کا۔“ جولیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”واہ! پھر تو وہ مردوں کا ہیرو ہوا۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے ٹیڑھیوں کی طرف پک گیا۔ اور جولیہ نے اپنا اٹھا ہوا ہاتھ منہ سے انداز میں واپس کھینچ لیا۔

”عمران صاحب! باہر لوگ اکٹھے ہوئے ہیں۔ ابھی پولیس

نے کہا۔ "ہاں! میں نے چیک کر لیا ہے۔ اوپر زیر و بم چار جنگ مشین موجود ہے۔ بڑا جدید قسم کا انتظام ہے یہاں کا۔ بہر حال اب آؤ یہاں سے نکل چلیں۔ کیونکہ دھماکے والی کوٹھی میں پولیس پہنچ چکی ہے اور وہ لازماً یہاں پہنچ جائے گی۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور مچھانک کی طرف بڑھ گیا۔ "باہر خاصے لوگ موجود ہیں۔ وہ ہمارا پیچھا کریں گے۔ اور ہمارے پاس کوئی سواری بھی نہیں ہے۔" نعمانی نے کہا۔ "سواری نہیں ہے تو مشین گن تو ہے۔ یہ ایسی سواری ہے جو آدمی کو ایک لمحے میں اس جہان سے دوسرے جہان پہنچا دیتی ہے۔ کیوں کیا خیال ہے۔ اس کی تیز رفتاری کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔" عمران نے کہا اور نعمانی اور جولیا دونوں ہی سہنس پڑے۔

"اب کیا پروگرام ہے؟" جولیا نے مچھانک سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ نعمانی آگے تھا اور اس نے مشین گن باہر موجود آدمیوں کی طرف سیدھی کر کے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔ "دوڑ جاؤ سب۔ ورنہ ایک ایک کو بھون ڈالوں گا۔" نعمانی کا لہجہ اتنا کڑخت تھا کہ اگر اس کے ہاتھوں میں مشین گن نہ بھی ہوتی تب بھی لوگ دہشت زدہ ہو کر لازماً بھاگ نکلتے اور پھر یہاں تو سونے پر سہاگے والی بات تھی۔ لہجہ بھی تھا اور مشین گن بھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں میں مجگڈر سی مچ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے

آجالتے گی۔" نعمانی نے تیز لہجے میں کہا۔ "کوئی بات نہیں۔ آجکل پولیس کا بنیڈر شادیوں پر بڑے فخر سے بلایا جاتا ہے کہ دیکھو ہم پولیس کے سامنے دکھن لئے جا رہے ہیں۔ اب مقدمہ کہاں کراؤ گے؟" عمران نے ٹیڑھیوں پر سے مڑ کر جواب دیا اور پھر ٹیڑھیاں چھوٹتا ہوا اوپر چڑھتا گیا۔ "یہ پورا ڈھیسٹ ہے نعمانی۔" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور نعمانی نے اخت یار سہنس دیا۔

"یہ تم لوگ یہاں کیسے پہنچے۔ اور تمہاری یہ حالت؟" جولیا نے ایک لمحہ رُک کر سنجیدہ لہجے میں نعمانی سے پوچھا اور نعمانی نے جو کچھ اسے معلوم تھا تفصیل سے بتانا شروع کر دیا۔ "اوہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ دھماکا اس نے تم لوگوں کو کرنے کے لئے کیا ہے تو میں اس کے مرنے سے پہلے ہی اس کی کمر گولیوں سے چھلنتی کر دیتی۔ بس میں اس پوچھ گچھ میں پڑ گئی تھی کہ یہ دھماکا اس نے کیوں کیا ہے۔ کیونکہ دھماکے کے بعد میں نے اس کے حلق نکلنے والا فاتحانہ قہقہہ سُن لیا تھا۔ فاتحانہ قہقہہ کس کا۔ وہ کون ہے جو ہماری بجائے تمہارے سامنے فاتحانہ قہقہہ مار سکتا ہے۔" اسی لمحے عمران ٹیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔

یہ ڈک کی بات کر رہی ہیں۔ ڈک نے یہیں سے دھماکا کیا تھا۔ اور پھر اس نے میری سمجھا کہ ہم اس کمرے میں ہی ختم ہو گئے ہیں۔ اس لئے وہ فاتحانہ قہقہے لگا تا رہا۔" نعمانی

سڑک خالی ہو گئی۔
تم نے بتایا نہیں کہ اب کیا پروگرام ہے۔ میں اس ڈک کی لوٹیاں اپنے ہاتھوں سے نوچنا چاہتی ہوں۔ جولیانے عمران کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر انتہائی کراخت کچے میں پوچھا۔

فکر نہ کرو۔ میں تمہارا پیغام اس تک پہنچا دوں گا۔ فی الحال تو تمہیں ہسپتال پہنچانا ہے۔ جہاں آدھی سے زیادہ ٹیم پہلے ہی براجمان ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
وہ تینوں سڑک پر جانے کی بجائے سڑک کو اس کر کے تیزی سے سامنے والی پتلی سی گلی میں گھس گئے تھے۔
منہیں! مجھے ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جولیانے ٹھوس پلے میں کہا۔

تو پھر میری جال چلیں۔ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔
بکو اس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ اب ڈک کو کہاں اور کیسے ڈھونڈو گے۔ جولیانے دوڑتے ہوئے اس کا بازو پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

ارے ارے میرا نازک سا بازو۔ ارے کمال ہے۔ ابھی سے تمہاری گرفت اتنی سخت ہے تو بعد میں تو یہ۔ عمران نے جان بوجھ کر تقریبات کرتے ہوئے کہا۔

یو شٹ اپ ٹائٹنس! بروقت ایک ہی راگ۔ ایک ہی راگنی۔ پہلے اپنی شکل دیکھو جا کر آئینے میں۔ جولیانے

بڑی طرح جھلٹے ہوئے لہجے میں کہا۔
شکل۔ اوہ تو یہ بات ہے۔ میں بھی کہوں کہ آج جولیا کیوں بار بار میرا بازو پکڑ رہی ہے۔ واہ میاں لارنس! تمہارے میک آپ سے اتنا تو فائدہ ہوا۔ عمران نے کہا اور پھر جولیا کے اٹھے ہوئے ہاتھ سے بچنے کے لئے انتہائی تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

گلی کے اختتام پر ایک چھوٹی سی کوٹھی کا پچھاٹک کھلا ہوا تھا اور گیٹ کے قریب ہی سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار کھڑی تھی۔ کوٹھی کے بیرونی حصے میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

آپ لوگ ایک طرف ہو جائیں۔ میں یہ کار لے آتا ہوں۔
یو کہ پولیس تک لازماً اطلاع پہنچ گئی ہوگی اور وہ ہمیں اب گھیرنے کی کوشش کرے گی۔ عمران نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر خود تیزی سے کھلے گیٹ کے اندر داخل ہو گیا۔

عمران کار کی اوٹ لے کر آگے بڑھا تو اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ کار کا دروازہ لاک نہ تھا۔ اس نے آہستہ سے کار کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں ایک آواز پڑی تو وہ اختیار چھوٹ پڑا۔ گو آواز دُور سے آئی تھی لیکن اس میں ایک قتل کاٹے سنائی دے گیا تھا۔

اوہ! کہیں اندر کوئی قتل کی واردات تو نہیں ہو رہی۔ اس نے پچھاٹک بھی کھول کر رکھا گیا ہے اور کار بھی لاک نہیں کی گئی۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے

آگے بڑھا۔ برآمدے کے ساتھ کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ آواز اسی کمرے سے آئی تھی۔ عمران تیزی سے اس کھڑکی کے قریب پہنچا۔

بہت بہتر کس! — میں ان دونوں کو ہلاک کر کے آپ کے پاس پہنچ جاتا ہوں۔ اب ایک واضح آواز سنائی دی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ذرا سا پردہ اٹھایا تو دوسرے لمحے وہ اس بری طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔ اسے سامنے کرسیوں پر ٹائیگر اور خاور بیہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے نظر آگئے اور ایک لمبا ترنگا آدمی کھڑکی کی طرف پشت کے ٹرائنمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

”سی ٹو کا بھی پتہ کر لینا۔ اگر پولیس وہاں ابھی تک نہیں پہنچی تو وہاں برآمدے میں ایک لڑکی بیہوش پڑی ہوئی ہوگی۔ اس کا بھی خاتمہ کر دینا۔ اور — دوسری طرف سے ایک آواز ابھری اور عمران نے پردہ چھوڑا اور جلدی سے برآمدے پر چڑھ گیا۔ کیونکہ دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز اس نے پہچان لی تھی۔ یہ کوٹھی بھی ڈک کا ہی اڈہ تھا اور اس نے ٹائیگر اور خاور کو یہاں چھوڑا تھا اور اب وہ ان کی ہلاکت کے احکامات دے رہا تھا۔ عمران دل پر دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس غیبی مدد کا شکر ادا کر رہا تھا کہ بس اس نے اتفاقات ہی ایسے پیدا کئے کہ وہ یہاں بروقت پہنچ گیا اور اس کے کانوں میں آواز بھی پڑ گئی۔ ورنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ ادھر آتے ہی نہیں۔ یا پھر کار لے کر واپس نکل جاتا تو ٹائیگر اور

خاور دونوں کا خاتمہ یقینی تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بعض اوقات قدرت کیسے کیسے اتفاقات پیدا کر دیتی ہے۔

برآمدے میں اس کمرے کا دروازہ تھا جو پوری طرح بند نہ تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازے کو دھکیلا تو وہ بغیر آواز پیدا کئے کھلتا گیا۔ اس وقت وہ آدمی اپنے سامنے میز پر رکھا ہوا ٹرائنمیٹر آف کر رہا تھا۔ اس کی چونکہ دروازے کی طرف سائیڈ تھی اس لئے دروازہ کھلتا اس نے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ وہ بری طرح چونک کر دروازے کی طرف مڑا اور ساتھ ہی اس نے برقی زفاری سے بغل سے لٹکی ہوئی مشین گن بھی اٹار لی۔ لیکن عمران بڑے اطمینان سے دروازے پر کھڑا تھا۔ کیونکہ وہ لارنس کے میک آپ میں تھا اور ظاہر ہے کہ لارنس ان لوگوں کا ہی ساتھی تھا۔ دوسرے لمحے اس آدمی کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری۔

”اوہ لارنس تم! — تم یہاں کیسے آئے۔“ اس نوجوان نے مشین گن نیچے کرتے ہوئے کہا۔

”چیف اس کی کال وصول کر لی۔“ عمران نے لارنس کے لمبے میں بڑے مطمئن انداز میں کہا اور کمرے میں داخل ہو کر اس کی طرف بڑھنے لگا۔

”ہاں! — ابھی کال ختم ہوئی ہے۔“ لیکن تمہاری یہ حالت تم تو مجھوت بنے ہوئے ہو۔ کیا ہوا۔“ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بس ایک مشن کے دوران یہ حالت ہو گئی ہے۔“ اس نے

تمہارے پاس پہنچنے کے احکامات دیئے تھے اور نشانی یہ بتائی تھی کہ میں کال کر رہا ہوں۔ وہاں موجود دو آدمیوں کو بلا کر کے تم دونوں اکٹھے ہی آجانا۔ عمران نے اس کے قریب پہنچ کر بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ تمہارے پاس کار نہ ہوگی۔ کوئی بات نہیں۔ میں ابھی ان دونوں کا خاتمہ کر دیتا ہوں اس کے بعد اکٹھے ہی چلیں گے۔ نوجوان نے کہا اور پھر ان کرسیوں کی طرف سر گیا۔ جن پر ٹائیگر اور خاورد بیہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے تھے۔

سنو! پہلے میری بات سن لو۔ عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

کیا بات ہے؟ نوجوان کے لبے میں حیرت تھی۔ ان کے خاتمے کے بعد جانا کہاں ہے۔ چھپ باس کر رہا تھا کہ وہ بہت دور موجود ہے۔ کہیں وہ واپس تو نہیں چلا گیا۔ عمران نے کہا۔

ابے نہیں۔ وہ تو گردباد والے کھنڈرات کے ساتھ سپلائی ڈپو نمبر تھری میں ہے۔ مجھے اس نے وہیں بلایا ہے۔ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

سپلائی ڈپو نمبر تھری۔ یہ کونسی جگہ ہے۔ گردباد کے کھنڈرات کا تو مجھے علم ہے لیکن۔ عمران نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

ارے تمہیں سپلائی ڈپو نمبر تھری کا علم نہیں ہے۔ گردباد کے کھنڈرات میں کبھی گئے ہو؟ نوجوان نے سناتے ہوئے کہا۔

ہاں! کتنی بار گیا ہوں۔ عمران نے کہا۔ کھنڈرات کے شمالی طرف ایک پہاڑی ہے۔ ویران سی پہاڑی۔ اس پہاڑی کے اندر گہرے غاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ وہی سپلائی ڈپو نمبر تھری ہے۔ بہر حال تم میرے ساتھ جاؤ گے اس لئے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

نوجوان نے کہا اور دوبارہ کرسیوں کی طرف مڑا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی۔ لیکن اس سے پہلے کہ مشین گن کا رخ ٹائیگر اور خاورد کی طرف ہوتا۔ عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے نوجوان کی کینٹی پر ایک زوردار پٹاخہ چھوٹا اور وہ چیخا ہوا اچھل کر ایک طرف فرش پر جا گرا۔ جب کہ عمران نے دوسرے ہاتھ سے مشین گن تھام لی تھی۔

تت۔ تت۔ تت۔ لارنس یہ۔ نوجوان نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بڑے حیرت بھرے لبے میں کہا۔ لارنس بے چارہ تو کسی گٹر لائن جیسی قبر میں پڑا ہو گا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مشین گن اس کی طرف سیدھی کر دی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور جویا اور نعمانی اندر داخل ہوئے عمران نے صرف ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر اس نوجوان کی طرف دوبارہ متوجہ ہو گیا۔

ہم اس لئے اندر آ گئے کہ آخر تمہیں اتنی دیر کیوں ہو گئی اور ہم نے

تمہاری گفتگو کھڑکی سے سن لی تھی۔ جولیہ نے کہا۔
 اچھا کیا۔ جولیہ! تم ٹائیگر کو کھول کر کرسی سے ہٹاؤ اور
 نعمانی! تم اسے اسی کرسی سے باندھ دو۔ میں نہیں چاہتا
 کہ یہ بے چارہ خواغواہ مارا جائے۔ ہماری اس سے براہ راست
 تو کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہاں! اگر اس نے کوئی غلط
 حرکت کی تو پھر مجبوری ہے۔ عمران نے انتہائی سرد
 لہجے میں کہا۔

چلو۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ نعمانی نے فرش سے
 اٹھتے ہوئے نوجوان کے عقب میں پہنچ کر انتہائی گرجت لہجے
 میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں بھی نمٹیں گن تھی اور پھر نوجوان خاموشی
 سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور جولیہ نے بڑی پھرتی سے کام لیا تھا اس
 نے ٹائیگر کی بندشیں کھول کر اسے کرسی سے ہٹا کر نیچے فرش
 پر لٹا دیا۔

”چلو کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ اگر اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو۔“
 نعمانی نے اس نوجوان سے کہا اور نوجوان خاموشی سے چلتا ہوا کرسی
 پر بیٹھ گیا۔ اور جولیہ نے بڑی پھرتی سے انہی رسیوں کی مدد سے اس
 کے جسم کو کرسی سے باندھ دیا۔

نعمانی! تم اب ٹائیگر اور خاوند کو ہوشی میں لے آؤ۔ اس
 دوران میں اس سے دو باتیں کر لوں۔ پھر ہم چل پڑیں گے۔
 عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر کرسی پر بندھے ہوئے
 نوجوان کی طرف بڑھ گیا۔

”تمہارا نام کیا ہے مرثیہ۔ تاکہ میں اپنی ڈائری میں لکھ لوں کہ
 میں نے ڈاگ مین کے فلاں آدمی پر احسان کیا ہے۔ ہو سکتا
 ہے کہ کبھی پھر تم سے ملاقات ہو تو تمہیں یہ احسان تو جتا سکوں۔“
 عمران نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔
 ”میرا نام جیکب ہے۔“ نوجوان نے آہستہ سے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو جناب جیکب صاحب!۔ اب یہ بھی بتا دو کہ
 ڈاگ مین تنظیم میں تمہاری اہمیت کیا ہے۔ کیونکہ چیف ہاں
 تمہیں بلارہا ہے۔ اور تمہارے پاس کار بھی موجود ہے۔
 جب کہ بے چارے لارنس کے پاس تو کچھ بھی نہ تھا۔“ عمران
 نے کہا۔

”میں ہاں بینی کا نمبر ٹو ہوں۔ ہاں بینی کی لاش ملی
 ہے۔ ہاں بینی ڈاگ مین تنظیم کے ایک شعبے کا انچارج تھا
 اور اس کی موت کے بعد اب اس شعبے کا انچارج میں ہوں۔“
 جیکب نے جواب دیا۔

”یعنی وہ غیر ملکی عورتوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشوں کے ذریعے
 منشیات سمگلنگ کرنے والے شعبے کی بات کر رہے ہوں۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تت۔ تت۔ تمہیں اس کے متعلق کیسے معلوم ہوا۔ یہ
 تو ٹاپ سیکرٹ ہے۔“ نوجوان نے پہلی بار نہ صرف بری طرح
 چونکتے ہوئے کہا بلکہ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات بھی ابھر

آئے تھے۔ تمہارے سارے ٹاپ سیکرٹ تمہارے چیف باس نے پہلے ہی ہمیں بتا دیئے ہیں۔ اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ — عمران نے جواب دیا۔

لیکن تم ہو کون — تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا؟ — جیکب نے کہا۔

اس کے متعلق بعد میں بات کریں گے۔ فی الحال تو تم میرے سوالوں کا جواب دو۔ اور سنو! — یہ تمہارا امتحان لے رہا ہوں اس لئے کہ اگر تم نے سچ بولا تو میں تمہیں زندہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ کم از کم اس لئے ضمیر کو مطمئن کر لوں گا کہ میں نے ایک سچے آدمی کو زندہ چھوڑا ہے۔ لیکن اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو پھر میرا فیصلہ بدل جائے گا۔

جھوٹے آدمی سے تو مجھے ازلی دشمنی ہے۔ باقی جیسا میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے کہ تمہارا چیف باس پہلے ہی ہمیں سب کچھ بتا چکا ہے۔ گزرباد کے کھنڈرات — وہاں موجود تمام مشینری — مصنوعی گردباد پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

تت — تت — تم تو واقعی بہت کچھ جانتے ہو۔ — نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

یہ بتاؤ کہ جب تم سپلائی ڈپو نمبر تھری میں پہنچو گے تو تمہیں اندر جانے کے لئے کیا کرنا پڑے گا۔ سوچ کر جواب دینا۔

عمران نے یکجہت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
"وہاں پہنچ کر میں نے تین بار کار کی ہیڈ لائٹس جلا نا تھیں پھر وہاں سپلائی ڈپو نمبر تھری کے انچارج کیلینی کا آدمی میرے پاس پہنچا۔ میں اس آدمی کو اپنا کوڈ نمبر بتاؤں گا۔ میرا کوڈ نمبر نمبر تھری ہے۔ اور پھر مجھے اندر جانے کی اجازت مل جاتی۔" نوجوان نے کہا۔

اور کہ! — فی الحال تو تم اپنا کوڈ نمبر فرشتوں کو بتاؤ۔ — عمران نے مشین گن کو نال کی طرف سے پکڑتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ نوجوان کچھ سمجھتا، عمران نے پوری قوت سے اس نوجوان کے سر پر مشین گن کا بٹ مارا۔ نوجوان کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کا سر درمیان سے ٹوٹ گیا اور دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ وہ کرسی پر ہی ٹوٹ پڑ گیا۔ وہ ایک ہی بھر پور ضرب سے ختم ہو چکا تھا۔

تت — تم نے ایک بندھے ہوئے آدمی کو مارا ہے۔ — جولیانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

جب کوئی نیا آدمی کسی پرانے آدمی کی جگہ لیتا ہے۔ تو پرانے آدمی کو مرنا ہی پڑتا ہے۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ بندھا ہوا تھا۔ یا کھلا ہوا۔ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے تیزی سے پہلے اس نوجوان کی رسیاں کھولیں اور پھر تیزی سے اس کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ وہ سر سے بہنے والے خون کو لباس تک پہنچنے

سے پہلے ہی اس کا لباس اتار لینا چاہتا تھا۔
 "تو تم اب اس نوجوان جیکب کے میک آپ میں وہاں جاؤ گے؟
 جو لپانے کہا۔"

"ہاں! تاکہ اس عورت مار کا خاتمہ کر ہی دوں۔" ورنہ
 وہ بچانے اور کتنی عورتوں کو مار ڈالے گا۔ اور اس طرح کتنے ہی
 میری طرح کنوارے ہی رہ جائیں گے۔" عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر نعمانی ہنسنے لگا جب کہ جو لپانے
 برا سامنہ بنالیا۔

ڈک آرام کرسی پر لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس
 کے سامنے ایک بڑی میز تھی جس کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی
 پر ایک نوجوان موڈ بانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ اب یہاں کی صورت حال
 اس قدر عجیب ہو چکی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی
 نیا اور واضح لائحہ عمل اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا جائے۔ ڈک
 نے کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

باس! ابھی آپ پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئے۔ اس
 لئے میرے خیال میں اگر آپ دو چار روز مکمل آرام کر لیں تو زیادہ بہتر
 ہے۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ کرسی
 پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے موڈ بانہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں گارنٹی! میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ صرف کمر میں

To
 From
 اور اس کے بعد سے روک دیا
 اور اس کے بعد سے روک دیا

ہلکا سا درد ہے اور بس۔۔۔ ویسے میں نے اب تک تم سے یہ نہیں پوچھا کہ تم سی۔ ٹو میں پہنچے کیسے؟۔۔۔ ڈک نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"باس!۔۔۔ میں الیگزینڈر کا لونی میں لارنس سے ملنے آ رہا تھا کہ وہاں میں نے کوٹھی کو تباہ ہوتے دیکھا۔۔۔ لوگ وہاں اکٹھے تھے میں نے ایک آدمی سے صورت حال کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ اچانک کوٹھی کے اندر دھماکہ ہوا ہے اور اس کے ایک کمرے کی چھت غائب ہو گئی ہے۔۔۔ جس پر میں سمجھ گیا کہ آپ نے سی ٹو سے زیر و بم فائر کیا ہو گا۔ کیونکہ مجھے اس سسٹم کا علم تھا۔ لیکن ایسا کیوں ہوا۔۔۔ اس بات کے لئے میں سی۔ ٹو پہنچا تو وہاں آپ کو اس حالت میں دیکھا اور آپ کو وہاں سے لے آیا پھر آپ نے خود ہی ادھر لے آنے کا کہا اور میں یہاں آ گیا۔۔۔ گارنر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ بہر حال تم ٹھیک وقت پر پہنچ گئے۔۔۔ ورنہ شاید میری کمر کی تکلیف زیادہ بڑھ جاتی۔۔۔ لیکن میں اب ٹھیک ہوں۔۔۔ میں نے جب تک کو کال کر دیا ہے کہ وہ اپنے پاس موجود دو افراد کا خاتمہ کرے سی۔ ٹو میں اس لڑکی کا بھی خاتمہ کر کے یہاں آ جائے۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھی کا خاتمہ تو زیر و بم سے ہو ہی چکا ہے۔ اس طرح میرے خیال میں ہم نے یہاں کی سلیکٹ سروس کا تقریباً خاتمہ کر دیا ہے اور شاید اب اس کا باس ہی باقی رہ گیا ہو گا۔۔۔ ڈک نے سر ہلاتے

ہوئے کہا۔
"اوہ باس!۔۔۔ آپ نے زیر و بم عمران اور اس کے ساتھی پر مارا تھا۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ مر چکے ہوں کیونکہ مجھے وہاں اس آدمی نے بتایا تھا کہ دھماکے کے بعد اس کو مٹی سے دو آدمی کل کر بھاگ گئے ہیں۔ وہ شاید ملے میں دب گئے تھے اس لئے ان کی شکل و صورت پہچانی نہ جاسکتی تھی"۔۔۔ گارنر نے جواب دیا۔

کک۔ کک۔ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ دو آدمی زندہ مت نکل بھاگے۔۔۔ ڈک نے کچلتے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"باس!۔۔۔ اس وقت تو مجھے یاد تھا کہ آپ سے ذکر کروں گا۔۔۔ لیکن پھر سی۔ ٹو میں آپ کی حالت دیکھ کر یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی۔ اور اب آپ کے کہنے پر مجھے یاد آیا ہے۔۔۔ گارنر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے بروقت یہ بات نہ بتا کر کوئی بہت بڑا جرم کیا ہو۔

"اوہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کا ساتھی زیر و بم سے ہلاک نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ زندہ نکل گئے۔۔۔ اوہ! یہ تو بہت برا ہوا۔۔۔ یہ عمران تو واقعی انسان کی بجائے کوئی مہوت ہے۔ اب مجھے یقین آتا جا رہا ہے کہ عمران کو ختم کرنا بہت مشکل ہے۔۔۔ ڈک نے بے اختیار دانتوں سے اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"بب۔ باس!۔۔۔ آپ مجھے حکم کریں۔ میں اس کا خاتمہ کر دیتا ہوں۔ گارنر کے لئے کو کسی کا خاتمہ چٹکی بچانے سے بھی زیادہ

آسان ہے۔ گارنر نے کہا۔

”اوہ! — تم نہیں جانتے گارنر! — تم نہیں جانتے۔ پہلے میرا بھی یہی خیال تھا۔ لیکن تم دیکھو کہ اب تک کیا ہوا ہے۔ ہم سے ایک آدمی نہیں مارا جاسکا۔ جب کہ ڈاگ مین کے کتنے اہم آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ کس قدر اڑے ختم ہوئے ہیں۔ کھنڈرات سے مشینری ہمیں فوری پیک کر کے یہاں منتقل کرنی پڑی ہے۔ یہ سب کچھ ایک آدمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ۔ جیک جیسے ہی پہنچے۔ مجھے اطلاع کرنا۔ لیکن اُسے میری اجازت کے بغیر یہاں نہ لے آنا۔ میں اس دوران سوچ کر اس بارے میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں۔“ ڈک نے ہونٹ چبالتے ہوئے کہا۔

”لیس سر“ گارنر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے ٹرک کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ ڈک نے کرسی کی پشت سے سر کا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد ڈک نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پر لیس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ ”ٹاسک اور کینی دونوں کو فوراً یہاں بھیجو“ ڈک نے تیز لہجے میں کہا اور نوجوان سر جھکا کر سلام کرتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ٹاسک اور کینی

یکے بعد دیگرے اندر آئے۔

”لیس باس“ — ان دونوں نے موڈ بانس لہجے میں کہا۔ ”یہاں بیٹھو“ — ڈک نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں کرسیوں پر موڈ بانس انداز میں بیٹھ گئے۔

سنو! — یہاں پاکیشیا میں ہمارا تمام سیٹ آپ بُری طرح آپ سیٹ ہو گیا ہے۔ تقریباً تمام اڑے سامنے آگئے ہیں لیڈر سگمنٹ سیکشن بھی بند ہو گیا ہے۔ کھنڈرات میں کام کرنے والی مشینری بھی پیک ہو کر بند پڑی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھوت کی طرح مسلسل ہمارا پیچھا کر رہی ہے۔ خاص طور پر وہ علی عمران — باوجود انتہائی کوششوں کے اس کا خاتمہ نہیں کیا جاسکا۔ ایسی صورت حال میں اب یہاں مزید کام کرنا تقریباً ناممکن ہو کر رہ گیا ہے۔ ہمارے چیدہ چیدہ آدمی مارے جا چکے ہیں۔ اور اگر یہ صورت حال کچھ روز اور مسلسل رہی تو ہو سکتا ہے کہ مجھ سمیت تمام ڈاگ مین تنظیم ہی ختم ہو جائے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم یہاں سے فوری طور پر تمام کام ختم کر کے واپس اپنے مین ہیڈ کوارٹر چلے جائیں۔ کم از کم سال دو سال گزارنے کے بعد جب یہاں معاملات بھلا دیئے جائیں گے تو پھر ہم دوبارہ یہاں واپس آسکتے ہیں۔ تم دونوں کا کیا خیال ہے؟“ ڈک نے سمجھے سمجھے لہجے میں کہا۔

”باس! — آپ حالات کو بہتر سمجھتے ہیں۔ لیکن یہاں

ہمارے قدم انتہائی مضبوطی سے جمے ہوئے تھے اور پوری دنیا میں ہماری پروڈکٹ اور ہمارے طریقہ کار نے نہ صرف تھلکہ مچا دیا تھا بلکہ ڈاگ مین تنظیم انتہائی عروج پر چلی گئی تھی۔ اب یہاں سے اس طرح چلے جانے کے بعد ہمیں بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ٹامسک نے جواب دیا۔

لیکن اگر یہاں رہ کر تنظیم ہی ختم ہو جائے تو —؟ ڈک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”باس! — ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم تمام کارروائیاں بند کر دیں اور خود مکمل طور پر کیمون فلاج ہو کر صورت حال کا جائزہ لیتے رہیں اور اگر ہو سکے تو ایک سیکشن بالکل علیحدہ کر کے اس کا نیا نام رکھ کر اس کے ذمے صرف اتنا کام ہو کہ وہ سیکرٹ سروس سے ٹکرائے اور اس کا خاتمہ کرے۔ جب یہ سیکشن اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے اور حالات بھی معمول پر آجائیں تو ہم نئے سرے سے کام شروع کر دیں۔ کیونکہ تمام سیٹ اپ پیک کر کے واپس جانے سے ہماری تنظیم کی بنیاد اکھڑ جائے گی اور پھر اس کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ جب کہ یہاں رہا کر اگر ہم سپلائی نہ دیں تو صرف اتنا ہوگا کہ سپلائی رک گئی ہے۔ لیکن تنظیم کی بنیاد تو نہ اکھڑے گی۔“

کیٹی نے کہا۔
”میرا بھی یہی خیال ہے“ — ٹامسک نے فوراً ہی کیٹی کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔
”تمہاری تجویز کسی حد تک درست ہے۔ لیکن اگر وہ سیکشن

کامیاب نہ ہو سکا تو — ڈک شاید ذہنی طور پر ہتھیار ڈال چکا تھا۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں! — سیشن سیکشن آپ میرے حوالے کریں۔ پھر دیکھیں کہ میں ان لوگوں کا خاتمہ کیسے کرتا ہوں۔ ڈاگ مین میں آنے سے پہلے تو میرا دھندہ ہی یہی تھا۔“ کیٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم یہ کام کر دکھاؤ تو مجھے بے حد مسرت ہوگی۔ اور —“ — اگر تم کامیاب ہو گئے تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں ڈاگ مین کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل کر لیا جائے گا۔“ ڈک نے کہا اور کیٹی کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ اٹھا۔ یہ بہت بڑی آفر تھی۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل ہونے کا مطلب تھا کہ وہ ڈاگ مین کے منافع میں حصہ دار بن جائے گا اور یہ وہ جانتا تھا کہ ڈاگ مین کا منافع اربوں میں ہے۔
”شکر یہ“ — اس نے اپنی جان لڑاؤں کا — کیٹی نے زرت بھرے لہجے میں کہا۔

”او۔ کے! — تم ایسا کرو کہ اپنی مرضی کے افراد چن لو۔ الیون مقررٹی اوڈ ا بھی تک محفوظ ہے۔ وہاں ہر قسم کا اسلحہ اور دیگر ضروری اشیاء موجود ہیں۔ اُسے تم سیشن سیکشن کا ہیڈ کوارٹر بنا لو۔ اور سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران کے خلاف تیز رفتاری سے کام شروع کر دو۔ نام جو تمہارا جی چاہے رکھ لینا۔ میں اس دوران یہیں رہوں گا۔ تمہارا اور میرا رابطہ صرف ٹیلیفون پر ہوگا۔“ — مجھے وقتاً فوقتاً رپورٹ دیتے رہنا۔“ — ڈک نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

آپ قطعاً بے فکر رہیں باس! — آپ دیکھیں گے کہ میں کس طرح تیزی سے کام کرتا ہوں — مجھے اس سارے مشن کو مکمل کرنے میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ لگے گا — کیسے بڑے بااعتماد رہے ہیں کہا۔

اسی لمحے میز پر بڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور ڈک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”لیس ڈک سپیکنگ“ — ڈک نے کرخت لہجے میں کہا۔

”باس! — گارنر بول رہا ہوں — جیکب آگیا ہے باس!“

اس نے کوڑو درست بتایا ہے — اور باس! اس کا میک آپ بھی چیک کر لیا گیا ہے — وہ اُدکے ہے — گارنر نے کہا۔

”مجھ سے بات کراؤ“ — ڈک نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”جیکب بول رہا ہوں باس“ — دوسرے لمحے رسیور پر جیکب کی آواز ابھری۔

”کیا کیا ہے تم نے؟“ — ڈک نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

”باس! — آپ کے حکم کے مطابق ان دونوں قیدیوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے — اور پھر وہاں سے آتے ہوئے میں سی۔ٹی کی طرف گیا۔ لیکن وہاں پولیس موجود تھی اس لئے میں اندر نہ جاسکا اور واپس چلا آیا“ — جیکب نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سی۔ٹی میں پولیس — لیکن وہاں پولیس کیسے پہنچ گئی؟“

”آپ نے کرخت لہجے میں پوچھا۔“

”باس! — آپ کے حکم کے مطابق ان دونوں قیدیوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے — اور پھر وہاں سے آتے ہوئے میں سی۔ٹی کی طرف گیا۔ لیکن وہاں پولیس موجود تھی اس لئے میں اندر نہ جاسکا اور واپس چلا آیا“ — جیکب نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سی۔ٹی میں پولیس — لیکن وہاں پولیس کیسے پہنچ گئی؟“

”آپ نے کرخت لہجے میں پوچھا۔“

”باس! — آپ کے حکم کے مطابق ان دونوں قیدیوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے — اور پھر وہاں سے آتے ہوئے میں سی۔ٹی کی طرف گیا۔ لیکن وہاں پولیس موجود تھی اس لئے میں اندر نہ جاسکا اور واپس چلا آیا“ — جیکب نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سی۔ٹی میں پولیس — لیکن وہاں پولیس کیسے پہنچ گئی؟“

”آپ نے کرخت لہجے میں پوچھا۔“

”باس! — آپ کے حکم کے مطابق ان دونوں قیدیوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے — اور پھر وہاں سے آتے ہوئے میں سی۔ٹی کی طرف گیا۔ لیکن وہاں پولیس موجود تھی اس لئے میں اندر نہ جاسکا اور واپس چلا آیا“ — جیکب نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سی۔ٹی میں پولیس — لیکن وہاں پولیس کیسے پہنچ گئی؟“

بائیں نکل گیا۔

”یہ جبکہ ہر طرح سے محفوظ ہے یا اس میں کوئی کمی ہے“
ٹاسک کے جانے کے بعد ڈک نے کینی سے پوچھا۔

”باس! — اسے مکمل طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔“

پروپوری فوج بھی حملہ کر دے تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

”وہ! —“

اب ہم مہارشی کے چاروں طرف

تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے تک انتہائی طاقتور گردباد پیدا کر سکتے

ہیں۔“ کینی نے جواب دیا۔

”ویری گڈ۔“ لیکن یہ مشین تو پھر چوٹی پر لگانی پڑی ہوگی۔“

ڈک نے کہا۔

”یس باس! — پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک چھوٹا سا چٹان

ہے جو تین اطراف سے بالکل بند ہے۔“ جبکہ خاصی کھلی ہے۔

اس لئے مشین وہاں فٹ کی ہے تاکہ ریچ بڑھ سکے۔ البتہ اس کی

کنٹرولنگ مشین مین آپریشن روم میں ہے۔“ کینی نے مودبانہ

لہجے میں جواب دیا اور ڈک نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ٹاسک آندھی اور طوفان کی طرح اندر

آیا۔ اس نے ہاتھ میں ایک کمپیوٹر نما مشین اٹھائی ہوتی تھی اور اس کے

چہرے پر شدید جوش کے آثار نمایاں تھے۔

”کیا ہوا؟“ ڈک نے اس کا چہرہ اور انداز دیکھتے ہوئے

بڑی طرح چونک کر پوچھا۔ کینی بھی چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

”بب۔ بب۔ بب۔“ باس! — انتہائی حیرت انگیز۔“

لنے والا جبیک نہیں ہے۔“ یہ مصنوعی آواز ہے۔ مشین نے

سے چیک کر لیا ہے۔“ ٹاسک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو؟“ ڈک بے اختیار ایک جھٹکے

سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اچانک اٹھنے سے اس کے چہرے پر علی سی مکلیف

کے آثار نمایاں ہوئے لیکن پھر جلد ہی غائب ہو گئے۔ کینی بھی

برت کی شدت سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”میں اسی لئے مشین سامنے لے آیا ہوں۔“ یہ آدمی جبیک نہیں

ہے۔“ ٹاسک نے کہا اور اس نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑی

کوئی مشین میز پر رکھی اور پھر اس کے مختلف بٹن دبائے شروع کر

دیتے۔ دوسرے لمحے مشین پر موجود مختلف ڈائلوں میں سوئیاں حرکت

پس آئیں اور مختلف جگہوں پر لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے بلب تیزی

سے جلنے لگے۔ پھر علی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور مشین کے

دیوان میں موجود ایک خانے میں ڈی کا حرف ابھر آیا۔ یہ حرف

میں رنگ میں تھا۔

”اوہ! — اس کا مطلب ہے کہ میرا محتاط رہنا درست ثابت

ہوا۔“ یہ واقعی جبیک نہیں ہے اور یہ جبیک کے میک آپ

میں کوئی اور ہے۔“ یہ یقیناً سیکرٹ سروس کا آدمی ہوگا۔

جبیک بھی ان کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔“ ڈک نے زور سے

میز پر مہمہ مارتے ہوئے کہا۔

”باس! — میں اسے گولی مار دوں۔“ کینی نے تیز لہجے

Scanned By Saad

میں کہا۔
 "مٹھرو! یہ یقیناً اکیلا نہیں آیا ہوگا۔ اس نے یقیناً جیکب سے پوری معلومات حاصل کر لی ہوں گی اس لئے وہ کوڑو وغیرہ درست بتا کر اندر آنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ کیسے! تم فوراً کنٹرولنگ سیکشن میں جاؤ اور باہر حاروں طرف نگرانی کرو۔ اگر کوئی بھی آدمی نظر آئے۔ اسے گولی مار دو۔ ورنہ گرد و بار کے ذریعے ہلاک کر دو۔ اور ٹاسک! تم اندرونی تمام افراد کو چوکنہ کر دو۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں ہمیں اسے زندہ قابو میں کرنا ہوگا۔ پھر اس کے ذریعے باقی افراد کو بھی ٹریس کیا جاسکتا ہے۔" ڈک نے تیز لہجے میں کہا اور جلدی سے مینز کی دراز کھول کر اس میں سے ریوا لور نکالا اور جیب میں ڈال کر وہ اس طرح تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے اس کی کمر میں کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ ہو۔

عمران نے ریور گارز کی طرف بڑھایا اور خود اطمینان سے بیٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کی تیز نظریں پورے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ اس وقت جیکب کے میک آپ میں تھا چونکہ اسے اندازہ تھا کہ سپلائی ڈپو بمبھتری میں میک آپ چیکنگ مشین موجود ہوگی اس لئے اس نے خاص طور پر ایسا میک آپ کیا تھا کہ جو مشین سے چیک نہ ہو سکے۔
 جیکب کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ ٹائیگر۔ نعمانی۔ جولیا اور جاو کو ساتھ لے کر جیکب کی کار میں ہی والٹس منزل پہنچا تھا اور پھر والٹس منزل کے گیٹ روم میں بیٹھ کر سب کے سامنے اس نے اکیٹو کہ اب تک کی مکمل رپورٹ دی اور پھر اکیٹو کے مشورے سے اس نے جیکب کے میک آپ میں ان کے اہم ترین اڈے میں داخلے پر وگرام بنایا تھا۔ اس نے بات چیت کے دوران ہی خصوصی کوڑو

بلیک زیر کو اپنا آئیڈیاء دیا تھا۔ اس لئے بلیک زیر نے اسے وہی احکامات دیتے تھے جو کہ عمران چاہتا تھا۔

عمران نے اپنے آپ پر جب تک کا خصوصی میک آپ کرنے کے بعد خود جو لیا۔ ٹائیگر۔ خاور اور نعمانی کا میک آپ کیا اور انہیں اس مشن کے لئے خصوصی ہدایات دیں۔ اس کے پلان کے مطابق خاور اور جو لیا پہاڑی کے عقبی طرف سے اور ٹائیگر دائیں طرف اور نعمانی نے بائیں طرف موجود رہنا تھا۔ سب کے پاس خود کار اسلحہ اور خصوصی بم موجود تھے۔ وارج ٹرائسٹر پر مزید ہدایات ملنی تھیں۔ عمران نے انہیں ہدایات دے کر پہلے بھیج دیا تھا اور خود وہ بعد میں جب تک کی کار میں رہی کھنڈرات کی طرف آیا تھا۔ یہاں وہ آسانی سے اڈے کے اندر پہنچ گیا تھا اور ڈک سے اس کی بات چیت ہو گئی تھی۔ ڈک کو اس پر شک نہ ہوا تھا۔ بلکہ اب ڈک خود اس سے ملنے آ رہا تھا۔ اور یہ عمران کے نقطہ نظر سے انتہائی مفید بات تھی۔ اس نے ڈک سے بات چیت کے بعد یہی پلان بنایا تھا کہ وہ اس گارنر کا خانہ کر کے ڈک کو قابو میں کرے گا اور اس کے بعد وہ ڈک کی مدد سے پورے اڈے پر قبضہ کرے گا۔ آتے وقت اس نے بلیک زیر کو بھی تفصیلی ہدایات دے دی تھیں اور بلیک زیر نے اس کی ہدایات کے مطابق فوج کے کمانڈر سے بات کر کے ایک خصوصی چھاپہ مار دستہ تیار رکھا تھا۔ جو عمران کا کاشن ملتے ہی تیز رفتار ہیلی کاپٹروں کی مدد سے اس پہاڑی پر اترتا اور پھر اڈے پر قابض ہو جاتا۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں کے ذمے یہ کام تھا کہ اگر پہاڑی کی کسی سائیڈ

سے ڈاک میں کا کوئی آدمی نکل کر فرار ہونے لگے تو اسے کور کر لے۔ گارنر نے ڈک سے بات کر کے ریسور کرپڈل پر رکھا ہی تھا کہ عمران بول پڑا۔

”میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ چیف باس براہ راست مجھ سے کیا بات کرنا چاہتا ہے۔“ عمران نے جب تک کے لہجے میں گارنر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”باس موجودہ صورت حال کی وجہ سے بے حد پریشان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا ہو۔“ گارنر نے جواب دیا۔

”ایسی پریشانی کی تو میرے خیال میں کوئی بات نہیں ہے۔“ باس یہاں انتہائی محفوظ ہے۔ اور پھر یہاں کا خیال بھی کسی کو نہیں آ سکتا۔ قیدی مر چکے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

یہ جگہ تو محفوظ ہے۔ یہاں تو اگر پوری فوج بھی آجائے تو اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ گرد و باد مشین یعنی نے پہاڑی کی چوٹی پر فٹ کر کے اس کی ریخ بہت بڑھا دی ہے۔ اس طرح یہ جگہ تو بالکل ہی محفوظ ہو گئی ہے۔ لیکن یہاں چھپ کر بیٹھے رہنے سے تو کام نہیں ہو سکتا۔“ گارنر نے کہا۔

پہاڑی کی چوٹی پر۔ چھر تو وہاں ہر وقت آدمی رکھنے پڑتے ہوں گے۔“ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ اس کے لئے نئی بات تھی۔

”آدمیوں کی کیا ضرورت ہے۔“ مشین اوپر ہے وہ ایک چھتے دار

چٹان کی صورت میں ہے۔ لیکن کنٹرولنگ مشین تو انڈر آپریشن روم میں ہے۔ گارنر نے جواب دیا اور عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلادیا۔

تو پھر ریشائی کیا ہے۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "تم یہ باتیں نہیں سمجھ سکو گے۔ یہ ہائی لیول کی باتیں ہیں۔
 ڈاگ مین کے پیچھے مقامی سیکرٹ سروس پڑی ہوئی ہے۔ اور یہ لوگ انتہائی عیار میں۔ دراصل باس نے خود ہی ڈھیل دی ہے ورنہ انہیں سرک پر ہی آسانی سے ختم کیا جاسکتا تھا۔ گارنر نے کہا۔

"سٹرک پر۔ وہ کیسے؟" عمران نے مہنویں اچکاتے ہوئے پوچھا اور جواب میں گارنر اسے تفصیل بتانے لگا کہ کس طرح سیکرٹ سروس کی کارروائی میں اس نے بیہوش کرنے والے کیپسول ڈالے اور عمران سمجھ گیا کہ یہ وہی آدمی ہے جس نے وہ واردات کی تھی اور پھر لازماً یہ وہی آدمی ہے جو دھماکے کے بعد قیدی کو مٹھی میں سے ڈک کو اٹھا کر لایا تھا۔

"مجھے معلوم ہوا تھا کہ باس کو چوٹ لگ گئی ہے۔" عمران نے کہا۔

"ہاں! لگ گئی تھی۔ لیکن میں بروقت پہنچ گیا اور اب باس ٹھیک ہے۔" گارنر نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا، دروازہ کھلا اور ڈک ایک اور آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ڈک کے اندر داخل ہوتے ہی گارنر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

اور ظاہر ہے عمران نے اس کی پیروی کرنی تھی اس لئے وہ بھی کھڑا ہو گیا "بیٹھ جاؤ۔" ڈک نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور گارنر اور عمران دونوں بیٹھ گئے۔ جب کہ ڈک ان کی سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔ اور ڈک کے ساتھ آنے والا آدمی جس کے ہاتھ میں ریولور تھا دروازے کے قریب ہی رک گیا۔

"گارنر! تم جاؤ۔ میں نے جیکب سے خاص باتیں کرنی ہیں۔" ڈک نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد گارنر سے مخاطب ہو کر کہا اور گارنر۔ یس باس۔ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہو گیا۔

"تم آپریشن روم میں ٹاسک سے جا کر ملو۔ وہ تمہیں مزید ہدایات دے گا۔" ڈک نے کہا اور گارنر سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اور دروازہ بند ہو گیا۔

"ہاں تو جیکب! اب تم بتاؤ کہ تم نے قیدیوں کو کس طرح ہلاک کیا۔" ڈک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے انہیں گولی مار دی تھی۔" عمران نے کہا۔

"جیکب کا کیا حشر ہوا۔" اچانک ڈک نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"چونکنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اصل جیکب نہیں ہو۔ میں نے تمہاری آواز ماسٹر ٹیپ سے چیک کر لی ہے اور حرکت بھی نہ کرنا۔ ورنہ گولی تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کر دے گی۔" ڈک نے بھرپور ہونٹ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریولور چمکنے لگا۔

ادھر دروازے کے پاس کھڑے آدمی نے بھی ریوالور کا رخ عمران کی طرف کر دیا تھا۔ اس طرح عمران واقعی خطرناک سچوٹیشن میں پھنس گیا تھا۔ اگر وہ ڈک پر حملہ کرتا تو دوسرا آدمی جو خاصے فاصلے پر کھڑا تھا آسانی سے اسے نشانہ بنا سکتا تھا اور اگر وہ اس طرف متوجہ ہو تو ڈک کا داؤ چل سکتا تھا۔ اس نے ایک طویل سانس لیا۔

”جیکب بھی ظاہر ہے وہیں گیا ہوگا۔ جہاں تمہاری تنظیم کے باقی لوگ گئے ہیں۔ اور جہاں آخر کار تم نے پہنچنا ہے۔“
عمران اس بار اپنی اصل آواز میں بولا۔ اور اس کی آواز سن کر ڈک بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

”اوہ! تو تم علی عمران ہو۔ مجھے حیرت ہے کہ تم زیر و بم سے کیسے سچ گئے۔“ ڈک نے غراتے ہوئے کہا۔

”جو ہم ہی زیر و بم ہو۔ اس بے چارے نے مجھے کیا کہنا تھا۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ تمہارا یہ اڈہ پوری طرح سیکرٹ سروس اور فوج کے گھیرے میں ہے۔ میں نے صرف کاشن دینا ہے اور اس کے بعد یہاں موجود تمہارا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچ کر جاسکے گا اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو۔“
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہاں میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اور مجھے بے حد خوشی ہے کہ آخر کار تم میرے قابو میں آ ہی گئے۔ بعد میں بخوبی دیکھا جائے گا۔ اور سنو! یہ بھی نہ سمجھا کہ یہاں ہم صرف دو ہیں۔ دوسو آدمیوں کی آنکھیں اس کمرے پر لگی ہوئی ہیں۔“

ڈک نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔
”اچھا تو پھر تم کیا چاہتے ہو۔ گولی مارنی ہے تو مار دو۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر میں تمہیں گولی مارنا چاہتا تو اندر داخل ہوتے ہی مار دیتا۔ تم سے میں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق معلومات چاہتا ہوں تاکہ میں ہمیشہ کے لئے اس عذاب کا خاتمہ کر دوں۔ اور یہ معلومات تمہیں ہر قیمت پر بتانی پڑیں گی۔“ ڈک نے تیز لہجے میں کہا۔

”ضرور بتاؤں گا۔“ مجھے سیکرٹ سروس سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو فوری لائسنس آدمی ہوں۔ لیکن تمہیں اس کے لئے رقم خرچ کرنی پڑے گی۔“ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور اس نے میز پر رکھا ہوا ہاتھ آہستہ سے واپس ہٹا لیا۔

”بکواس مرنے کرو۔ سیدھی طرح بات کرو۔ تفصیل بتاؤ۔“ ڈک نے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اچھا تو میں بکواس کر رہا ہوں۔ تو پھر سنجیدہ بات ہو ہی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیکنٹ کر سی پر بیٹھے بیٹھے اوپر کو چھلانگ لگائی۔ اسی لمحے ایک وقت دو فائر ہوئے۔ ایک ڈک کے ریوالور سے اور دوسرا دروازے کے پاس کھڑے آدمی کے ریوالور سے۔ لیکن عمران کے جسم سے ایک بھی گولی نہ ٹکرا سکی۔ کیونکہ عمران ان دونوں کی رینج سے اوپر اٹھ چکا تھا۔

اسی لمحے عمران کے ہاتھ نے حرکت کی اور اس کے ہاتھ میں موجود

پیر ویٹ کسی گولی کی طرح اس آدمی کی پیشانی پر پڑا۔ اور وہ بری طرح چنچا ہوا دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ پیر ویٹ پھینکتے وقت عمران نے ساتھ ہی فضا میں قلابازی کھائی اور ڈک کی دوسری گولی اس کی پسلیوں کے ساتھ قلاباز گڑ کھاتی ہوئی نکل گئی۔ لیکن عمران نے ڈک کو تیسرا فائر کرنے کی مہلت نہ دی اور عمران کا جسم پوری قوت سے ڈک سے ٹکرا کر اڑا اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے۔ دیوار اور ڈک کے ہاتھوں سے نکل گیا۔

جس آدمی کی پیشانی پر پیر ویٹ لگا تھا وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے بری طرح جھول رہا تھا۔ اس کی پیشانی سے خون کا فوارہ سا پھوٹ پڑا تھا۔

ڈک اور عمران ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرتے ہی اس طرح اچھل کر اٹھے جیسے دونوں ہی پہنگوں کے بنے ہوئے ہوں۔ ڈک نے اٹھتے ہی عمران کے پہلو میں لات مارنی چاہی لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف ایک طرف ہٹا بلکہ اس کا جسم اتنی ہی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے ڈک بری طرح چنچا ہوا اس کے ہاتھوں پر اٹھا ہوا فضا میں بلند ہوا اور پھر جیسے ہی اس کا جسم نیچے گرنے لگا۔ عمران کا ہاتھ ایک لمحے کے لئے اس کے گرتے ہوئے جسم کے نیچے پھیل کر کسی چلتے ہوئے آرے کی طرح سمٹا اور ڈک کے حلق سے اس قدر بھیاںک پریچ نکلی کہ جیسے عمران کے ہاتھ نے اس کی روح بھی اس کے جسم سے سمیٹ لی ہو اور ڈک کا بھاری جسم کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش سے ٹکرایا۔ اسی لمحے عمران اچھلا اور اس کے دونوں

پیر پوری قوت سے ڈک کی پشت پر پڑے اور ڈک کا جسم منہ کے بل پڑا ہوا اس طرح اوپر نیچے ہونے لگا جیسے لوہار دھونکنی پھونکتے ہیں۔ اور ہلک جھپکنے کے بعد ڈک ساکت ہو گیا۔

عمران تیزی سے دروازے کے پاس موجود آدمی کی طرف پلٹا لیکن وہ آدمی دروازے کے پاس ہی ڈھیر ہوا پڑا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران واپس پلٹا اور اس نے جلدی سے ڈک کو سیدھا کیا اور اس کی نبض چیک کی۔ اس کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ گہری بیہوشی میں ڈوب گیا۔ اسی لمحے کمرے میں پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی یہ وہی ٹیلیفون تھا جس سے اس نے گارنر کی موجودگی میں ڈک سے بات کی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

ہیں۔ عمران نے ڈک کے ہچے میں کہا۔
ٹاسک بول رہا ہوں جناب!۔ کینی نے اطلاع دی ہے کہ اس نے پہاڑی کے دائیں طرف ایک نوجوان کو چپک کیا ہے جو ایک پہاڑی چٹان کی اوٹ میں چھپا ہوا ہے۔ وہ شاید سیکرٹ سروس کا آدمی ہے۔ ایک آواز سنائی دی۔

بالکل ہوگا۔ تم الیا کرو کہ اسے زندہ پکڑ کر یہاں میرے پاس لے آؤ۔ اور سنو!۔ ایک میک اپ باکس بھی اس کے ساتھ ہی بھیج دینا۔ میں نے اس نقلی جلیب سے بات چیت کر کے سیکرٹ سروس کے خاتمے کا ایک نیا پلان مرتب کیا ہے۔ اس آدمی کو ہر صورت میں زندہ رہنا چاہیے۔ اور وہ زخمی وغیرہ بھی نہ ہو۔ ورنہ سارا پلان فیل ہو جائے گا۔ عمران نے ڈک کے

لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 "لیکن سرا۔۔۔ یہ کس طرح ممکن ہے۔ اگر اُسے گرداد کے
 ذریعے بھی اٹھایا گیا۔ تب بھی اس کا زخمی ہونا لازمی ہے۔" ٹاسک
 نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کبھی عقل بھی استعمال کر لیا کرو۔۔۔ تم گارڈ کو اس کے پاس
 بھیجو۔ گارڈ دور سے اُسے آواز دے کر کہے گا کہ جیکب نے
 اُسے بھیجا ہے اور جیکب اُسے اندر بلا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ
 اس آدمی کو تو یہ علم نہیں کہ جیکب کو چیک کر لیا گیا ہے اس لئے
 وہ ڈرپ میں آجائے گا۔ گارڈ اُسے ساتھ لے کر اندر آئے گا
 تو تم میک اپ باکس اس کے ہاتھ میں دے کر اُسے اس کمرے میں
 دھکیل دینا۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔" عمران نے سخت لہجے
 میں ہدایات دینے ہوئے کہا۔

"اور کے سرا۔۔۔ میں ایسا ہی کرتا ہوں جیسا آپ نے حکم دیا۔
 "ٹاسک نے جواب دیا۔ لیکن عمران کو اس کے لہجے میں حیرت اور
 یقین نہ آنے والا عنصر نمایاں طور پر محسوس ہو رہا تھا اور ظاہر ہے کہ
 بات بھی تقریباً ناممکن کہ گارڈ کے کہنے سے وہ آدمی اطمینان
 اندر آجائے گا۔ لیکن عمران نے اور منصوبہ سوچ لیا تھا۔ چنانچہ
 رکھتے ہی اس نے اپنے کار کا ایک کونا چٹکی سے پکڑ کر زور
 کھینچا تو ایک دھماکہ مارتا رہا ہر شکل آتی جس کے آگے کا سرا ذرا سا
 تھا۔ عمران نے اس موٹے سرے کو زور سے مروڑا اور پھر اسے
 سے لگایا۔

"ہیلو۔ ہیلو مائیگر۔ عمران کا ٹنگ۔ اور۔۔۔ عمران نے
 دہلے دہلے لہجے میں کہا۔
 "لیں۔ مائیگر انڈنگ۔ اور۔۔۔ اسی سرے سے ہلکی
 سی مائیگر کی آواز ابھری۔

یہ عمران کا اپنا ایجاد کردہ مخصوص قسم کا جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا جسے
 کسی صورت میں بھی چپ نہ کیا جاسکتا تھا۔

"مائیکر ا۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر میں ایک آدمی پہاڑی میں سے
 نکل کر تمہارے پاس پہنچے گا۔ وہ اپنا نام گارڈ بتائے گا اور
 تمہیں کہے گا کہ جیکب نے تمہیں اندر بلایا ہے۔ تم اطمینان سے
 اس کے ساتھ اندر آجانا۔ پھر تمہیں میک اپ باکس دیا جائے
 گا۔ وہ لے کر جس کمرے میں وہ تمہیں بھیجیں آجانا۔ اور اینڈ آل۔
 عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تار کے موٹے سرے کو دوبارہ
 پروڑ کر اس نے چھوڑ دیا تو تار واپس کار میں گم ہو گئی۔

عمران نے آگے بڑھ کر ڈک اور دوسرے آدمی کے ہاتھوں سے
 کھلے ہوئے ریو اور سمیٹے اور دونوں کو ہاتھوں میں لے کر دروازے
 کے قریب ایک سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

ڈک اور دوسرا آدمی جس جگہ پہنچے ہوئے تھے وہاں سے دروازہ
 کھلنے پر وہ فوری طور پر نظر نہ آسکتے تھے۔ اس لئے عمران نے ان کی
 وزٹینیں تبدیل کرنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ اور وہ دونوں جہاں
 پڑے تھے وہیں رہنے دیتے۔

تھوڑی دیر بعد دروازے کے باہر قدموں کی آواز ابھری اور

عمران چوکنہ ہو گیا۔
دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ٹائیگر اندر داخل
ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ایک باکس موجود تھا۔ اس کے اندر
داخل ہوتے ہی دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔

ٹائیگر اندر داخل ہوتے ہی حیرت بھرے انداز میں کمرے کی
سچوشن دیکھنے لگا۔

جلدی کروٹائیگر! — سامنے ڈک پڑا ہوا ہے — اس کا
لباس اتار کر خود پہن لو اور اپنا لباس ڈک کو پہنا دو۔ اب تم نے
ڈک کی جگہ لیٹی ہے — اس کا جسم اور قد وقامت تم سے ملتا ہے
اس لئے جیسے ہی مجھے تمہارے متعلق اطلاع ملی۔ میں نے تمہیں
یہاں بلوایا ہے — جلدی کرو — انہیں کسی بھی لمحے شک
پڑ سکتا ہے — عمران نے ایک طرف بڑے ہوئے ڈک کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیس سر“ — ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر انتہائی
تیزی سے ڈک کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ عمران خود اس آدمی کی
طرف بڑھا جس کی پیشانی پھٹ گئی تھی۔ اس نے اس کا لباس تیزی
سے اتارا اور پھر اس نے اپنا لباس اتار کر اس آدمی کو پہنایا اور خود
اس کا لباس پہننا شروع کر دیا۔

لباس تبدیل کرنے کے بعد عمران نے ریوڑ کے دستے کے وار
اس آدمی کے چہرے پر انتہائی تیز رفتاری سے کرنے شروع کر دیئے
چند ہی لمحوں بعد اس آدمی کا چہرہ بری طرح مسخ ہو کر پہچانے جانے

کے قابل نہ رہا۔ تو عمران پیچھے ہٹا۔ پھر اس نے میک اب باکس کھولا اور
اس میں موجود ٹیوب میں نکال کر اس نے پھرتی سے اس آدمی کا میک
اب اپنے چہرے پر کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے
چل رہے تھے۔

چند لمحوں بعد جب عمران کے ہاتھ کے ٹوک کے اس ساتھی
کا روپ دھار چکا تھا جو اب عمران کا لباس پہنے فرش پر مسخ شدہ
چہرہ لئے پڑا ہوا تھا۔

ٹائیگر اس دوران لباس تبدیل کر چکا تھا اس لئے عمران نے
اس کے چہرے پر ڈک کا میک اب کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ
ٹائیگر کو ڈک کی آواز — لہجے اور دوسری ضروری ہدایات بھی دیتا جا رہا
تھا۔ جب ٹائیگر مکمل طور پر ڈک کے روپ میں آ گیا تو عمران نے
آگے بڑھ کر فرش پر بیہوش پڑے ہوئے ڈک کے چہرے پر ٹائیگر کا
میک اب کرنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد پوری سچوشن ہی تبدیل ہو چکی تھی۔ ٹائیگر اب
ڈاک مین کا چھٹ باس ڈک بن چکا تھا جب کہ ڈک ٹائیگر کے روپ
میں بیہوش پڑا ہوا تھا۔

ہے۔ چیف باس کو میک آپ باکس اس طرح منگوانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیپنی نے حلقے کے بل جھنجھتے ہوئے کہا۔
 ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی خاص پلاننگ ہو۔ تمہیں باس کی عادت کا تو علم ہے۔ وہ بڑی گہری پلاننگ کرتا ہے۔
 ٹاسک نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 اوہ ٹاسک!۔ یہ موقع صرف قیاسیات کا نہیں ہے۔ تم الیا کرو کہ چیف باس والے کمرے کو چیک کرو۔ فوراً۔ کیپنی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں چیف باس سے بات کرتا ہوں۔“
 ٹاسک نے جواب دیا۔ کیپنی کی باتوں نے واقعی اس کا دماغ ماؤف کر دیا تھا۔

بات نہیں۔ اگر وہ کام پر اس کمرے کو چیک کرو اور دیکھو کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ کیا سچویشن ہے۔ کیپنی نے کہا۔
 ”نہیں!۔ چیف باس کی اجازت کے بغیر اگر وہ کام استعمال نہیں ہو سکتا۔ میں ٹیلیفون پر بات کرتا ہوں۔ پھر میں تمہیں صورت حال بتاؤں گا۔“ ٹاسک نے کہا اور مشین کا بٹن آف کر کے اس نے مینز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے چیف باس ڈک اندر داخل ہوا اس کے پیچھے گارنر تھا اور اس سے پیچھے چیف باس کے ساتھ جانے والا مارلیو تھا جس نے کاندھے پر ایک بیہوش آدمی کو اٹھا رکھا تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جسے گارنر کے ذریعے میک آپ باکس سمیت اس کمرے

ٹاسک نے سامنے میز پر رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی مشین کا بٹن دبایا تو مشین کے کونے پر موجود سکرین روشن ہو گئی۔ اسی لمحے سکرین پر کیپنی کی شکل اُبھر آئی۔

ہیلو۔ ہیلو ٹاسک!۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔؟ گارنر اس آدمی کو ساتھ لے کر اڑے میں آیا ہے۔ جبکہ چیف باس نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی بھی آدمی کو دیکھتے ہی گولی سے اڑا دوں۔ کیپنی کی تیز آواز سنائی دی۔

یہ چیف باس کے حکم پر ہی کیا گیا ہے۔ وہ اس نقلی جیکب کو استعمال کر رہا ہے۔ اس نے اس آدمی کے ہمراہ میک آپ باکس بھی منگوا یا ہے۔ ٹاسک نے جواب دیا۔

کیا کہہ رہے ہو میک آپ باکس!۔ اوہ ٹاسک!۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ میری چھٹی جس کہہ رہی ہے کہ ضرور کوئی گڑبڑ

میں ٹاسک نے بھیجا تھا۔ باب — باب — میں آپ کو فون کرنے والا تھا کیہنی بے حد پریشان تھا۔ ڈک کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر ٹاسک نے بوکھلا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ "کیوں۔۔۔ وہ کیوں پریشان تھا۔۔۔ ڈک نے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔

"اس کی چھٹی حس گڑبڑ کا اعلان کر رہی تھی۔۔۔ باس!۔۔۔ وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ میں ایگر و کام سے کمرے کی سچو لشن چیک کروں۔ لیکن باس!۔۔۔ میں نے اس لئے انکار کر دیا تھا کہ آپ اسے مداخلت نہ سمجھیں۔۔۔ ٹاسک نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"گازر۔۔۔ ڈک نے مڑ کر گازر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیس باس۔۔۔ گازر نے چونک کر مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ نقلی جیک تو بے کار آدمی تھا۔۔۔ وہ صرف ایک معمولی سا مہرہ تھا۔ میں تم اس کا خاتمہ کر دیا ہے۔ لیکن یہ آدمی انتہائی اہم ہے اور میں اسے سپیشل آڈے میں لے جانا چاہتا ہوں۔ تم نے میرے ساتھ چلنا ہے۔۔۔ ڈک نے گازر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"لیس باس۔۔۔ گازر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

تم کیہنی کو ہدایات دے دو کہ ضرورت سے زیادہ پریشانی بھی گزربڑ پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے وہ سب کام اطمینان سے کرے۔ اور ویسے بھی اب زیادہ نگرانی کی ضرورت نہیں رہی۔

نقلی جیک ختم ہو چکا ہے۔ اور یہ اہم آدمی میرے ہاتھ آگیا ہے۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے یہی اہم آدمی تھا۔۔۔ ڈک نے کہا۔

"باس!۔۔۔ اگر آپ نہیں تو میں باس کیہنی کے پاس چلا جاؤں۔ اچانک پیچھے کھڑے مارلیرو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں!۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ تم کیہنی کے پاس چلے جاؤ۔۔۔ ڈک نے مڑ کر کہا۔

"اگر آپ حکم دیں باس!۔۔۔ تو میں گازر کو ساتھ لے جاؤں۔ مارلیرو نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ!۔۔۔ مجھے تمہاری عقلمندی پر خوشی ہوئی ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس آدمی کو یہیں لٹا دو اور خود گازر کو ساتھ لے کر کیہنی کے پاس جاؤ۔ اور وہاں سے مجھ سے بات کرو۔ میں تمہیں اور کیہنی کو خصوصی ہدایات دوں گا۔۔۔ ڈک نے کہا۔

"لیکن باس!۔۔۔ ابھی تو آپ اسے سپیشل آڈے پر لے جا رہے تھے۔۔۔ گازر نے حیرت سے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"منہیں!۔۔۔ اب میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ میں اس سے یہیں پوچھ گچھ کر لوں گا۔۔۔ ڈک نے کراخت لہجے میں کہا اور گازر نے سر جھکا دیا۔

مارلیرو نے کاندھے پر اٹھاتے ہوئے بیہوش آدمی کو وین ایک طرف کاؤچ پر لٹایا اور پھر گازر کی طرف مڑ گیا۔

"آؤ گازر۔۔۔ مارلیرو نے کہا اور گازر نے ایک لمحے کے لئے ڈک کی طرف دیکھا اور ڈک کے اشارے پر وہ مارلیرو کے ساتھ بیرونی

دروازے کی طرف مڑ گیا۔
جب وہ دونوں دروازے سے باہر نکل گئے تو ڈک ٹاسک
کی طرف متوجہ ہوا۔

"یہاں موجود سب افراد کو باہر بھیج دو۔ میں نے تم سے ایک
ضروری بات کرنی ہے۔" ڈک نے سخت لہجے میں ٹاسک سے
مخاطب ہو کر کہا اور ٹاسک نے آپریشن روم میں موجود چار مسلح افراد کو
باہر جانے کا حکم دیا۔ جب وہ چاروں مسلح افراد باہر چلے گئے تو ڈک
ٹاسک کی طرف متوجہ ہوا۔

"سنو! اس وقت یہاں کتنے افراد ہیں؟" ڈک نے پوچھا۔
"جناب!۔۔۔ میں مسلح افراد موجود ہیں جو تمام پوائنٹس پر پھیلے
ہوئے ہیں۔ صرف یہ چار آدمی آپریشن روم کے لئے ہیں۔"
ٹاسک نے جواب دیا۔ ویسے اب اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ان سب کو ایک جگہ پر اکٹھا کرو۔۔۔ میں انہیں خاص ہدایت
دینا چاہتا ہوں۔ لیکن روبرو نہیں۔" ڈک نے کہا۔
"تو انہیں بڑے ہال میں اکٹھا کروں۔ لیکن۔۔۔ ٹاسک
نے حیرت بھرے لہجے میں کہنا چاہا۔ لیکن پھر ہچکچا کر رک گیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اور سنو!۔۔۔ جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی
کرو۔ جلدی!۔۔۔ ڈک کا لہجہ یکجہت کڑخت ہو گیا۔

"یس ہاس۔" ٹاسک نے فوراً گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا اور
ساتھ ہی وہ جلدی سے بائیں طرف دیوار میں نصب ایک ٹیلیفون
سیٹ جیسے آلے کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کے ساتھ منسلک ریسیور

اٹھا کر کان سے لگایا اور پھر اس پر موجود مختلف بٹن پر پس کرنے
شروع کر دیئے۔ تقریباً آٹھ بٹن پر پس کرنے کے بعد اس نے ایک
بڑا سا سرخ رنگ کا بٹن پر پس کر دیا۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ ٹاسک کا لنگ۔" ٹاسک نے تیز لہجے میں
کہا اور دوسرے لمحے ان آٹھوں بٹنوں کے اوپر سبز رنگ کے بلب
جل اٹھے۔

"تمام لوگ اپنے اپنے پوائنٹس چھوڑ کر مین ہال میں پہنچ جائیں۔
چیف ہاس تمہیں خصوصی ہدایات دینا چاہتے ہیں۔" ٹاسک
نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسیور واپس ہک
سے لٹکا دیا اور تمام بلب یکجہت بجھ گئے۔

پھر اس سے پہلے کہ ڈک کچھ کہتا اچانک مینز پر پڑی ہوئی اس
چھوٹی سی مشین سے سنٹی کی تیز آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس
کے کونے میں موجود سکریں روشن ہو گئی۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو ٹاسک!۔۔۔ میں کیٹی بول رہا ہوں۔ گڑبڑ ہو گئی
ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔۔۔ مایور ویک آپ میں ہے
وہ کوئی مقامی آدمی ہے۔ تمہارے پاس کون ہے؟۔۔۔
کیٹی کی چنیتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"لگ۔ لگ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرے پاس تو چیف ہاس
نہیں موجود ہیں۔" ٹاسک نے بڑی طرح گھبراتے ہوئے لہجے میں
کہا۔ اسی لمحے پورے آپریشن روم میں تیز روشنی کا ایک جھکا سا ہوا۔
اور پھر کیٹی کی چنیتی ہوئی آواز سنائی دی۔

وہ چنچا ہوا پہلو کے بل سائیڈ پر جا گرا۔
 اسی لمحے کمرے میں تیز سرخ روشنی کا دھارا سا پھیل گیا اور
 ڈک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے یکلخت جان سی
 نکل گئی ہو۔ وہ بے جان بُت بن کر نیچے فرش پر گرا اور اس کے
 ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔

اسی لمحے دروازے میں بیک وقت دو افراد اندر داخل ہوئے
 اور انہوں نے دائیں بائیں مشین گنوں کے فائر کھول دیئے لیکن
 پہلے برسٹ کے بعد دوسرا چلانے کی انہیں بھی توفیق نہ ہوئی اور وہ
 دونوں بھی منہ کے بل فرش پر گرے اور بے حس و حرکت پڑے۔
 دروازہ اسی طرح کھلا ہوا تھا۔

”یہ چیف باس نہیں ہے۔ یہ مقامی آدمی ہے۔“
 چیف باس وہ ہے جو کاؤچ پر بیہوش پڑا ہوا ہے اس پر
 اسی مقامی کا میک آپ کیا ہوا ہے۔ اسے گولی سے اڑا دو۔
 یہ چیف باس نہیں ہے۔ یہ دشمن ہے۔“ کیٹی اتنے
 زور سے چنچا کہ اس کی آواز مچٹ گئی۔

ٹاسک یہ سنتے ہی بڑی طرح اچھلا۔ مگر اسی لمحے ڈک نے بڑے
 اطمینان سے اپنی نشت پر موجود ہاتھ سیدھا کیا اور دوسرے لمحے
 ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی گولی ٹاسک کی کھوڑی
 کو ٹکڑوں میں تبدیل کر گئی اور ٹاسک کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی
 اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح دھڑام سے نیچے گرا۔
 اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے
 لمحے ایک مشین گن بردار دروازے پر نمودار ہوا اور یکلخت اس نے
 مشین گن کا فائر کھول دیا۔

ڈک بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور مشین گن کی
 گولیاں اس کے پاؤں کے نیچے سے نکل گئیں۔
 دوسرے لمحے ایک بار پھر دھماکہ ہوا اور مشین گن بردار چنچا
 ہوا وہیں دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔ ڈک کے ریلوے سے
 نکلی ہوئی گولی نے اس کے سینے میں سوراخ کر دیا تھا۔ ڈک قلا بازی
 کھا کر سیدھا دروازے کے پاس جا کھڑا ہوا۔

اس مشین گن بردار کے نیچے گرتے ہی دوسرا مشین گن بردار
 اچھل کر اندر داخل ہوا ہی تھا کہ ڈک نے یکلخت فائر کھول دیا اور

کیلنی کی بات سنتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ کیلنی ٹاسک سے کہیں
وہ ہوشیار آدمی ہے۔ اس لئے اس نے فوراً ہی پروگرام بدلا اور
ٹائیگر کو وہیں چھوڑ کر وہ گارنر کو ساتھ لے کر کیلنی کی طرف بڑھا تاکہ
پہلے کیلنی کا بند و بست کر سکے۔ اُسے یقین تھا کہ ٹائیگر اس کے پیچھے
مورت حال کو سنبھال لے گا۔

مارلیرو! — آج میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا ہوں کہ چیف باس
سے تم نے بڑی کھلی باتیں کی ہیں۔ گارنر نے چلتے ہوئے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

تمہیں نہیں معلوم — اندر کمرے میں جب میں چیف باس کے
ساتھ تھا تو میں نے اس کی نقلی جیکب سے چیف باس کی جان بچانی
ہے۔ اگر میں بروقت ایکشن نہ لیتا تو چیف باس ختم ہو جاتا —
میں نے چیف باس نے مجھے اپنا نمبر ٹو بنا دیا ہے۔ — عمران
نے جواب دیا۔

واہ! اچھا! — اسی لئے تم اس طرح کی باتیں کر رہے تھے۔ واہ!
بارک ہو۔ پھر تو تم ہم سب کے بھی باس ہو گئے۔ گارنر
نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے بچے میں ملکی سی تلخی تھی۔
چھوڑو گارنر! — یہ باتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ — عمران
نے کہا۔

اسی لمحے گارنر ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف گیا تو یہاں پہاڑی
کے اوپر والے حصے پر جانے کے لئے ایک مصنوعی لفٹ بنی ہوئی
تھی۔ وہ دونوں اس لفٹ میں جو ایک ڈوب نہا تھی داخل ہوئے تو

عمران مارلیرو کے میک اپ میں گارنر کو ساتھ لئے تیزی سے
ایک راہداری کراس کرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ ڈک کے روپ میں
ٹائیگر تھا۔

ٹاسک نے جیسے ہی کیلنی کے متعلق بتایا تھا کہ وہ پریشان ہے
تب ہی سے عمران نے اپنا پروگرام بدل دیا تھا۔ ورنہ پہلے وہ ٹائیگر
سے یہی کہہ کر آیا تھا کہ وہ ڈک کو ساتھ لے کر اس اڈے سے پہلے
باہر نکلیں گے اور پھر ڈک کو اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا کر وہ واپس
اڈے میں آئیں گے تاکہ ڈک محفوظ ہو جائے۔ وہ اسے ضائع نہ
کرنا چاہتا تھا۔ اس کمرے سے باہر نکلتے ہی اُسے ایک طرف کھڑا گارنر
نظر آ گیا تھا اس لئے عمران نے ٹائیگر کو مخصوص کو ڈیس سرگوشی کی
اور ٹائیگر نے بطور ڈک گارنر کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا۔ تاکہ کمرے
کے اندر جا کر گارنر صورت حال کا اندازہ نہ کر سکے۔

گاز نے ایک سائڈ پر لگا ہوا ایک ہینڈل نیچے کیا تو یہ ڈبہ نمالفت
آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھنے لگی۔ اوپر غلا سا نظر آ رہا تھا۔ لفٹ بہت
ہی آہستہ آہستہ اوپر کو چڑھ رہی تھی۔ اور موٹے موٹے رسوں کے
چرخوں پر چلنے کی وجہ سے بے پناہ شور سنائی دے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد لفٹ اوپر جا کر رگ گئی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا
اور دوسرے لمحے عمران اور گارنر دونوں چونک پڑے کیونکہ دروازے
کے سامنے دو آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں لئے بڑے چوکنے انداز میں
کھڑے تھے اور ظاہر ہے مشین گنوں کا رخ ان دونوں کی طرف ہی تھا۔
”خبردار! — ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ —“ دروازہ کھلتے ہی
دونوں مسلح اشخاص نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا اور عمران نے
ہاتھ اٹھانے میں دیر نہ کی۔ جب کہ گارنر کے ہاتھ آہستہ آہستہ اوپر کو
اٹھے۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

”لگ۔ لگ۔ کیا بات ہے۔“ گارنر نے حیرت بھر
لہجے میں کہا۔ جب کہ عمران خاموش رہا۔ وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا
کہ ایسی صورت حال کیوں پیدا ہوئی ہے۔ کیا کینی کو ان کی اصلیت
کا علم ہو گیا ہے یا یہ صرف ضابطے کی کارروائی ہے۔

”اوہر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ اور سنو! —“
بھی غلط حرکت کی تو گولیوں سے بھون ڈالیں گے۔“ ان میں
سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔

عمران اور گارنر دونوں آگے بڑھے اور دیوار کی طرف منہ کر کے
کھڑے ہو گئے۔ دیوار اور عمران کی جیب میں تھا اور وہ چاہتا تو آسانی

سے ان دونوں کو مار گراتا۔ لیکن وہ اس لئے خاموش رہا کہ ایک تو
گارنر ان کا ساتھی تھا اور دوسرا یہ کہ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ ان دو
کے علاوہ اور کتنے آدمی ہیں۔

پھر جیسے ہی ان دونوں کے منہ دیوار کی طرف ہوئے ایک آدمی
نے تیزی سے آگے بڑھ کر مشین گن کی نال عمران کی کپٹی سے لگا دی
جب کہ دوسرے نے انتہائی پھرتی سے اس کے دونوں ہاتھ پشت
پر کر کے انہیں رسی کے ٹکڑے سے اچھی طرح باندھ دیا۔

”ٹھیک ہے۔“ اب سیدھے ہو جاؤ۔ دوبارہ وہی
آواز سنائی دی اور عمران اور گارنر دونوں سیدھے ہو گئے۔ گارنر کے
ہاتھ کھلے ہوئے تھے۔

گارنر! — یہ دشمن کا آدمی ہے۔ اس لئے باس کینی کے
حکم پر ایسا ہوا ہے۔ ہم چونکہ اسے چونکا نہ چاہتے تھے اس
لئے تمہارے ساتھ بھی یہ سلوک کرنا پڑا۔ مسلح شخص نے کہا اور
گارنر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔“ یہ دشمن کا آدمی — لیکن یہ تو مارلیو
ہے۔ میرے سامنے یہ چیف باس کے ساتھ کمرے سے باہر
آیا ہے۔ اور پھر یہ بتا رہا ہے کہ چیف باس نے اسے تنظیم
کا نمبر ڈنوا دیا ہے۔“ گارنر کے لہجے میں حیرت کے ساتھ
ساتھ کو کھلا ہٹ بھی تھی۔

”چلو! — باس کینی انتظار کر رہا ہے۔“ چیف باس
بھی نقلی ثابت ہوا ہے۔“ اسی مسلح شخص نے کہا اور پھر وہ عمران

کو دھکیلتے ہوئے آگے بڑھے۔

ایک دیوار کراس کر کے وہ جہاں پہنچے وہاں ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ یہ کمرہ پہاڑی چٹانوں سے بنا ہوا تھا۔ البتہ اس کی چھت مصنوعی تھی۔ دیواروں کے ساتھ کئی مختلف قسم کی مشینیں نصب تھیں درمیان میں ایک بڑی سی مشین تھی۔ اس کی ساخت ایسی تھی جیسے کوئی بی۔وی کیمرہ ہو۔ اس کیمرہ نما مشین کے ساتھ ایک آدمی کھڑا ہوا تھا اس کے چہرے پر خوشنیت کے آثار نمایاں تھے۔

”ہوں۔ تو تم نے ڈاک میں کو احمقوں کا ٹولہ سمجھ لیا تھا مٹر۔“ اس آدمی نے بڑے طنز پر لہجے میں کہا۔
”ہو سکتا ہے کہ میں غلط سمجھا ہوں۔“ یہ احمقوں کا نہیں بلکہ عقلمندوں کا ٹولہ ہو۔ لیکن کم از کم اتنا مجھے یقین ہے کہ ان میں ایک احمق ضرور موجود ہے۔ اور وہ احمق تم ہو۔“ عمران نے مارلیرو کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

”مٹھرو! میں تمہیں احمق اور عقلمند میں فرق بتاتا ہوں۔“ اس آدمی نے کہا اور تیزی سے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے اس مشین کے مختلف بٹن دبائے تو اس پر موجود سکرین روشن ہو گئی۔ دوسرے لمحوں پر اسی راہداری کا منظر اُبھر آیا۔ جس میں سے عمران، گارنر کے ساتھ گذر کر اس ڈبہ نما لفٹ میں پہنچا تھا۔ منظر میں عمران اور گارنر دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ پھر ایک جھماکا سا ہوا اور اس

کے ساتھ ہی سکرین پر گارنر اور عمران دونوں کے چہروں کے کلوز اپ آئے۔ اور عمران واقعی یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اب سکرین پر اس کا اصلی چہرہ نمایاں تھا جب کہ گارنر کا وہی چہرہ تھا۔

”دیکھی تم نے اپنی اصلیت؟“ اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے مختلف بٹن آن کر دیئے۔

”اب آپریشن روم کا منظر دیکھو۔“ اس آدمی نے دوسری مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس کے بٹن پر پس کرنے شروع کر دیئے۔ سکرین پر اس آپریشن روم کا منظر اُبھر آیا جس میں ٹائیکمر موجود تھا۔ ایک طرف کاؤچ پر ڈک میک آپ میں بیہوش پڑا ہوا تھا۔ پھر سکرین پر تیز روشنی کا جھماکا ہوا اور عمران واقعی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپریشن روم میں کھڑا ٹائیکمر اپنی اصل صورت میں نظر آنے لگا جب کہ کاؤچ پر پڑے ہوئے بیہوش ڈک کا بھی اصل چہرہ نظر آ رہا تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس قسم کی جدید ترین مشینری کی یہاں تنصیب اس کے تصور میں بھی نہ تھا۔ اور پھر اس آدمی نے

بٹن آن کر دیئے۔ ”اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ کون احمق ہے اور کون عقلمند؟“ اس آدمی نے بڑے طنز پر لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ بالکل معلوم ہو گیا ہے۔ کم از کم میں تو احمق ثابت ہو گیا ہوں تمہارے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتا۔“ عمران نے پہلی بار اپنے اصل لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر اطمینان موجود تھا۔

ٹاسک مارا گیا ہے۔ لیکن میں نے تمہارے آدمی کو بے بس کر دیا ہے۔ ابھی میں تمہیں لے کر آپریشن روم میں پہنچوں گا۔ پھر چیف باس کو ہوش میں لایا جائے گا۔ اس کے بعد چیف باس تمہارا جو فیصلہ بھی کرے۔ اس آدمی نے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوتی، اچانک کمرے کے درمیان موجود کیمہ نما مشین میں سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں بکھنے لگیں اور وہ آدمی چونک کر اس مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے جلدی سے اس کے دو ٹین دبائے تو مشین پر ایک سکیرین روشن ہو گئی یہ سکیرین دو خانوں میں بٹی ہوئی تھی۔ اور پھر ایک خانے میں پہاڑی چٹانوں میں چلتے ہوئے جولا اور خاور صاف نظر آ رہے تھے۔ اور دوسرے خانے میں نعلانی بھی حرکت کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ تینوں شاید عمران کی طرف سے اتنی دیر تک کاشن نہ ملنے کی وجہ سے خود ہی حرکت میں آ گئے تھے اور ان کی اسی حماقت نے ان کا بھانڈا پھوڑ دیا تھا۔

”ہوں!“ تو یہ تمہارے آدمی ہیں۔ یہ اب تک بے حس و حرکت ہے ہیں اس لئے مشین انہیں چیک نہ کر سکی۔ ٹھیک ہے۔ میں ان کا ابھی خاتمہ کرتا ہوں۔“ اس آدمی نے مشین کی سائیڈ پر لگے ہوئے ایک ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”سنو مشنر!“ بہتر یہی ہے کہ تم ان لوگوں کو ہلاک کرنے کی کوشش نہ کرو اور فیصلہ ڈک پر چھوڑ دو۔ بہت سے ایسے مسائل ہیں جو ڈک تم سے بہتر سمجھتا ہے۔“ عمران نے یکلخت

غراتے ہوئے کہا۔ مجھے حکم تو ان کے ہلاک کرنے کا ہی ملا تھا۔ لیکن تمہاری بات بھی درست ہے۔ میں انہیں یہاں بلوالیتا ہوں۔ پھر جو فیصلہ چیف باس کرے۔ اس آدمی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جلدی سے مشین پر لگی ہوئی نابول کو گھما مارا اور ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر اس نے دو تین ٹین دبائے تو اوپر چھت کی طرف سے بے پناہ شور کی آواز سنائی دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اوپر چھت پر کوئی خوفناک آندھی چل رہی ہو۔

اسی لمحے عمران نے سکیرین کے دونوں خانوں پر عین اس جگہ جہاں خاور، جولا اور نعلانی موجود تھے انتہائی خوفناک گرد و باد پیدا ہونے دیکھا اور پھر وہ تینوں اس گرد و باد کی زد میں آ کر یوں فضا میں بلند ہوتے گئے جیسے وہ حقیر تکیے ہوں۔ جنہیں آندھی اڑائے لئے جارہی ہو۔ گرد و باد انہیں ساتھ لئے ہوئے اوپر بلند ہوتا جا رہا تھا۔ وہ آدمی مشین کے ایک ٹین کو پریس کئے ہوئے تھا۔ اور پھر کافی بلندی پر جا کر یکلخت گرد و باد اور عمران کے سامنے سکیرین پر سے غائب ہو گئے۔ سکیرین کے دونوں خانے اب صاف ہو گئے تھے اور چھت پر پیدا ہونے والا شور بھی اب آہستہ آہستہ مدھم ہوتا جا رہا تھا پھر شور ختم ہو گیا اور اس آدمی نے مشین آف کرنی شروع کر دی۔

جاؤ۔ وہ تینوں انکیسی میں بیہوش پڑے ہوں گے۔ انہیں یہاں اٹھا کر لے آؤ۔“ اس آدمی نے کمرے میں موجود چھ مسلح افراد میں سے تین سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ تینوں سامنے

کے رُخ موجود دروازے کی طرف بڑھے اور غائب ہو گئے۔
 "تمہارا نام کیسی ہے؟" — "عمران نے پوچھا۔
 "ہاں! — میرا نام کیسی ہے" — اس آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈاک کی بجائے ڈاک میں تنظیم کا سربراہ تمہیں ہونا چاہیے تھا۔
 تم واقعی عقلمند آدمی ہو۔ میں دیکھ رہا تھا۔ اگر تم — آپریٹنگ
 بٹن کو پریس کر دیتے تو اب تک تمہارا حشر بھی میرے ساتھیوں
 جیسا ہو چکا ہوتا۔" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — تو تم اس کی کارکردگی جانتے ہو؟" — کیسی کے لیے
 میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اس بات کو چھوڑو کہ میں کیا جانتا ہوں — اور کیا نہیں جانتا۔
 مجھے یہ بتا دو کہ آخر اس پہاڑی کے اندر اس قدر جدید ترین تنصیبات
 کس مقصد کے لئے کی گئی ہیں — حالانکہ ڈاک میں تو صرف
 منشیات سمگل کرنے والی تنظیم ہے۔" — عمران نے کہا۔

"اوہ! — تو تمہیں ڈاک میں کے متعلق کچھ علم نہیں — ہم صرف
 منشیات ہی سمگل نہیں کرتے — ہم منشیات کی نئی نئی اقسام
 مینوفیکچر بھی کرتے ہیں۔" — کیسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا تو تین افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے
 کانڈھوں پر جولیاء خاور اور نعمانی لدے ہوئے تھے۔ جولیاء خاور
 اور نعمانی تینوں کی ناک اور منہ سے خون بہہ بہہ کر منہ کے کونوں
 اور ان کی مٹھوریوں پر جم گیا تھا۔ ان کے کپڑے آدھے سے زیادہ

چھٹ گئے تھے اور چہروں اور بازوؤں کی کھال جگہ جگہ سے پھٹ
 گئی تھی۔ ان کی حالت خاصی خراب تھی۔

"گارنر! — تم ایسا کرو کہ دو آدمی ساتھ لے جاؤ۔ اب تک
 ریڈ انیک کا اثر ختم ہو گیا ہوگا — چیف باس جو کہ دوسرے
 میک اپ میں ہے اور ان کا آدمی جو کہ چیف باس کے میک اپ
 میں ہے۔ ان دونوں کو اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ تاکہ اگر باس
 ان کی موت کا فیصلہ کرے تو میں انہیں رلیکس میں ڈال کر گردباد
 کے ذریعے انہیں پہاڑی چٹانوں پر پٹخا پٹخا کر ختم کر دوں۔"

کیسی نے گارنر سے مخاطب ہو کر کہا اور گارنر سر ہلاتا ہوا اسی دروازے
 کی طرف بڑھا جہاں سے وہ عمران سمیت داخل ہوا تھا۔ وہی دو
 آدمی جو عمران اور گارنر کو ہمراہ لے آئے تھے کیسی کے اشارے
 پر اس کے پیچھے چل پڑے۔

جب ڈبے نما لفٹ کے چلنے کی مخصوص آواز عمران کے کانوں
 میں پہنچی تو اس کے اعصاب یکجہت تن گئے۔ اب اس نے حرکت
 میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس وقت کمرے میں کیسی کے علاوہ چار مسلح افراد موجود تھے
 جو کہ چاروں ایک دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان چاروں
 کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ کیسی اس کیمرو نما مشین کے پاس
 کھڑا تھا۔ جب کہ عمران اس کے سامنے ایک سائیڈ پر اس لفٹ
 والے دروازے کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔

اس دوران عمران کے ناخنوں میں لگے ہوئے تیز بلیڈ اپنا کام

دکھا چکے تھے۔ اس لئے عمران کے ہاتھ عملی طور پر آزاد تھے۔ لیکن سچویشن ایسی تھی کہ عمران کو سوچنا پڑ رہا تھا۔ اس نے صرف سوچنے کے لئے ایک لمحہ لیا اور پھر اس نے یکجہت کیینی کے دائیں طرف دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

”ارے یہ کون ہے؟“ عمران کے لہجے میں شدید حیرت تھی اور اس کا یہ پرانا داؤ کامیاب رہا۔ کیینی بے اختیار سائیڈ کے بل مڑا۔ اور دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے وہ چاروں مسلح آدمی کی گردنیں بھی تیزی سے ادھر ہی گھومیں۔ اسی لمحے عمران اپنی جگہ سے یوں اچھلا جیسے گیند دیوار سے ٹکرا کر واپس آتی ہے اور ایک جھپکنے میں اڑتا ہوا ایک مشین گن بردار کی سائیڈ سے اس طرح ٹکرایا کہ مشین گن تو اس کے ہاتھ میں تھی جب کہ وہ چاروں اس طرح ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے تھے جیسے ایک دوسرے کے مہارے کھڑی ہوئی اینٹیں ایک طرف سے دھکا دینے سے گر جاتی ہیں اور اسی لمحے عمران نے مشین گن کا فار کھول دیا اور تیزی سے گھومتا ہوا کیینی بڑی طرح چیخا ہوا اچھل کر فرش پر گرا۔ اور عمران کا ہاتھ اس سے بھی زیادہ تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر کر اٹھتے ہوئے وہ چاروں بھی گولیوں کی زد میں آ گئے۔

کیینی نیچے گر کر تیزی سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گولیاں اس کی ٹانگوں پر پڑی تھیں کہ عمران چھلانگ لگا کر اس کے سر پر پہنچ گیا اور اس نے مشین گن کی نال اس کے سینے پر رکھ دی۔

”ہاں!۔۔۔ اب بولو عقلمند آدمی!۔۔۔ میں نے تمہاری ٹانگوں کا نشانہ اس لئے لیا تھا کہ تم نے میرے ساتھیوں کو گرد و باد سے ہلاک نہ کر کے میرے دل میں ایک نرم گوشہ پیدا کر لیا تھا۔ لیکن اب ڈک کے آنے سے پہلے ذرا تفصیل سے اس اوڑے میں موجود تمام تفصیلات بتا دو۔ اور سنو۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں سرکاری گواہ بنا کر تمہاری جان بچا دوں۔ اس لئے جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرنا۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”تت۔۔۔ تت۔۔۔ تم۔۔۔ تم تو بندھے ہوئے تھے۔ پھر تم نے کیسے؟“ فرش پر پڑے ہوئے کیینی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”تم مجھے احمق ثابت کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اس لئے یہ بھی بتا دوں کہ آئندہ کسی احمق کو رسی سے باندھ کر مطمئن نہ ہو جایا کرنا۔ بہر حال بولو!۔۔۔ میرے پاس وقت کم ہے۔“ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

”تت۔۔۔ تت۔۔۔ تم چیف باس سے پوچھ لو۔۔۔ میں نے حلف اٹھایا ہوا ہے۔“ کیینی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ پھر تمہاری ضرورت نہیں۔ اور ویسے بھی میں کسی کا حلف توڑنے کا قائل نہیں ہوں۔“ عمران نے سر د لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اور کیینی کا جسم یکجہت فضا میں اچھلا اور پھر دھڑام سے نیچے گرا۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو گیا تھا۔

عمران تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس لفٹ والے دروازے کی

گھسیٹ کر ڈال دیا۔ اور ڈبلے کے ساتھ لگا ہوا ہینڈل دبا دیا۔ لفظ ایک بار پھر واپس نیچے جانے لگی۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر اسی سوراخ سے آنکھ لگا دی۔ لفٹ کا ایک رستہ اس سوراخ کی بالکل سیدھ میں تھا۔ عمران نے جلدی سے مشین گن کی نال دوبارہ سوراخ پر رکھی اور فائر کھول دیا۔ چند لمحوں بعد ایک زوردار دھماکا ہوا اور ٹرٹر ٹراہٹ کے ساتھ ہی ایسی آوازیں بلند ہوئیں جیسے لفٹ کا ڈبہ ٹیڑھا ہو کر دیواروں سے ٹکراتا ہوا نیچے جا رہا ہو۔ پھر نیچے کہیں ایک خوفناک دھماکا ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکوت چھا گیا۔ لفٹ ٹوٹ کر بلے کا رہ چکی تھی۔

عمران جلدی سے مڑا۔ اس نے ڈک کو اٹھا کر اندر کمرے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈالا اور پھر جا کر ٹائیگر کو بھی اٹھا لایا اسی لمحے اس کیمرو نما مشین میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور عمران چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عمران نے جلدی سے مشین کے وہی دو بٹن دبائے جو اس کے سامنے کینٹی نے دبائے تھے اور اس کے ساتھ ہی مشین کی سکرین روشن ہو گئی۔ لیکن اس بار اس میں خالے موجود نہ تھے بلکہ ایک ہی سکرین تھی۔ اور پھر اس نے سکرین پر مسلح افراد کے ایک جھوم کو دوڑتے ہوئے دیکھا۔ یہ تعداد میں تقریباً بیس کے قریب تھے عمران نے جلدی سے ایک ناب گھمائی شردغ کر دی۔ وہ مشین کی کارکردگی کو سمجھ چکا تھا۔

چند لمحوں بعد ان بیسیوں افراد کے گرد سکرین پر ایک حلقہ سا

نمودار ہوا۔ اور عمران نے آپرٹنگ بٹن پر پس کر دیا۔ اسی لمحے ان بیسیوں افراد کے گرد ایک خوفناک گرد باد پیدا ہوا۔ چھت پر پھر وہی شور اٹھا۔ جیسے خوفناک آندھی چل رہی ہو۔ گرد باد واقعی یہی خوفناک تھا۔ اور وہ بیس کے بیس افراد اس کے اندر چکراتے ہوئے اوپر کو بلند ہوتے جا رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنیں چھوٹ چکی تھیں اور وہ بالکل اسی طرح گھوم رہے تھے جیسے لٹو گھومتے ہیں اور چونکہ ان کی تعداد کافی زیادہ تھی اس لئے گھومتے ہوئے وہ ایک دوسرے سے ٹکرا بھی رہے تھے۔

جب وہ کافی بلندی پر آ گئے تو عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے آف آپرٹنگ بٹن پر پس کر دیا۔ اس بٹن کے پر پس ہوتے ہی چھت پر آندھی کا شور یکایخت ختم ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر نظر آنے والا گرد باد بھی ختم ہو گیا۔ اور گرد باد کے اندر چکراتے ہوئے افراد نیچے پہاڑیوں پر گرتے دکھائی دیے اور چند لمحوں بعد سکرین صاف ہو گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی۔ واقعی یہ ایک خوفناک کلنگ مشین تھی جس سے بچاؤ ناممکن تھا۔

ڈک۔ ٹائیگر اور عمران کے ساتھی بدستور بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے دائیں پیر کی ایڑی کو مخصوص انداز میں فرش پر مارا تو بوٹ کی ٹو میں سے ایک چھوٹا سا کیمپول سا باہر آگرا۔ عمران نے جھک کر اسے اٹھایا اور اس کو سائیڈ سے پر پس کیا تو وہ درمیان سے کھل گیا۔ اس کے دو حصے ہو گئے تھے۔ عمران نے ایک حصہ کان

سے لگایا۔ جب کہ دوسرا حصہ منہ سے لگا کر ہیلو ہیلو کرنے لگا۔
 "لیس۔ انیٹو انڈنگ۔ اور"۔ چند لمحوں بعد ایک ٹوکی
 مخصوص آواز عمران کے کانوں میں گونجی۔

عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو!۔ کنڈرات سے ملحقہ
 پہاڑی میں ڈاک مین کے اڈے پر میں نے مکمل قبضہ کر لیا ہے۔
 میں اپنے ساتھیوں اور ڈک سمیت اس کی چوٹی پر بنے ہوئے ایک
 کمرے میں موجود ہوں۔ یہاں موجود باقی تمام لوگ میرے خیال
 میں ختم ہو چکے ہیں۔ تم اگر کمانڈر کو حکم دے دو کہ سپیشل فیس
 کو ہیلی کاپٹروں سے یہاں اتار کر اس اڈے پر قبضہ کر لے۔
 یہاں بے حد قیمتی اور انتہائی عجیب و غریب مشینری موجود ہے اس
 کا خیال رکھا جائے۔ اور تم ایک بڑا ہیلی کاپٹر لے کر اس پہاڑی
 کی چوٹی پر آ جاؤ۔ میں وہاں سے تمہیں اشارہ دوں گا تاکہ ڈک
 اور باقی ساتھیوں کو جو بے ہوش پڑے ہیں اس ہیلی کاپٹر پر سوار
 کر کے والنش منزل لے جایا جائے۔ تم نقاب میں آنا۔ ہو سکتا
 ہے تمہارے آنے تک کوئی ہوش میں آجائے۔ اور"۔ عمران
 نے تیز لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی آرڈر کر دیتا ہوں اور خود بھی پہنچ
 رہا ہوں۔ میں آپ کی طرف سے کال کا منتظر تھا۔ اور"
 دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اصل لہجے میں کہا۔
 "اور انیڈ آل"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے کیپسول کے
 دونوں حصوں کو دوبارہ جوڑا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔ اور پھر وہ

دو دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جسے کینی رکیس کہہ رہا تھا۔ اور جہاں
 اس نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو گرد و باد سے اٹھا کر گرایا تھا۔
 یہ ایک چھتہ نما جگہ تھی جس پر کافی دبیز سطح کا پیال بچھا ہوا تھا۔ اس
 پیال کو دیکھ کر عمران نے سر ہلایا۔ اب اُسے سمجھ آئی تھی کہ اس
 کے ساتھیوں کو گرد و باد نے جب چھوڑا تو انسانی ہڈیاں کیوں نہیں ٹوٹیں۔
 یہ شاید خصوصی انتظام تھا۔ کسی آدمی کو براہ راست پہاڑی کی چوٹی
 پر لے آنے کا۔

عمران اطمینان سے وہاں کھڑا ہو گیا اور پھر اسے بہت سے
 ہیلی کاپٹر دور سے پہاڑی کی طرف آتے دکھائی دیے۔ آگے
 آگے ایک بڑا ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر تھا۔ پھر وہ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر
 پہاڑی کے اوپر آ کر رُک گیا۔ جب کہ باقی ہیلی کاپٹر پہاڑی کے سامنے
 کے رُخ نیچے اتر گئے۔

عمران نے ہاتھ اٹھا کر زور زور سے لہرا ہوا شروع کر دیا۔ تو وہ
 بڑا ہیلی کاپٹر حرکت میں آیا اور پھر عین اس جگہ کے اوپر آ کر فضا میں
 مٹھ گیا۔ اوپر سے بلیک زیرو نے نیچے جھانکا۔ اس نے نقاب لگایا
 ہوا تھا اور عمران نے نیچے سے ہاتھ لہرا دیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر
 سے ایک بڑی سی ٹوکری رسی سے بندھی ہوئی اس جگہ پر اترنے
 لگی۔ عمران نے رسی پکڑ کر ٹوکری کو اس جگہ پر رکھا اور خود واپس
 کمرے میں آیا۔

عمران نے سب سے پہلے جولیا کو اٹھایا اور لا کر اس ٹوکری میں
 ٹاڈا دیا اور پھر ہاتھ سے اشارہ کیا تو ٹوکری تیزی سے اوپر ہیلی کاپٹر کی

طرف بلند ہو کر اس کے اندر غائب ہو گئی۔
چند لمحوں بعد ٹوکری دوبارہ نیچے آئی تو وہ خالی تھی۔ اس بار
عمران نے خاور اور نعمانی کو اٹھا کر ایک دوسرے کے اور ٹوکری پر
رکھ دیا۔ اور پھر تیسری بار اس نے ٹائیگر کو اٹھا کر اس ٹوکری میں ڈالا
اور آخری بار جب ٹوکری واپس آئی تو عمران نے ڈک کو اٹھا کر
ٹوکری میں ڈالا اور خود بھی سی پکڑ کر ٹوکری میں کھڑا ہو گیا۔
چند لمحوں بعد عمران سیلی کا پٹر کے اندر پہنچ چکا تھا۔ سیلی کا پٹر میں
پائلٹ کے ساتھ بلیک زیرو موجود تھا۔ جب کہ دو اور فوجی ایک
سائیڈ پر کھڑے تھے۔ وہ شاید ٹوکری سے آنے والوں کو اٹھا اٹھا کر
ایک سائیڈ پر لٹا رہے تھے۔ عمران اچھل کر ٹوکری سے باہر آ گیا جبکہ
فوجیوں نے آگے بڑھ کر ڈک کو ٹوکری سے نکالا اور اسے ایک
طرف ڈال دیا۔

اور تو کوئی وہاں نہیں ہے۔" بلیک زیرو نے اکیسٹو
کے کرخت بلجے میں پوچھا۔

"لاشیں پڑنی ہیں جناب! لیکن حکومت کا پٹرول خرچ ہو
رہا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ سیلی کا پٹر پر لاشیں لا دے
کا کیا فائدہ؟" عمران نے مودبانہ بلجے میں کہا اور پائلٹ کے
ساتھ ساتھ فوجی بھی دھیرے سے مسکرا دیئے۔

"ٹوٹا آپ!۔۔۔ بھو اس کی ضرورت نہیں۔ پائلٹ!۔
واپس چلو۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی سخت تلجے میں عمران کو
ڈانٹنے کے ساتھ ساتھ پائلٹ کو بھی حکم دیا اور سیلی کا پٹر تیزی سے

گھوما اور واپس پرواز کرنے لگا۔
"عجیب دور آ گیا ہے۔۔۔ شاباش ملنے کی بجائے ڈانٹ
سننی پڑتی ہے۔" عمران نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر ایک
پنچ نماسیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔۔۔ بلیک زیرو نے پہلے سے بھی زیادہ سخت
بلجے میں اسے ڈانٹ پلائی اور عمران منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ لیکن اس
کی شکل ایسی بن گئی تھی کہ دونوں فوجیوں کو اپنے حلق سے ابلنے والے
قہقہوں کو روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھنے پڑے۔ ظاہر ہے کہ وہ
سیکڑ سڑوں کے چیف کے سامنے سنسنے کی جرات تو نہ کر سکتے تھے۔
لیکن عمران کی شکل دیکھ کر ان کے منہ پھٹنے کے قریب ہوئے تھے۔
تھوڑی دیر بعد سیلی کا پٹر ایک فوجی اڈے پر اتر گیا۔ اور پھر اکیسٹو
کے حکم پر ان سب بیہوش افراد کو ایک وگن میں ڈال دیا گیا۔
تم سٹیئرنگ سنبھالو۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر
کہا اور خود وہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"جو حکم میرے کالے آقا۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور
وگن کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ جب وگن فوجی اڈے سے
باہر آ گئی تو بلیک زیرو نے چہرے پر پڑا ہوا نقاب اتار دیا۔
شکر ہے نقاب کشائی تو ہوئی۔۔۔ کاش! یہ نقاب کشائی
سب ممبروں کے سامنے ہو تو کتنا مزہ آئے۔" عمران نے کہا
اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے کاشن دینے میں بڑی دیر کر دی۔ میں تو بڑی طرح

Scanned By Saad

گھبرا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے کہا۔
 "یار! — وہ لیڈی کلر صرف لیڈی کلر ہی نہ تھا۔ بلکہ
 وہ تو پاکیشیا کی پوری قوم کو ختم کرنے پر تیار ہوا تھا۔ بڑے لمبے
 ہاتھ پھیلا رکھے تھے اس نے۔ میں تو سمجھا تھا کہ کوئی عام سا
 اڈہ ہوگا۔ لیکن وہ تو پورا طلسم ہو شرابا بنا ہوا تھا۔" — عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وینگن کو اس سڑک پر ڈال دیا جس پر
 والٹس منزل تھی۔

"میں نے سیلی کا پٹر سے دیکھا تھا کہ وہاں پٹانوں میں کئی لاشیں
 پڑی ہوئی تھیں۔ یہ لوگ کس طرح ہلاک ہوئے؟ —
 بلیک زیرو نے پوچھا۔ اور عمران نے جب اسے مصنوعی گرد و باد پیدا
 کرنے اور اس کی کارکردگی کی تفصیل بتائی تو بلیک زیرو کی آنکھیں
 حیرت سے پھیلی چلی گئیں۔

"اوہ! — یہ تو انتہائی خوفناک حربہ ہے۔" — بلیک زیرو
 نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے کوشش کی کہ اڈہ صحیح سالم ہاتھ آجائے۔ یہ
 مصنوعی گرد و باد ہماری فوج کے لئے بھی ایک عمدہ ہتھیار ثابت ہو سکتا ہے
 بالکل جدید اور خوفناک۔" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے
 ساتھ ہی وینگن کو والٹس منزل کے گیٹ پر روک دیا۔ بلیک زیرو نے تیزی
 سے نیچے اتر کر پھاٹک کھول دیا اور عمران وینگن اندر لیتا گیا۔

عمران نے مخصوص انداز میں ہینڈل گھما کر گیٹ روم کا لاک
 کھولا اور پھر دروازہ کھول کر اس نے ساتھ کھڑی جولیہ کو اپنے
 پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور خود گیٹ روم میں داخل ہو گیا۔ اور جولیہ
 اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہو گئی۔
 کمرے کے فرش پر ڈک سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس
 کا چہرہ اس وقت اصل حالت میں تھا۔ اس کا میک اپ صاف کر دیا
 گیا تھا۔ اس نے چونک کر عمران اور جولیہ دونوں کو اندر آتے دیکھا
 اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہاری درخواست چیف نے منظور کر لی ہے جولیہ — یہ
 لیڈی کلر تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ اب تم اس کے ساتھ کیا
 سلوک کرتی ہو۔ یہ تمہاری صنف کا فیصلہ ہے۔" — عمران
 نے دروازے کو بند کر کے اس سے لپٹ لگا کر کھڑے ہوتے ہوئے

بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”میں اس سے اپنی صنف کو ہلاک کرنے کا ایسا بھیاںک انتقام لوں گی کہ آئندہ کسی مرد کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ وہ عورتوں کے سامنے ایسا سلوک کرنے کا خیال بھی دل میں لائے۔“ جولیا نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

”مٹھرو! رُک جاؤ۔“ مجھے بتاؤ کہ میں یہاں کیسے پہنچا۔“ ڈاک نے تیز لہجے میں کہا۔

”کیا کرو گے ساری کہانی سن کر۔“ مختصر طور پر آنا سن لو کہ تمہارا پہاڑی والا اڈہ ہمارے قبضہ میں ہے اور اس اڈے میں موجود ساری مشینری صحیح سالم بھی ہمارے قبضہ میں آچکی ہے۔ وہاں سے ملنے والے کاغذات کی مدد سے دارالحکومت میں پھیلے ہوئے تمہارے تمام اڈے۔ اور وہاں موجود تمام مشینری اور افساد قبضے میں لے لئے گئے ہیں۔ ڈاک میں تنظیم مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے۔ تم چونکہ لیڈی کلر ہو۔ اس لئے سیکرٹ سروس کے چیف اکیٹو نے جولیا کی درخواست پر یہی فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری موت کسی عورت کے ہاتھوں سے ہی ہونی چاہیے۔ چنانچہ یہ عورتوں کی نمائندہ تمہارے سامنے موجود ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم غیر قانونی کام کر رہے ہو۔“ مجھے حکومت کے وہ مجھ پر مقدمہ چلانے کی۔ اور اس کے بعد عدالت کرے۔ مجھے قبول ہے۔ تم مجھے اس طرح نہیں مار سکتے۔